# رامائن منظوم خوشتر حرف بحرف مطابق تلسی کرت




مطبع نامی گرامی منشی نولکشور واقع کانپور میں چھاپی گئی

# سری گنیش آئنمہ

خدایا تا حمد کو تام آوری مجھے
مضامین ثنا مین تر زبان ہو
گہر افشان جو یون میرا قلم ہو
عطا کی چشم مانند ستارہ
ہو مانند سوسن مجھ کو زبان لال
ہے وہ گوش مثل گوش گل کر
تو ہی ہو قابل تحمید بیشک
کرون تا بندگی میری شب و روز
ترا جلوہ ہی شمع جرم جا دیدہ
پھر سے بخبری ہوا ہی بیگانہ
تو ہی فرمانروای دو جہان ہی
گناہ عاصیان ہو واجب التقید
محبت کو عبادت پر شرف ہی

قلم مین جلوہ پال پری دے
برنگ ابر نیسان در فشان ہو
سحاب لطف کا تیرے کرم ہو
کرے تا نور قدرت کا نظارہ
کرو ہے شکر حق جو اور کچھ قال
سنے جو نغمائے نفس پرور
تو ہی ہو لائق تمجید بیشک
ہمین نور اطاعت سے دل افروز
ترے پروانے مین ہمتاب خورشید
تری محفل کا ادنی شامیانہ
تو ہی آمرزگار عاصیان ہو
تو ہی بخشندگار و بیم و امید
[illegible]

ریاض حمد مین تا حسب انداز
دہن غنچہ زبان گلبرگ تر ہو
زبان بخشی ہو تو نے شکر افشان
دیے گوش از رہ لطف و کرامت
ہے نرگس صفت وہ چشم بیمار
فزون ہی شکر سے ہر گونہ نعمت
ہمین ہستی مین لایا تو عدم سے
نہ ہو روشن زلال پاک طینت
تو ہی ہی بادشہ کون و مکان کا
تجھے زیبا ہی تاج کبریائی
خطائین گو ہماری ہین فزون تر
گنہگارون کو ہی تجھ سے محبت
[illegible]

عنادل کی طرح ہو نغمہ پرداز
یہ آب شکر کا تیرے ثمر ہی
جو ہے تا شکر مین تیرے غزلخوان
سنے تا نغمۂ عشق و محبت
اگر دیکھے نہ اسکی سیر گلزار
عبادت سے تری حاصل ہی قربت
دیے ہوش و خرد لطف و کرم سے
دلون پر جھلکے جسکا نور طاعت
تو ہی حاکم ہی ارض و آسمان کا
کہ تیری ذات ہی ہی یہ خدائی
نظر رکھتے ہین ہم تیرے کرم پر
بلا شک ہمکو تو بخشیگا جنت
کرم فرما ہے خلق و داد گستر

نہنگ و پیل و سیمرغ و سگ و شیر
توہی ہے نخلبندِ باغِ ہستی
تری قدرت سے زیرِ خاک اژدر
پریشان اندن پھرتے ہیں انجم
ہوا شاید جو کوئی واقفِ راز
جہان عقلِ ملائک گم ہے خوشتر
جہان پر ہو مقامِ سرفروشی

تری بخشش سے بہرہ ور ہیں ہیں سب
تجھی سے ہے بلندی اور پستی
اٹھائے ہے زمین کا بار سر پر
فرشتونکی ہمیشہ عقل ہے گم
زبان اسکی تکلم سے کرین باز
تعجب کرتا ہے تو شوخی وہانپر
وہان خوشتر مناسب ہے خموشی
قدم اس بحر سے کھینچ دور خوشتر

مظاہر جملہ مہ سے تا بماہی
توہی ہے واقفِ رازِ نہانی
ازل سے چرخ سرگردان ہے جاوید
نہیں پاتے ہیں قدرت کا تری انت
دیا محفل سے تیرے جسکو ساغر
کہان ذرہ کہان خورشید اعظم
خدا کا وصف ہے انسان سے مشکل
یہ ورد نا مردِ مسرور خوشتر

تری قدرت پہ دیتے ہیں گواہی
بجا ہے ختم تجھ پر غیب دانی
ہمیشہ مثلِ گل غلطان ہے خورشید
نہین ملتا ہے کچھ انجام نہ آغاز
برنگ سینہ کی مُہر اسکے لب پر
کہان بندہ کہان خلّاقِ عالم
کہ اس دریا کا ناپید اہے ساحل

## صفات ذات خالق مخلوقات رازق مرزوقات اعظم شانہ واکرم برھانہ

مناسب ہے بشر کو وقتِ حاجات
پری جن و انسان و ملک ہے
وہی آمرزگارِ ہر خطا ہے
اُسی کی ذات ہے غفار و ستار
بجا ہے زہر کو زن زہرہ تمثیل
بوقتِ رنج گر فریاد و زاری
غم روزی عبث ہے تجھکو خوشتر

کرے درگاہِ باری میں مناجات
نہ خورشید اور ارض و فلک ہے
وہی روزی دہِ شاہ و گدا ہے
اُسی کا نام ہے قہار و جبّار
کرے پیدل کو پل میں جب سبیل
کرے کوئی سوے درگاہِ باری
کہ ہے ایسا مرتبی تیرے سر پر

وہی حاجت روائے دو جہان ہے
بجز ذاتِ سزاوارِ خدائی
وہی دانای رازِ ہر بشر ہے
وہی دوزخ وہی دیتا ہے جنت
جہانتک ہے نہان و آشکارا
شتابی رفع ہوں سب اسکی حاجات
شتابی عرض کر جو مدعا ہو

کرم فرمائے عالم بیگمان ہے
کسی سے کچھ نہو حاجت روائی
وہی دارائے خلق بحر و بر ہے
وہی ذلت وہی دیتا ہے عزت
اُسی کے نور کا جلوہ ہے سارا
زرد و بید ہے منقول یہ بات
ابھی شامل ترے فضلِ خدا ہو

## مناجات بدرگاہ مجیب الدعوات برآرندہ حاجات بخشندہ مرادات جل جلالہٗ و عم نوالہٗ

خدایا بادشاہا بے نیازا
ترے خوانِ کرم سے پیل تا مور
سخن سنجانِ عاقل صاحبِ حلم
جوانمردان ظالم مردم آزار
ترا ہے فیضِ خاص و عام پر ایک
گنہ ہیں میرے سب پر آشکارا
زبس میں ہون گنہگارِ عقوبت
ہوا فدرہ نہ مجکو رنج اصلا
گئی روزی جو تھی سرمایۂ عیش

خلائق پرورا عاجز نوازا
ہر اک آسودہ ہے بے محنت و زور
جہالت پیشگان نادان و علم
کہن پیران لاغر سخت ناچار
تری شفقت پہ نازان ہیں بد و نیک
کریگا مجھسے دوزخ بھی کنارا
معاذ اللہ کہان میری شفاعت
ادا ہو کس زبان سے شکر تیرا
غم و تکلیف کا اب گو دہی جوش

توہی ہے بادشاہِ جن و آدم
صفا کیشان عارف چہرہ پرنور
بکنج صومعہ پیران ہشیار
سبھونکو تو عطا کرتا ہے روزی
زمانہ میں جہان تک ہیں گنہگار
بجز آوارگی و خاکساری
وہ بے تیرے کرم سے اے خداوند
عجب ہے اس تری بخشش سے خالق
مہیا رزق ہے گو صبح اور شام

تو ہے فرمانروائے جملہ عالم
سیہ کاران کافر سینہ پرزور
میان میکدہ مستانِ سرشار
بصد لطف و سخا و دل فروزی
میں ہوں نازان ازل سے سبکا سرتاج
نہ کی تیری کوئی دم یادگاری
رہا دنیا میں اب تک شاہ و خرسند
کہ ہوا اک سال سے تکلیف لاحق
وہ بے ہوا اپنی کوشش سے نباہیں

ملے جو قوت بازوے روزی
وہی صورت ہو وجہ دلفروزی
شتابی کر مجھے فرزند دل شاد
غم تکلیف سے کر جلد آزاد
نہین ہو دور کچھ تیرے کرم سے
جو ہو معمور گھر میرا درم سے
شتابی کر بکار عمدہ مشغول
کہ جاؤن تنگدستی اپنی مین بھول
ترے لطف و کرم سے ای خداوند
رہون تا زیست مین دنیا مین خرسند
تواب دے مجھکو دولت حسب دلخواہ
پُل و مسجد بناؤن بر سر راہ
رہ شفقت سے دے دنیا مین دولت
کرم سے انکو دے عقبی مین جنت
مجھے کیا گر کری تو مجھکو خوشتر
کہ ہے مہر پدر ہر دم میسر
دعا ہو تا کہ میری زندگی مین
رہون مشغول تیری بندگی مین
کہ تا کنج چمن مین بافراغت
چنون دامن مین گلہاے عبادت

نظر کر مجھ پہ اب چشم عطا سے
سبب تا ہو وہم نہین جرم و خطا سے
ملے روزی مجھے بی منت خلق
نہ مانگون تا قیامت جاہ دولت خلق
عطا کر مجھکو از بہر سواری
سمند و پیل با زین و عماری
بناؤن باغ اور ٹھاکر دوارا
کرون تیری پرستش آشکارا
رہین خویش و بیگانہ بھی دلشاد
رہین سب دوست سیر و شاد و آباد
دو عالم مین بجز ذات جلیلہ
نہین رکھتا ہون مین کوئی وسیلہ
نہین ہے مجھکو کچھ دعوائے بخشش
امید لطف پر کرتا ہون کوشش
پئے عشرت نہین طالب ہون ان کا
کہ ہو یہ مقصد دل خاص میرا
غنی ہر چیز دنیا سے ہون مین
میسر ہو مجھے جو کچھ کہون مین
ہے تیری عبادت کا مجھے ذوق
نہ ہو اُسکے سوا دنیا سے کچھ شوق

## سبب تالیف کتاب و موجب تصنیف با آب و تاب

شب روشن برنگ عارض حور
زمین سے تا فلک تھا جلوۂ نور
فلک پر تھا یہ عالم روشنی کا
بچھونا تھا زمین پر چاندنی کا
جو دیکھا چاندنی کا بیٹھنے پہ طور
بچھونا لیگیا کوٹھے پہ فی الفور
جو تھی ہم حس اب شیرین کی گھڑی
نظر آئی عروس ماہوش ایک
رخ پر نور مثل برق تابان
گل سنبل نشان زلف پیچان
گل خورشید کی تشبیہ تھا گوش
گل نسرین سے نازک تھی بناگوش
نہ پہنچی کا اُسکی وصف زنہار
کہ تھی وہ حسن مین یکتا الف وار
گلے کی نازکی کا کیا کہون ہے رنگ
نظر آتا تھا جسمین پان کا رنگ
جو دیکھا مینے اسکو اس ادا سے
کہا با صد ادب اُس مہ لقا سے
تو کس برج شرف کی مشتری ہے
تو کس مہ کے شبستان کی پری ہے
یہ سنکر وہ قمروش ناز پرور
لب شیرین سے بولی مسکرا کر
مین ہون نطق زبان جن و آدم
مری قدرت سے گویا ہے سب عالم
کہ تو جس روز سے پیدا ہوا ہے
اسیر حلقۂ حرص و ہوا ہے
کبھی شیدائے حسن نو پری ان
کبھی مائل بگلگشت گلستان
کبھی رقص رباب و چنگ پر مست
کبھی رنگ شراب و بھنگ پر مست

ستارو نمین عجب تھا جلوۂ ماہ
میان انجمن جس طرح ہو شاہ
شمیم تازہ سے باد مشک خیز
مشام دہر مین تھی عنبر آمیز
ہوائے سرو کا آیا جو جھونکا
نگار خواب نے آنکھون مین کھینچا
عجائب نازنین و نازک اندام
نزاکت مین گل تر وہ دلارام
خجل برق جہان نور جبین سے
بنی قوس قزح ابرو کی چین سے
وہ آنکھین جو کرین جادو کو تعلیم
وہ مژگان کے دے قیامت جنکی تعظیم
دہان تنگ مثل تنگ شکر
لب و دندان برنگ لعل و گوہر
غرض وہ ناز پرور رشک ناہید
سراپا نور تھی مانند خورشید
بایں حسن و ادا و مہ جبینی
بایں دلبردگی و دلگزینی
عیان ہے نور حق تیری جبین سے
ہوا آنا ترا کس سرزمین سے
کہا اے شب ترا بخت خفتہ خوشتر
ہوا پیدا بشکل ماہ و اختر
بہ ہندی سرستی ہے نام میرا
مین آئی ہون بنانے کام تیرا
کبھی سرگشتہ دنیا مین بے زر
کبھی بہر زمین ہے خاک بر سر
کبھی بلبل صفت مشتاق گل ہے
کبھی عاشق برنگ شیشہ مل ہے
غرض اکیدے غافل شب و روز
بسر کی عمر تونے با غم و سوز

رہا طفلی مین تو دُنیا مین حیران
بقا اس باغ ہستی کو نہین ہے
زر و زن اور زمین سب بیوفا ہین
سراپا ہی بدن انسان کا خاک
مکان و قصر و باغ و شہر و بازار
وہ کرنا چاہیے اس دہر مین بات
یہ سُنکر مین گرا اُسکے قدم پر
بجا لاؤن جو ہوا رشاد تیرا
اُسے ہندی مین کہتے ہین انکا
یکے مچھی دوم کچھپ ہے اطہر
ترتیا مین ہوئے ز انجملہ سہ تن
ہوا دواپر مین اک اوتار پیدا
دسون مین ہی ملا شک قدرت حق
کیا صحن جہان از راہ انصاف
ہر اک اوتار کا نادر فسانہ
ہر اک کا گرچہ افسانہ متین ہے
بجھیکن انگد اور سگریو ہنومان
زہے وشسٹ شاستر یار اے انسب
اُسی کا نام رامائن ہی مشہور
کرے اردو مین گر تو اسکو تخمین
مرتب ہو جو وہ با نظم رنگین
نہ پہونچے دست مرا اس چمن پر
کہان وہ زاہد پاکیزہ پیکر
کہان رامائن اور وہ رام کا نام
فرشتونکی یہان ہی عقل کوتاہ
نہین وہم و گمان کا ہے یارا
خور و ذرہ ہین سب اسکے ثناخوان

کیا کچھ راہ عقبیٰ کا نہ سامان
فنا اک روز یہ چرخ برین ہے
خراب و خوار اُسکے آشنا ہین
کتان کی طرح ہوگا ایکدن چاک
پس از صد سال ہوجاتے ہین مسمار
کہ جسکا روز محشر تک ہوا ثبات
ادب سے عرض کی اے نور پیکر
زہے طالع رہے اقبال میرا
اسی کے چار جاگ مین دس ہین اوتار
سوم خوک و چہارم فیغم نر
برنگ مہر تابان جلوہ افگن
بنام کشن با رخسار زیبا
نہین ہے فرق خوشتر اسمین مطلق
غبار ظلم و خار کفر سے صاف
کہ نادان جسکے سُننے سی ہو دانا
فسانہ رام کا پر دل نشین ہے
ہوئی جسکی قدمبوسی سے ذیشان
کیا بھاکا مین جسنے ترجمہ سب
سراپا رام کا ہی اسمین مذکور
نہایت دلنشین ہو اور خوش آئین
رہے نامہ ترا تا ماہ و پروین
نہ چڈہ اترہ ہو شاخ سخن پر
کہان مین عاصی ناپاک گوہر
کہان مین بندۂ ناچیز و ناکام
کہان اس بزم مین انسان کو ہی راہ
کرے جو ترجمہ اُس کا گوارا
کہان تک ہے طبیعت جسکی جولان

ارے غافل یہ ہی دُنیاے فانی
فدا ہونا گلو پر نار وا ہے
بچشم غور دیکھ اے تیرہ باطن
جہان سے قطع ہوگا نام اکبار
کہان اسمین ہے ہستی پائداری
خیال خام خوشتر دل سے کر دور
ترے نور قدم سے غیر امید
کہان ہے وہ جو کہتا ہے زمانہ
ہوئے ست جگ مین پہلے چار ظاہر
ہوئے شکل بشر پھر چار اوتار
یکے باون دوم مردم پرسرام
نہم ہی بودھ اب کلجگ مین ہو جو
ہر اک نے سلطنت مین اپنی بے تو
عجائب اور غرائب وہ قصیے کام
بشرح دلپذیر و طرز معقول
برائے انتفائے نار دوزخ
برہمن پارسا و صاحب علم
کہ جسکا فیض خاص و عام پر ہے
وہ مشکل جو مضمون اسمین ہین سخت
مضامین و معانی اُسکے ہون سہل
کہ یہ گلشن شگفتہ جاودان ہے
ہوئی گویا جو یون وہ نیک باطن
تھا روشن اور مین ہون تیرہ باطن
کہان بانہ کہان اسطرح کے پر
کرون کسطرح مین سرسبز یہ کشت
یہ سُنکر ہنسکے بولی پھر وہ دلبر
وہی دیتا ہے سبکو نیکنامی

نہین اس جا اُمید جاودانی
کہ رنگ لالہ و گل بیوفا ہے
بہار عالم اسکا ہے دو دن
کریگا پھر نہ کوئی یاد زنہار
کہ ہے بعد از فنا جو یادگاری
کہون جو کچھ اُسے کرجی سے منظور
ہوا کاشانہ میرا رشک خورشید
دل صافی ہی جسکا آشیانہ
بہ جسم اختلاف و پاک و طاہر
ہمایون قامت و فرخندہ آثار
سوم شہر اودھ مین نامور رام
دہم ہوگا کلنکی وقت موعود
کیے شاد ان ملائک مار کر دیو
نہ پہونچین جنکو ہرگز عقل و اوہام
کیا بیاس اور رشکا چارچ منقول
نظیر ابر برادر صورت تیغ
ضمیر آگاہ تلسی داس فی علم
ابھی وہ باغ جنت راہبر ہے
بشر کی عقل سی باہر اک لخت
دل و جان سے کرین مقبول ہر اہل
بہار باغ معنی بے خزان ہے
کہا مین نے حقیقت ہی ولیکن
عروج خور نہین ذرے کو ممکن
اُڑے جو مرغ لاغر لامکان پر
کہ ہی خام عقل میری طبع و زشت
ارے خوشتر بڑا نادان ہی تو
دم مشکل وہی ہوتا ہے حامی




یہ قدر فکر کر اس راہ مین غور
ہنے برکت سے جسکے کام تیرا
جو دیکھا مین نے اس گل کا یہ اصرار
غرض یہ سنتے ہی وہ غیرت حور
لیا خامہ برنگ ابر نیسان
مبارک جبکہ رامائن بنا یہ
ہوا احسان سے اپنے مین ناگاہ
پڑھے جو کوئی یہ نظم درافشان
اگر منعم ہو پاوے باغ جنت
یہ معنی جانینگے اہل ہنر راست

کرم سے اسکے ہوگا نظم پر نور
سراپا نیک ہوا انجام تیرا
کیا اقبال کہنا چار ناچار
ہوئی راہی بسوے عالم نور
ہر دو صفحہ کاغذ درافشان
ہوئی مقبول لہا سے کہ وہ
اسیر پنجہ اعدائے بدخواہ
نہو ہرگز اسیر رنج دوران
وگر مفلس ہو پاوے گنج و دولت
بہر صورت کرینگے دلسے خواہش

نہین مضمون معنی کا یہان کام
یہان حاصل ہو تجکو دولت زر
کہا اس سے کہ اے عالم کے محبوب
مین بھا سنکے مرغ صبح کا غل
جو آیا خوش مجھے افسانہ رام
ہوئے ہر کار مشکل اپنے آسان
چھوڑا یا فیل کو دریا مین جسطور
پڑھے جو کوئی دل سے بغیر تاخیر
اگر ہو قید مین پاوے رہائی
جو جاہل ہین رہینگے اس سے محروم

نقط کر وکی موزون احمر کا نام
وہان گلزار جنت مین ملے گھر
اگر یون ہی خوشی تو ہے بہت خوب
بوقت نورخندان صورت گل
کیا تضمین یہ نظم دل آرام
بڑھی دنیا مین میری عزت و شان
بچایا مجکو بھی ظالم سے فی الفور
کرے نظارہ اسکا جلد تاثیر
شفا بیمار کو ہووے دوائی
بنائے دولت بال ہما بوم

## صفت حضرت ظل اللہ شاہ جمجاہ واجد علی شاہ بادشاہ اودھ خلد اللہ ملکہ

کرون شاخ قلم سے اب گل تر
شہ نصفت شاہ عدل پرور
مثال مہر نام اسکا روشن
شہ واجد علی رشک تہمتن

| بدیع نیکوی فرخندہ گوہر | برج خسروی تابندہ اختر | بہار دولت بستان عالم | شہنشاہ اودھ سلطان عالم |
|---|---|---|---|

## شبیہ بے توجیہ شاہ فرخندہ منظر محمد واجد علیشاہ بادشاہ اودھ اختر نگر حضرت سلطان مع وزیر اعظم



سکندر طالع و جمشید اقبال
ثریا مرتبہ ہیں اُس سے کم ہے
فریدون نے نہ پایا مرتبہ یہ
ہوے ظالم عمل میں اُسکے سب زیر
یہ فیض عدل کسریٰ میں کہاں تھا
کبوتر سے بغل ہر باز مانوس
سخاوت سے کیا عالم کو تسخیر
خجل دیکھے اُسکے ظرف دریا
کیا آب کرم سے خلق کو سیر
جو مشہور جہان فغفور چین ہے
زلبس خوان کرم کا اُسکے ہی شور

ہمایون صورت و خورشید تمثال
زحل کا یہ کہاں جاہ و حشم ہے
نہ تھا کاوس کی کا دبدبہ یہ
تواضع کرتا ہے روباہ کی شیر
عبث اُسکا لقب نوشیروان تھا
محبت مار رکھتا ہے طاؤس
کسی پر زور سے کھینچی نہ شمشیر
کف بخشش سے کم ہے عرض غبرا
جہان سے نامہ حاتم کیا طے
سدا خرمن کا اُسکی خوشہ چین ہے
سلیمان ہے گدائے خانہ مور

خجل ہے بارگہ سے اُسکے گردون
وہ ہے تابندہ اُسکا طالع بخت
کہ نور عدل نے شاہ جہان کے
یہ اُسکے عدل کی ہے حکمرانی
حمایت ذرے اُسکے ہیں ہم افق
امان ماہی نے زیر آب پائی
گہر بخشی میں ہے مانند نیسان
در افشان ہے جو والا گہری سے
کرم سے اُسکے سب اہل کرم ہیں
فلک سے حوصلہ بالا ہے اُسکا
دم کشور کشائی ہمدم تیغ

ستاروں سے سپہ ہے اُسکی افزون
قمر ہے تاج جسکا آسمان تخت
مٹائے ظلم پیر آسمان کے
کہ رستم زال کا بھرتا ہے پانی
بہم ہیں آب و آتش یار صادق
نہنگ شوخ نے کی آشنائی
زر افشانی میں ہے رشک گلستان
صدف عاجز ہے گوہر پروری سے
فقیر اُسکے پیالے جام جم ہیں
زمین پر جو کہ ہے بالا ہے اُسکا
گہ بخشش در افشان صورت میغ

نہیں ہو دہر مین ایسا دلاور ۔ کہ جس سے کانپتا ہے ضیغم نر
نہوں تلوار کے کیا اسکے جوہر ۔ رکھے قبضے مین جسنے ہفت کشور
جو ہو شہ کی سواری کا وہ مرکب ۔ صفت اسکے قدم کی ہو سکے کب
پرندونمین ہمائے تیز پر ہے ۔ درندونمین برنگ شیر نر ہے
وہ عالی عزم ہے وہ جو دم صید ۔ بنقش سہم کرے مریخ کو قید
کرے دشمن سے گر شاہ جہان بخش ۔ تو ہو شمشیر برق اور ابر ہو رخش
تہمتن سے قوی دل ہو دم رزم ۔ فزون جمشید سے ہو وہ گہ بزم
باین عقل و سخا و عدل و طاقت ۔ باین گنج و سپاہ و جاہ و حشمت
عجب ملک و عجائب بادشہ ہے ۔ رہے قائم وہ جبتک مہر و مہ ہے
بلاکر آپ تجھکو تیرے گھر سے ۔ بھریگا جیب و دامن سیم و زر سے

دم صید افگنی یہ شیر پر زور ۔ سمجھتا ہے بل بہرام کو گور
جو چمکے تیغ اسکی ہمدم برق ۔ نظر آنہ وہ اعدا مین پڑے فرق
خرامان ناز مین کبک دری ہو ۔ صبا چلنے مین اڑنے مین پری ہو
اگر بحر وفا مین ہو سبک گام ۔ نہنگ تشنہ خون کا کرے کام
عجب رخش و حسام شاہ دوران ۔ وہ ہدہد وہ پری ہو وہ سلیمان
اگر ہو شاہ سے ہم پنجہ خورشید ۔ تو کانپے خوف سے جان ہو رتب بید
ارسطو فہم افلاطون حدس ہے ۔ بعقل و فن و فنون ہر نکتہ رس ہے
وہ ہی خوشتر بفضل رب اکبر ۔ سزاوار سریر ہفت کشور
رہے روشن ہمیشہ اختر بخت ۔ ہے پایندہ چتر و افسر و تخت
دکھائیگا تجھے اک روز بہبود ۔ نہین ہو وصف شاہنشاہ کی شود

## بیان کرنا حسب حال اپنا

مرا نام ولادت سے جگن ناتھ ۔ ہمیشہ نیکمردون کے رہا ساتھ
مین ہون فرزند منّا لال نامی ۔ سری باستب کایستھ گرامی
نہ کیونکر نامور ہون مین ازل سے ۔ کہ ہون مین خاندان سیٹھ مل سے
ہوئی جب کثرت اولاد باہم ۔ بلا صیغے مین حصہ خرچ سے کم
یہان آکر بعہد اکرام و اعزاز ۔ ہوئے سرکار شاہی مین سرافراز
سراپا ہے جو خوبی سے معمور ۔ ہر اک جانب ہے ہندوستان مین مشہور
ہوئی قائم وہان بنیاد میری ۔ زمانہ سے ہوئی ہر گونہ سیری
ہوا فیض ہنرمندان جو دمساز ۔ ہوا مین اپنے ہمجنسون سے ممتاز
مشقت سے جگر مین نے کیا آب ۔ تب آیا ہاتھ یہ لولوے نایاب
نہین ہین شعر یہ سلک گہر ہین ۔ عذوبت مین برنگ نیشکر ہین
یہ بات اسطرح ہے اے دل آگاہ ۔ اٹھایا کوہ مین نے برسر کاہ
مجھے روشندلون سے ہے یہ امید ۔ جو دیکھین یہ ریاض سبز جاوید
نظر خار و خس آئین جس روش پر ۔ کرین دست کرم سے اسکو باہر
کرین آراستہ اسطرح یہ باغ ۔ حسد سے تا دل گلچین ہو پر داغ
اگرچہ لالہ ہو غیرت دہ باغ ۔ ہزارون ہی نکالین عیب جو داغ

تمامی بندگان حق سے احقر ۔ تخلص ہے مرا مشہور خوشتر
مرا تھا جد عالی فطینت ۔ بنام دودہ راج نیک سیرت
بزرگونکا وطن ہے خاص بدھا ۔ وہانکا نام فرد تھا انکے صیغا
معاش روزمرہ سے ہوئی تنگ ۔ ہوئے تب لکھنؤ کو گرم آہنگ
محلہ شاہونسازونکا جو ہے نیک ۔ جہان رہتے ہین اشراف ایک سے ایک
زمین اس جا کی پاکیزہ جو پائی ۔ حویلی اس محلے مین بنائی
ہوا شعر و سخن کا جو مجھے شوق ۔ ہنرمندونکی صحبت کا ہوا ذوق
چہل سے سن مرا افزون تھا یکسال ۔ کیا تب مین نے رامائن کا اشغال
اٹھایا سخت مین نے رنج و تکلیف ۔ ہوئی یکسال مین یہ نظم تصنیف
نگاہ غور سے دیکھین خردمند ۔ کہ دریا مین نے کوزے مین کیا بند
کہان طاقت یہ رکھتا تھا مین ناکام ۔ ہوا سب رام کی قدرت سے انجام
کرین نظارۂ اسکے ہر چمن کا ۔ تماشا دیکھین سرو و یاسمن کا
جو دیکھین شاخ ناموزون ہی خم سے ۔ کرین اسکو قلم تیغ قلم سے
کہ زیر چرخ دیکھا مین نے اکثر ۔ ہزارون عیب جو ہین اک ہنرور
جواہر مین ہنر ہون گرچہ وافی ۔ جو دیکھین مو کرین بس موشگافی

ہمیشہ عیب جو یونکا ہی یہ ڈھنگ | کہ لعلِ بے بہا کو کہتے ہین سنگ
نرکھے سرزنش سے تا کہ کوئی | مرے حرفون پہ دست عیب جوئی
تمنا ہی ہنرمندون سے اس راہ | کہ دین اس نظم کو اصلاح دلخواہ

## بیان سبب ترتیب کتاب کا

ہوئی یہ نظم موزون جبکہ انجام | بلا اک دوست مجھکو نیک فرجام
سخن پرور سخندان و سخن سنج | ز روئے علم و ہنر ہین صاحبِ گنج
خردمند و عقیل و صاحبِ ہوش | ہے رگھبیر نارائن وفا کوش
بقوم کھتری منگل تھا نامی | بشمبھر ناتھ کا پورِ گرامی
محبت کی جو اُسنے مجھسے ایزاد | ہوا ملنے سے اسکے مین بہت شاد
سُنا اُسنے جو یہ رنگین فسانہ | کیا اصرار مجھ سے عاشقانہ
کہ جلدی دے اسے ترتیب خوشتر | کہ ہر دم بازیٔ گردون ہے سر پر
غنیمت جان فرصت ہی جو دو دن | کہ پھر ہو شغل مین یہ غیر ممکن
کہا تب مین نے اُس سے اے وفادار | کہ اس ناکارہ کی یہ نظم بیکار
نہین ہی قابلِ ترتیب زنہار | نہین ہی اہلِ بینش کے سزاوار
کہ ہر اک شعر ناموزون ہی اسکا | سراپا مصرع بے مضمون ہی اسکا
ردیف و قافیہ سب بے معانی | نہ رنگینی نہ ہے شیرین بیانی
نہ آتی ہو رہ ترتیب مجھکو | ندے اے آشنائے غیب مجکو
رہینگے شعر کیسے خوار و پامال | کہ آہو گیر بھی تھے ہین لیے جال
یہ سُنکر وہ ہوا بیزار مجھ سے | کہا اُسنے بصد تکرار مجھ سے
نہو خوشتر تو اندیشہ سے غمشک | کہ پیدا ناف مین ہو کر ہی مشک
گلستا نمین گلشن سے ہو بہم خار | جہان ہو گنج بیشک ہو وہان مار
بچشم نیک دیکھین گے سخنور | کہ گلشن سے چُنے گلچین گلِ تر
جہان نیک و بد ناحق ہی خوشتر | کہ کانِ لعل مین ہوتے ہین پتھر
ولیکن جوہری جز لعل و گوہر | ندیکھین سنگریزونکو نظر بھر
غرض دی اُسنے جب اسطرح ترغیب | کیا یہ نامہ نو مین نے ترتیب
کرون کیا خوبیٔ اہلِ ہنر شرح | خدا دیوے دُنیا مین انہین فرح
کہ دیکھا جسنے یہ رنگین فسانہ | سراہا اُسنے مجھکو غائبانہ
خداوندا یہی اب تجھ سے اُمید | رہو نمین نامور دنیا مین جاوید
کرین سیری سخن کی دلسے سب چاہ | پڑھے جو کوئی حاصل ہووے [illegible]

## تاریخ آغاز رامائن

ہوئی آغاز جب یہ نظم زیبا | پئے تاریخ مجھکو دھیان آیا
سروش غیب نے فرمایا سُنکر | ریاض نور ہی تاریخ خوشتر

## تاریخ صوری و معنوی فارسی

چو من این نامہ را آغاز کردم | بگفتا ہاتف این تاریخ ور دم
بصوری معنوی نہ کم زیادہ | دو ششش صد ہفتدہ پنجاہ بادا

## شروع بال کانڈ آغاز احوال ظہور ہونا سری رامچندر کا عالم وحدت سے بیچ عالم کثرت کے

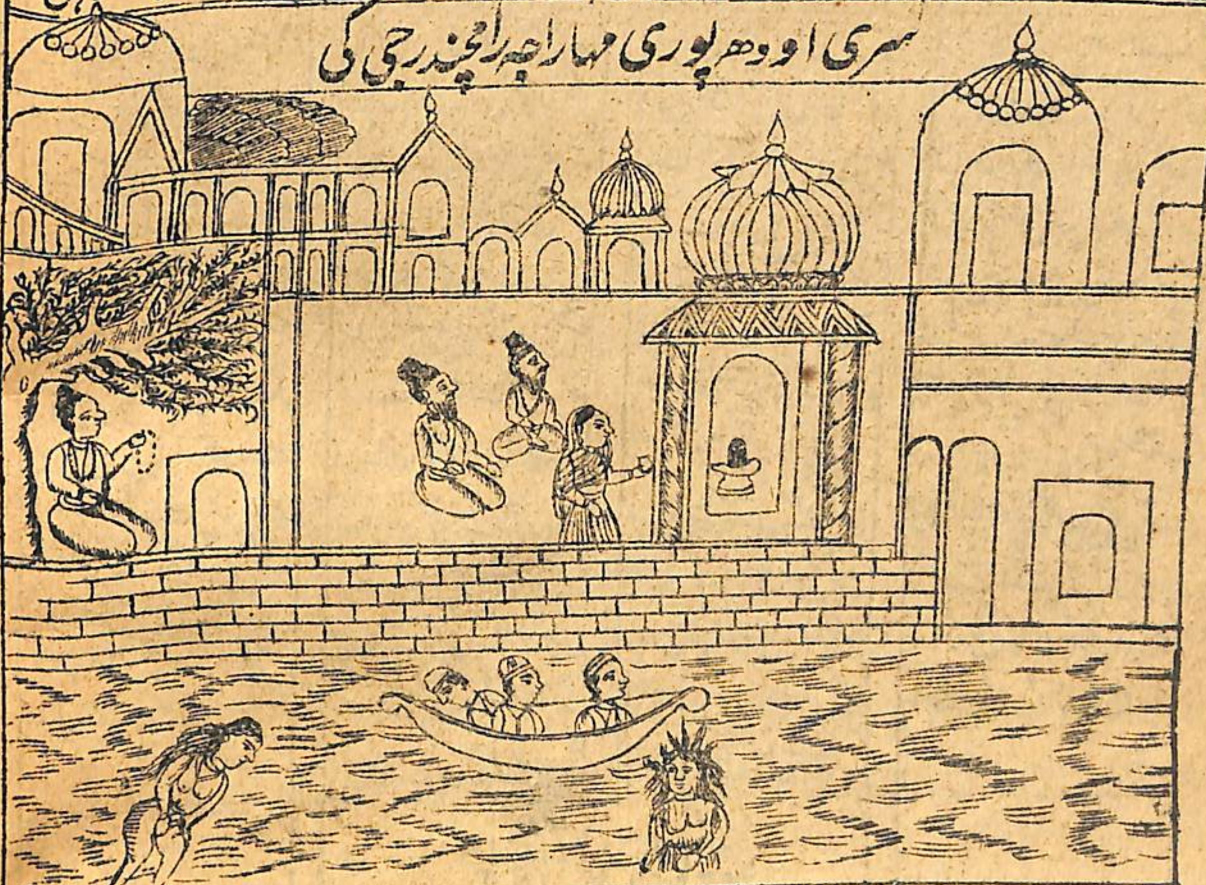
بیان کرتا ہی یون دانائے اسرار | کہ ایک عابد سلف مین تھا نکوکار
لطیف و حق پرست و پاک طینت | ملائک سیرت و خورشید طلعت
زباندان و ذہین و نکتہ پرور | رموزِ غیب سے واقف سراسر
عقیل و دانش آموزِ زمانہ | عزیز درگہ ربّ یگانہ
[illegible] کوئی سے زبس مشہور تھا نام | جہا نمین بالمیک نیک انجام
یہ حالِ دلپذیر و صدق و مقبول | کیا یون بید سے ہی اُسنے منقول

کہ تھا ملکِ اودھ میں اک شہنشاہ
شہ گیتی ستان خاقانِ نامی
سے حاصل تھا اسباب شاہی

فلک در جت ملک قدرت ملک جاہ
کرین سب بادشہ اسکی غلامی
عمل تھا اسکا از مہ تا بہ ماہی

زبسکہ تھا صاحبِ اقبال و دولت
وہی تھا بادشاہِ ہفت کشور
سپہ خوش تھی شہ عالی منش سے

اُسے کہتے تھے سب عالم میں حسرت
کہ تھے محکوم اُسکے ہفت اختر
رعیت شاد تھی ادو و ہش سے




جہان آباد تھا عدل و کرم سے
درندے رعب سے تھے اُسکے سب زیر
اگر وہ پہ رکھے شیر جنگل
زبس فیاض تھا وہ داد گستر
غنی تھا اُسکی دولت سے زمانہ
جہان مین سب اسی حاصل ہوا بخت
یہی تھا تیر غم سے زخم دل پر
نہ تھا یعنی کوئی اُس شہ کے فرزند
ہوا مقصد کسی سے جب نہ حاصل

کوئی واقف نہ تھا نامِ ستم سے
ہرن پھرتے تھے بن بن [illegible]
تو ہون داغ اُسکے تن پر سیکڑوں
نہ تھا کوئی سخی اُسکے برابر
سر و عیش تھا خانہ بخانہ
نہ رکھتا تھا ولیکن وارثِ تخت
کہ تھا باغِ تمنا بے صنوبر
اسی غم سے سدا رہتا تھا دلبند
گیا مرشد کے آگے لیکے مشکل

جہانمین تھا یہ اُسکے عدل کا زور
اگر چھیڑے سے کو گرگ بے پیر
کبوتر پہ جو مارے باز پنجہ
کرم سے اُسکے تھا گلزار عالم
زر و گنج و سپاہ و جاہ و حشمت
اگرچہ باغِ عالم مین عمل تھا
نہ تھا برجِ شرف مین اُسکے خورشید
اسی غم سے سدا دلریش تھا وہ
کہا مرشد سے اے دانائے عالم

تو ہی تر بیل سے ہر ناتوان مور
بنے موجِ خرام ظلم زنجیر
بنے اُسکے لیے شہپر شکنجہ
ملے عشرت سے تھا سرشار عالم
تہیا تھا اُسکے بے رنج و زحمت
ولیکن بے ثمر نخلِ امل تھا
لآلی سے تہی تھا درجِ امید
سدا منت کشِ درویش تھا وہ
کہ نہ بخشش و کرم فرمائے عالم

دلِ روشن پہ تیرے بھید سارا
تری شفقت سے ای پیر نکونال
بہت کی گلشنِ ہستی مین عشرت
یہی ہی نیش غم سے دلمین ناسور
نہین بندہ یہ اس دولت کے قابل
جو ہوں رشکِ نسیم اب لطف تیرے
گرامی مرشد دانا ہے تو سرت
ہو غمگین جفاے آسمان سے
وہی ہی نخلبند باغ عالم
نے قدرت سے اُسکے ہی ورحایاب
ولیکن بیدین ہے حکم داور
وہ ہی مقبول درگاہِ خداوند
ہو مرشد سے رخصت شاہ عالم
بلائی ایک حور رشکِ خورشید
بحکم شاہ عالم چابکانہ
نمایان گوشۂ عابد ہوا جب
کیا ما غشوہ رقص و لربائی
خدا کی یاد مین آنکھین جو تھین بند
وہ تھی تیغ نگہ کا فر کی قاتل
کہا اے مایۂ عیشِ جوانی
زلیخا و ناز پرور تھی فسونساز
برائے تیر امطلب اے نکوذات
اودھ مین جب ہوا درویش داخل
بدا اونے آیا شاہ جو پیش
دکھ کی ہبد کی آتش فروزان
نعرف زرو فو بچو شدلی سے
تھین اس شاہ کی بانوے ممتاز

زمین و چرخ کا ہے آشکارا
مجھے حاصل ہی تاج و تختِ اقبال
رہا باقی نہ دلمین خارِ حسرت
کہ ہی کاشانۂ اُمید بے نور
مگر تیری عنایت سے ہو حاصل
گلِ مقصد کھلین گلشن مین میرے
ہوا یون حرف زن از راہِ رافت
نہو مایوس ربِ انس و جان سے
وہی ہی روح بخش جن و آدم
صدف سے منھ مین اونکے قطرۂ آب
کرو تدبیر ہو تقدیر یاور
دعا سے ہونگے تیری فرزند
مکان مین اپنے آیا شاد و خرم
اولے جیسکے شرمندہ ہو ناہید
ہوئی وہ جانبِ صحرا روانہ
چلی ناز و ادا کرتی ہوئی تب
دلِ درویش کو گردش مین لائی
ہوئین اُسکے آواز شکر خند
ہوا جان و دلِ درویش بسمل
سرور خاطر مشتاق جانی
کہا درویش سے باغمزہ و ناز
ہو شی ہی مین ہون خدمت مین وہ ذات
اُٹھا تعظیم کو سلطان عادل
بہت شادان ہوا دیکھ درویش
ہوا اس سے نمایان ایک انسان
سبج و شیر پختہ شہ کو بخشے
حریم بادشاہی مین سرافراز

نہین مخفی ہی تجھ سے رازِ دل کا
ازل سے ہو نا یعنی شادمانی
ولے ہی سوزِ غم سے دلمین مرے داغ
نہ کی بختِ جوان نے یاوری مجھ
فقط تیرا ہے مجھے اب آسرا ہے
بشست ناموردانا کامل
کہا ای شاہ سزاوار خلافت
کہ ہے وہ خالق ارضین و افلاک
وہ ہی قدرت اُسی کی زیب اور رنگ
اُسی کے فضل سے ای رشکِ خورشید
یہاں پر ایک سنگی رکھ ہے درویش
کیا مرشد نے جب اس طرح تلقین
کہا اسکا دولت سے یہ آکر
بحسن دلفریبی غیرتِ برق
عجب خوبی سے آئی وہ قمر وش
لعبد ناز و ادا سے جادو انہ
کیا وہ نغمہ سنگی رکھ نے جب گوش
پڑی جب آنکھ روئے نازنین پر
ہوا سود ہے سے ذوقِ آشنائی
قدم سے اپنے فرما ای پری زاد
مراشہ خستہ دل ہی بہر فرزند
غرض باصد ادا سے رخ پرو
بہت کی عابدِ کامل کی تعظیم
رہ شفقت سے وہ پیر خردمند
بعادل آنشین وہ چار بازو
کہا یہ کھیر سے شہ جا کے تو آج
نکاحِ شاہ مین مشہور تھین تین

غم و راحت مین تو ہمدم ہے میرا
جہان مین گزرے ایام جوانی
کہ ہو بے لالہ و نسرین مرا باغ
نہ کی پیرِ فلک نے رہبری کچھ
رہِ مشکل کا تو ہی رہنما ہے
نہو جسکا سخن زنہار باطل
کلید قفل ابوابِ سعادت
گلستان سے ہے یہ تختۂ خاک
کرے پھر مین پیدا نخل آہنگ
پھلیگا جلد تیرا نخلِ امید
تو کر اس سے یہ اپنا مدعا پیش
ہوئی شاد اودھ کے کو تسکین
ہوئے خوش دلمین اپنے وہ سراسر
زبا نا فرق بحر نور مین غرق
فرشتہ دیکھکر جسکو کرے عشق
ترانہ اُسنے گایا عاشقانہ
خدا کی یاد کی دل سے فراموش
گرا سود ہے سے غش کھا کر زمین پر
ملائی خاک مین سب پارسائی
مرے کاشانۂ ویران کو آباد
کرے تو گر اُسے دلشاد و خرم
لگا لائی وہ سنگی رکھ کو جا کر
بجا لایا وہ مین آداب و تسلیم
ہوا مشغول جگ از بہر فرزند
بہ شکل دود و پیچان موسے گیسو
کھلا دو جسکو جو ہون تیری ازواج
دلِ شہ کو وہی منظور تھین تین

شبیہ راجہ دسرت و سنگی رکھ اور بسشٹ منی اور جگ کرنا واسطے حصول اولاد کے



شبیہ راجہ دسرت و رانی کونسلا اور کیکئی اور سمترا اور تقسیم شیر برنج جگ برائے حصول اولاد اور جگ

ہر اک تھی عصمت و خوبی مین افضل
حسین ماہ رخسار و گل اندام
سراپا عصمت و خورشید پیکر
شہ دسرتھ نے پنج و شیر لیکر
تبرک دہ رہا باقی جو آدھا
ہوئین ہمین تبرک سے اُسی روز
مہینا چیت کا نومی کا تھا روز
فروغ مظہر ذات حقیقی
سراسر قدرت دارائے گیہان
جسے ہندی مین کہتے ہین نرانکار
ہوئے پیدا جو شاہ ملک جاوید
بشر کے دن جب آپہنچے ہمایون
کہ ای اطراف عالم کے خداوند
دل شہ کو نشاط و عیش و راحت
کہ ای شاہ جہان دررو زنیکو
لٹائے حد سے افزون لعل و گوہر
سو منت نامور دستور اعظم
تمامی شہر کے ارباب فرحت
سُنے عیش و طرب کے جب ترانے
ہوئی فرحت زمانے کو جو یکدست
ہوا شادی کا ہر کوچہ مین تھانہ
کیے خلعت ہزارون شہ نے تقسیم
بششٹ نامور تشریف لائے
کہ ای دارائے چتر و افسر و تخت
کہین آتا نہین ہے جو نظر مین
فزون عقل خرد تو اسکے ہین نام
سومترا کے پسر دونون تھے جو نیک

شہ آفاق کی بانوے دل
عروس پاکدامن کیکئی نام
سومترا نام بانوے مفخر
کیا اندر محل شادان و خوشتر
خوشی سے کیکئی کو شہ نے بخشا
حمل سے نے وجہائے شاہ فیروز
عروس مہ کے دن نجھے عالم افروز
نمودار کرامات حقیقی
رخ پُر نور سے اسکے نمایان
ہوا جسم بشر مین اسکا اوتار
پئے تسلیم آئے ماہ و خورشید
خوشی ہوتی تھی اسکو روز افزون
ہوا بانوے ثانی کے بھی فرزند
فزون تھی دمبدم ساعت بساعت
سومترا کے ہوئے پیدا پسر دو
کیے مفلس زمانہ کے توانگر
وزیر نامدار شاہ عالم
ہوئے حاضر لیے اسباب فرحت
بجے گھر گھر خوشی کے شادیانے
ہوئے عیش و طرب سے سب ہوئے مست
کیا غم کو اسیر قید خانہ
شمار بے حد آربخشا زر و سیم
شہ آفاق کے نزدیک آئے
ہوا یاور ترا اب کوکب بخت
ہوا پیدا مجسم تیرے گھر مین
مناسب ہے اگر کہیے اسے رام
فزون حسن خرد مین یک سے ایک

بحُسن و پارسائی غیرت حور
انیس بزم عیش و شادمانی
عروس سیومی رشک خور و ماہ
عطا کی نصف کونسلا کو وہ کھیر
کیے دونون سے دو حصے برابر
جب آیا روز آلسبتمن قرین تر
سراپا نور ذات پاک یکتا
ہمایون لعبت نور حقیقت
جبین سے جلوہ گر شان الٰہی
رخ پُر نور سے اُس رشک سحر کے
فرشتو نکو ہوئی بس شادمانی
ادھر تو تھا یہ جلوہ آشکارا
ہوا خوش اس خبر سے شاہ والا
ہوئی برکت تبرک سے یہ پھل سے
ملک نے اس خوشی سے بے غم و رنج
ہوا شادان بس شاہ زمانہ
ہوا حاضر بحکم شاہ والا
سرود و رقص پر مفتون ہوے کل
ہوئے سب دوستان شاہ خرم
ہوا سلطان شادی لشکر آرا
غرض روز تولد سے چھٹی تک
زبس خالی کیے گنجینۂ زر
ادا کی شاہ نے بس انکی تعظیم
پسر تیرا ہوا پہلے جو پیدا
بہت مشکلین ہین اسکی اور بہت نام
دوم فرزند کا رکھا بھرت نام
کیے مرشد نے باتجویز احسن

باسم پاک کونسلا ہے مشہور
شہنشہ کی وہ تھی بانوے ثانی
شہ عالم کی تھی از بسکہ دلخواہ
ہوئی خوش بانوے فرخندہ تقدیر
سومترا کو دیے شہ نے بلاکر
ہوئے شہ کو شگون نیک اکثر
ہوا فرزند کونسلا کے پیدا
مبارک طالع و فرخندہ صورت
عیان چہرے سے انوار الٰہی
ہوئے پُر نور دیدہ بادشہ کے
فلک سے کی بکثرت گلفشانی
کہ اتنے مین خبر آئی دوبارا
ہوئی شادی دل شہ کو دوبالا
کہ پھر تازہ خبر آئی محل سے
کیا مفتوح قفل در زر گنج
کیا آراستہ جشن شہانہ
کیا اسباب عشرت سب مہیا
پڑا ہر سو مبارکباد کا غل
دل دشمن سے بھی جاتا رہا غم
کیا تسخیر ملک ہند سارا
رہا ہو جو جشن شہ مین ہر یک
کیا بخشش سے دست یکجہان پر
انھون نے تب کہا از روے تقویم
ہوئی لاریب ذات حق ہویدا
کسی جا لعل ہے اور ہے کہین سنگ
کہ تھا وہ بس عزیز خاطر رام
انھون کے نام لچھمن اور سترگہن

ہوا شاد ان یہ سنکر شاہ دسرت
قدم پر اسکے رکھا فرق منت

برائے نذر پیر پاک گوہر
ظروف زرین لایا لعل و گوہر

برہمن تھے جو صدہا جمع اس جا
وہین اس پیر نے سب انکو بخشا

دعا دی شاہ کو رخصت ہوا پیر
سنو آگے جواب کرتا ہون تسطیر

ہوئے جب شاہ دریا دل کو اطفال
ترقی پر برنگ نخل ہر سال

ادیب و برہمن دانائی کامل
ہوئے حاضر بحکم شاہ عادل

انھون نے باطریق خیر خواہی
سکھائے سب انھین قانون شاہی

ازل سے ذہن تھا انکا جو وافی
ہوا تھوڑا سا پڑھنا ان کو کافی

پڑھا سکتے تھے انکو برہمن کب
نبے جیسے ہون بید و شاستر سب

ولیکن جو بشر کے ہین طریقے
کیے دنیا مین حاصل سب سلیقے

بہت کی رام سے لچھمن نے الفت
بھرت سے سترہن نے کی محبت

## آنا بسوامتر مہامُنن کا آگے راجہ دسرت کے اور لیجانا رام و لچھمن کا واسطے مارنے دیو کے

مورخ عابد و دانائے مقبول
یہ حال کہنہ یون کہتا ہی منقول

کہ ملک ہند مین تھا اک بیابان
برنگ بوستان سرسبز و خندان

شگفتہ ہر طرف گلہائے رنگین
کہین لالہ کہین صد برگ و نسرین

وہان تھا گوشہ گیر اک عابد پاک
سراپا ذی شعور و اہل ادراک

زبس دنیا سے کہنچا تھا کنارا
سدا کرتا تھا جنگل مین گزارا

بجز شغل عبادت کچھ نہ تھا کام
زبان پر رات دن تھا رام کا نام

جبین پر آشکارا زہد کا نور
بنام نیک بسوامتر مشہور

کسی اطراف سے اس دشت کے بیچ
سوباہو تاڑکا اور دیو ماریچ

ستاتے تھے اسے ہر روز آکر
سراپا رنج دیتے تھے ستمگر

پرستش کا جو وہ کرتا تھا سامان
اسے کرتے تھے سب ملکر پریشان

نہ تھی پیری سے اسکو طاقت جنگ
سدا رہتا تھا اس غمسے وہ دل تنگ

سنا عابد نے بہر دفع دشمن
ہوئے پیدا اودھ مین رام و لچھمن

ہوا یہ عقدہ دل پر مقرر
کہ لاؤن رام و لچھمن کو مین جاکر

کرون دیدار دو پاک حاصل
کہ ہو پُر نور جس سے دیدۂ دل

قدم سے رام کے روشن مکان ہو
جفا و جور دشمن سے امان ہو

غرض صحرا سے با شوق و تمنا
چلا سوئے اودھ درویش دانا

ہوا دل مین یہ شوق دیدن رام
کیا اسنے کسی منزل نہ آرام

بصد شوق و ہزاران اضطرابی
مکان شاہ پر پہونچا شتابی

سنا شہ نے کہ بسوامتر آئے
مشیر مملکت اُس نے بلائے

بصد تعظیم و استقبال لایا
سریر عز و تمکین پہ بٹھایا

قدم اسکے بآب چشمۂ پاک
کیے گرد و غبار راہ سے پاک

شہ عالم نے خود آب مصفا
گلاب آسا جبین پر اپنے چھڑکا

یہ فرزندان شاہ نیک بنیاد
ہوئے پابوس عابد با دل شاد

کہا شہ نے بصد شیرین بیانی
کہ حضرت آج آپنے کی مہربانی

ترے قدمونکی برکت سے مرا گھر
ہوا روشن بشکل برج اختر

جو فرماؤ بجا لاؤن ادب سے
دل و جان و زبان و چشم و لب سے

کہا عابد نے ای شاہ نکوکار
ستاتے ہین مجھے دیوان اشرار

زبس ہین دشمن جان برہمن
رہ خیر و سعادت مین ہین رہزن

چلین گر ساتھ میرے رام و لچھمن
جہان سے دور ہون دیوان دشمن

بدر ہون دشمن اور راحت مین جان ہو
ترا ہو نام اور مجھکو امان ہو

مجھے دے رام و لچھمن کو رضا سے
بھلا ہوگا ترا میری دعا سے

سوال عابد مقبول سُنکر
ہوا دلگیر شاہ ہفت کشور

کہا عابد سے اے اہل کرامات
نہی تجھسے یہ کہتے ہوے بات

زر و لعل و زمین و دولت و گنج
اگر مانگے تو بخشون بے غم و رنج

وہ ہر چشم و دل و جان و بدن سے
نہین باہر ہون کا برہمن سے

ولے تاب فراق رام و لچھمن
نہین ہے دلکو میرے اے برہمن

روا مجکو فراق رام کب ہے
جدائی روح کی تن سے غضب ہے

کہان وہ دیو زشت و کوہ پیکر
کہان کمسن یہ لڑکے نیک منظر

بشر کو دیو سے لڑنا ہے مشکل
کہان چیونٹی ہو ہاتھی کا مقابل

بسشٹ جب عماد دانش نے آکر
کہا ای مالک اورنگ و افسر

شبیہ بسوامتر کی واسطے طلب راجہ رامچندر اور لچھمن جی کے آنا راجہ سرتھ کے پاس اور بہش کرنا چاروں بیٹوں کا



شبیہ راجہ رامچندر اور لچھمن جی اور بسوامتر اور کیفیت جگ اور تاڑکا دیونی کو تیروں سے مارنا



شبیہ راجہ رامچندر اور لچھمن جی اور بسوامتر اور حفاظت جگ اور ماریچ دیو کو تیر سے سمندر کے کنارے پھینکنا



برائے قتل جن دیو اشرار
زمین کیا چرخ کیا دونون پہ اظہر
غرض جب پیر نے کی یہ ہدایت
لیئے دونون کمانین تیر و ترکش
زمین پر یون چلے وہ دُر نایاب
درندون سے نہوتے تھے کبھی زیر
اسی ویرانہ مین میرا مکان ہے
کہا تب رام نے اے عابد پاک
جو آئینگے یہان کفار بے پیر
یہ سُنکر تاڑکا غصے سے آئی
کیا تب شہ نے تیر جانستان سر
ہوا شاہ دو عالم تب غضبناک
سوئے باد آیا جو سنکر کہین سے
رہ شفقت سے لبسوامتر نے تب

ہوا ہے رام کا دُنیا مین اوتار
اسی کے دست قدرت سے ہین قائم
ہوئی تب رام و لچھمن کو اجازت
چلے از بہر جنگ دیو سرکش
فلک پر جسطرح خورشید و مہتاب
چلے جاتے تھے بن مین صورت شیر
اسی سے مجھکو خوف دشمنان ہے
نہو تم ہیبت اعدا سے غمناک
جگر اُنکا کرونگا طعمہ تیر
نگہبان تھے جہان پر دونون بھائی
سر دشمن گرا اُوسے زمین پر
وہین کھینچا کمان کو اپنی بیباک
جلایا اُسکو تیر آتشین سے
سکھائے رام کو علم و ہنر سب

انھین چھوڑا نہ جان اے شاہ گیتی
حیات و موت کل ہے رام کے ہاتھ
قدم پر باپ کے کی جبہ سائی
خرام ناز سے شادان و فرحان
جبین پر جلوہ گر نور شجاعت
کہا ناگاہ عابد نے کہ اے رام
اسی صحرا مین اے شاہ دو عالم
خوشی سے کیجیے جگ کا سرانجام
غرض تب گھر پہ بسوامتر نے جا
اُڑا ئی آسمان پر خاک صحرا
ہوا ماریچ ظالم سُنکے بیچین
سوئے ماریچ مارا تیر پُر دود
کیے جب رام نے سب دفع دشمن
کرونگا ختم آگے یہ حکایت

دمار فیل سے لاتی ہے چیونٹی
خوشی سے کردئے بسوامتر کے ساتھ
چلے ہمراہ عابد دونون بھائی
ہوئے سرگرم رہ سوئے بیابان
نمایان عارض انور سے قدرت
یہین وہ دیونی ہے تاڑکا نام
ستاتا ہے مجھے ماریچ ظالم
پرستش کیجیے با عیش و آرام
پرستش کا کیا سامان یک جا
کیا چار ونطرف سے شور و غوغا
چلا غصے سے سوے شاہ کونین
گرا جا کر کنار قلزم شور
بہت شادان ہوا دل مین برہمن
کہ اب لکھتا ہون راون کی ولادت

## بیان ولادت راون اور ذکر اُسکی سلطنت کا

نہان دان طلسمات زمانہ
برہمن کے غضب سے دونون اکبار
دل آزاری جو کی دونون نے بنیاد
سراپا سخت پیکر تیز دندان
ہوا جب دفع یون وہ ظالم دہر
ہوئی اسکو ازل سے اُلفت رام
ہرن کسب نے جب یہ حال دیکھا
ہرن کسب کو دہلی پہ پچھاڑا
وہی دونون ہوئے پھر دیو آکر
قوی ہیکل قوی بازو قوی تن
سراپا کوہ پیکر زشت اندام

بیان کرتا ہے یون سنگین فسانہ
ہوئے دُنیا مین آکر دیو خونخوار
فلک پر پہونچی مظلومونکی فریاد
قوی شمشیر سے ناخن و دندان
ہرن کسب ہوا تب حاکم دہر
سبق تھا اسکو ہر دم رام کا نام
ستون سخت سے بیٹے کو باندھا
شکم ناپاک کا چنگل سے پھاڑا
دل آزار و جفا کیش و ستمگر
ہوا نام ایک کا دُنیا مین راون
جو اُس سے چھوٹا کنبھکرن نام

کہ دو کس جے بجے روشن جبین تھے
ہوئے دونون ازل سے دشمن رام
فرشتون نے جو در وہ دل شنایا
کیا تن اس طرح جب آشکارا
فرزند اُس سے ہوا ظالم پہلاد
مؤلف نے الف بے کی جو تعلیم
فغان پر پہلاد کا سُنکر نکی دیر
کیا ظالم کو عزرائیل کے ساتھ
خصومت مین جو سو رام دل سے اُٹھا
تنومند و جسیم و کوہ پیکر
ستمگار و دل آزار بد اندیش

نگہبان در خلد برین تھے
ہرن آچہ و ہرن کسب ہوا نام
بجسم خوک نور پاک آیا
سر میدان ہرن آچہ کو مارا
ہوا فرزند اسکے نیک پہلاد
تو اُسنے یاد رکھا رے الف میم
نکل آئے ستون سے صورت شیر
امان پہلاد کو دی کھولکر ہاتھ
نجات اُس سے ہوئی انکو نہ حاصل
توانا بیس بازو اور دس سر
جفا کار و جفا جو و جفا کیش

دگرباد ورزرسے آون کے ہوا ایک
عبادت کی انھون نے سکے بے ہو
کہا تا آون نے جو انسان و میمون
کہ اُسنے سے بیداری نہ پاگاہ
دعا تینونکو دی حسب تمنا
کیا آغاز جور و ظلم یکسر
کیا عالم کو خونریزی سے تاراج
اُدہر یعنے کنارے قلزم شور
بلندی سے ایسے دن کس سے نسبت
کرون کیا طول مین قلعہ کا عرض
در و بام و رواق و طاق زیبا
ہر اک برج اُسکا آب زر مین ہو غرق
ہزارون شاہد گل پیارے پیارے
نہالان چمن پھولے پھلے سب
ہوا واقف جو وہ شاد شیاطین
زمانے کے جن و عفریت و شیطان
حیات و موت باد و آب و آتش
حضور بادشاہ لشکر جن
ہزارون دختران ماہ سیما
جناب حق سے رکھتا تھا جدائی
کہ نیچے عابدان حق سراب باج
کہے عفریت بلوا کر تو انا
عزیز اپنی اگر رکھتے ہو جان تم
جہان کیونکہ نہو برباد ہیہات
سنا تا تیگر دونکا زبون ہے
یہ جھٹ اسشوہ آپسین یکسر
نوف اس سے کسی نے منہ نہ موڑا

بھبھیکھن نام بھائی بادل نیک
گگئے پاس ٹکے برمھا اور دیو
نہو قاتل مرا کوئی دگر گون
رہ غفلت سے مانگا خواب شش ماہ
گگئے سوے فلک شیو اور برمھا
مچایا شور و شر دنیا کے اندر
لیا شاہان ہفت اقلیم سے باج
حصار زر ہے لنکا نام مشہور
فروتر جس سے ہے گردون کی رفعت
کہ اک گوشہ ہے اُسکا وسعت ارض
نہ سونے کے سب اُسمین سراپا
شفق مین مسطح ہو نیر شرق
رہے باد خزان جس سے کنارے
مجسم نور سانچے مین ڈھلے سب
زبردستی لیا اس قلعہ کو چھین
ہوئے ہمراہ راون با دل و جان
نتھا فرمان سے اُسکے کوئی سرکش
مہ و خورشید حاضر رات اور دن
زنسل حاکمان دشت و دریا
سدا لنکا مین کرتا تھا خدائی
دگر نہ کیجیے پابند و تاراج
کیا اُنکو سوے صحرا روانہ
نہ دیتا ایکدم اُنکو امان تم
جو مانگے شاہ درویشوں سے خیرات
جبین ماہ اتنک نیلگون ہے
کہ راون دشمن جان ہے قوی تر
تراشا گوشت اپنا تھوڑا تھوڑا

بے تحصیل زر و جاہ و حشمت
کہا مانگو جو کچھ خواہش ہے جی کی الحال
ہوا جب کنبھ کرن سے تھا سوال
بھبھیکھن نے زراہ ہوش مطلق
ہوا راون دعا سے شیو سے سرور
ملا اُسکو بہت فوج و خزانہ
نصیبے کی مدد سے بیغم و رنج
فرو رفعت سے اُسکے رفعت کوہ
نظر رفعت پہ اُسکی کیا کرے جست
غم باران نہ خوف باد صرصر
نگارستان چین اس سے ہو مات
معطر ہر جگہ پر باغ و بستان
بہار باغ رضوان ہر چمن مین
معطر باغ جنت سے فزون تر
بیان چارسوے شہر لنکا
ہوا حاکم وہان کا جبکہ راون
بشر ہون منحرف کیا تاب و طاقت
زبس تھا عابدان حق کا دشمن
پکڑ لایا اُنھین جور و غضب سے
فزون دیکھا جو اپنا لشکر و فوج
ہوا صہبا سے نخوت سے جو مدہوش
کہا اُن سے زرہ عقل باطل
غرض آ کر سوے خیل برہمن
کف آزادگان مین زر کہان ہے
سنا پیغام راون عابدون نے
خلاف حکم کرنا خوف جان ہے
سبو مین گوشت و خون بھر کے ہولا

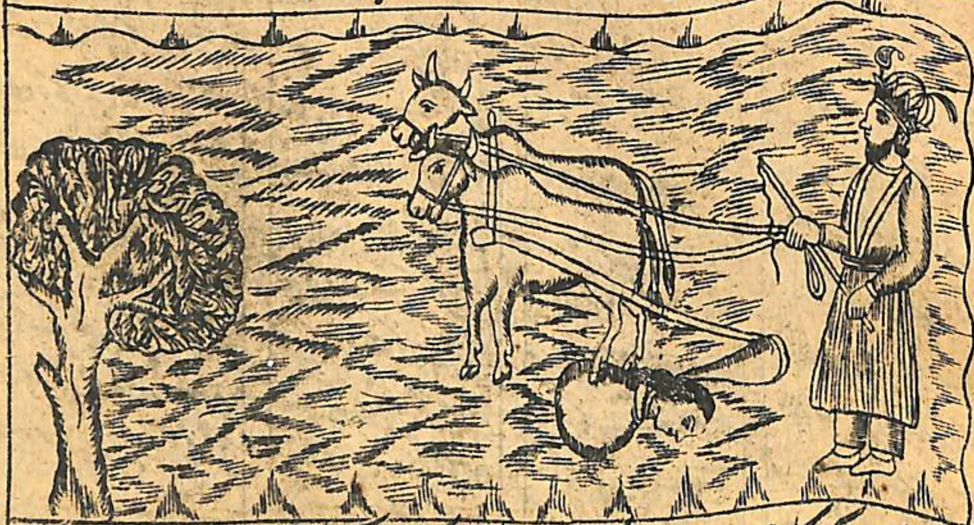
ہوئے تینون بدل مشغول طاعت
بر روز روز مین دولت و مال
بسبب سے ہوئی عقل اسکی زائل
طلب کی طاعت معبود برحق
خیال خوگ خاطر سے گیا دور
کیا زیر نگین سارا زمانہ
فزون ہوتا تھا ہر دم لشکر و گنج
شکوہ و شان مین ہے حیرت کوہ
تفاوت از زمین تا آسمان ہست
برنگ کوہ مستحکم زمین پر
جدھر دیکھو نظر آئے طلسمات
گلستان ارم سے سرو خندان
شمیم تازہ گلہائے سمن مین
ملائک سیر کرتے تھے وہان پر
بجا حکم شہ راون کا ڈنکا
زمانہ مین نپایا اپنا دشمن
فرشتے اسکی کرتے تھے اطاعت
ستاتا تھا سدا گاؤ و برہمن
کیا لنکا مین اپنا عقد سب سے
اٹھی تب بحر دل سے اسطرح موج
کیا انجام کار اپنا فراموش
کہ لاؤ جا کے درویشون سے حاصل
کہا دیوون نے یہ پیغام راون
نہال سرو مین نوبر کہان ہے
کیا افسوس لمین زاہدون نے
کرو کچھ نذر اگر حفظ و امان ہے
کیا روے سبو سر پوش سے بند

کہا دیو دن سے اے ارکانِ دشمن — گھڑا لیجاؤ تم یہ پیش راون
اسے تم دیکیے یہ راون سے کہنا — محافظ اس گھڑے کا آپ رہنا
کبھی رُوپے سبو کُھلنے نہ پائے — کوئی اسکے قرین ہرگز نہ آئے
قیامت اسکا کھلنا بیگمان ہے — اسی سے تیری مرگِ خاندان ہے
چلے یہ بات سُنکر دیو پُرفن — سبو جو لاکے رکھا پیش راون
کہا پیغام درویشان مسکین — ہوا راون یہ سُنکر دلمین غمگین
ولیکن تھا جو نادان وہ مغرور — ہوا ظاہر مین خوش باطن مین رنجور

## بیان شہر جنکپور کا اور نمودار ہونا سیتا جی کا افق زمین سے اور جلوہ گر ہونا بیچ گھر راجہ جنک کے

دبیر واقف رمز معانی — رقم کرتا ہے بارنگین بیانی
کہ ہے اک ہند مین شہر جنکپور — بہارِ گلبن ہستی سے معمور
برنگِ بوستان سرسبز و شاداب — ہندان چار و اطراف خوش چشمۂ آب
ہر اک کوچہ تھا اسکا رشک بستان — بہار باغ جنت اسپہ قربان
محلے اسکے سب آباد و معمور — نزاکت سے ہر مکان پر بارش نور
وہانکی تھی زمین جو طاہر و پاک — گھڑا اسجا پہ لائے دیو سفاک
بحکم شاہِ لنکا بے غم و رنج — زمین مین اسکو سونپا صورت گنج
جنک نام اک وہان تھا صاحب تاج — نہ تھا اسکے عمل مین کوئی محتاج
رعیت پرور و عالی ہمم تھا — سراپا منبع جود و کرم تھا
ستمگر کش جو تھا [illegible] داد — نہ کرتا تھا کسی کی کوئی فریاد
نہ تھا اسکے عمل مین کوئی سرکش — موافق ایک جا تھے آب و آتش
رعیت [illegible] سے سب توانا — سخاوت مین لہن شہ تھا یگانہ
فزون تھا لشکر و مال و خزانہ — بدی کرتا نہ تھا اس سے زمانہ
وہان پر سبقت رکھنے آگے [illegible] — جنک سے سب کہا حال سبوجہ
بوقتِ صبح اکدن بہرِ گلگشت — گیا شاہ زمانہ جانب دشت
قضا را قحط تھا بارانکا اس سال — زراعت کشت دیکھے خشک و پامال
نہ چشمون مین نظر آتا تھا پانی — نہ تھا دریا مین آب زندگانی
ہوئے سب خشک کل چشم حیران — نہ تھا پانی بجز اشکِ یتیمان
درندے پیاس سے بیتاب سب تھے — پرندے تشنگی سے جان بلب تھے
برنگ ابر تر گریان تھے انسان — بہاتے آب تھے سب اشک ریزان
جو دیکھا شہ نے یہ حالِ خرابی — سوئے دولتسرا آیا شتابی
نجومی برہمن پنڈت بلائے — شتابی سب بحکم شاہ آئے
بعجز آبرو سب کو اٹھایا — انھین حال رعایا سب سنایا
انہون نے یون کہا از روے تقویم — کہ اے شاہ دبیر ہفت اقلیم
کرے گر کھیت مین تو قلبہ رانی — رعایا خوش ہو برسے خوب پانی
سحر گہ لیکے شہ قلبہ زر افشان — کیا خود کھیت مین مانندِ دہقان
یہ دیکھو قدرتِ حق کا تماشا — کہ تھا اس کھیت مین پنہان سبو جا
اسی جا پہلے شہ نے قلبہ مارا — سبو جو ہو گیا سب پارا پارا
ہوئی اس سے نمایان ایک دختر — کرین جسکی غلامی ماہ و اختر
رخ پر نور سے اسکے سراپا — جلالِ قدرتِ حق آشکارا
ہوے بیہوش نظارے سے علوی — نہ لائے مہر و ماہ و تاب بجلی
وہ نکلی اس طرح زیر زمین سے — طلوع شمس تھا چرخ برین سے
جو چمکا اسکا عارض صورت برق — ہوا روشن جہان از غرب تا شرق
بہت شادان ہوا شاہ زمانہ — خرابہ مین ملا اسکو خزانہ
امانت تھا جو راون کا دفینہ — ملا قسمت سے شہ کو وہ خزینہ
لیا آغوش شفقت مین پدروار — بدل سے کیا بیٹی کا اقرار
بعید فرحت مکان مین اپنے لایا — عزیز و اقربا سب کو بلایا
جو تھا اس شاہ کا [illegible] — ہوا دیدار سے دلشاد و خرسند
بروز احسن و فرخندہ فرجام — زروے تہنیت رکھا جانکی نام
ہوئی بانوے شہ کو جسکی حسرت — لیا آغوش مین از راہِ الفت
ہوئی تب بارشِ بارانِ رحمت — ہوئے سرسبز سب نخل و زراعت
رعیت خوش ہوئی شادان [illegible] — خوشی تھی الغرض ہر سال و ہر ماہ

## قلبہ رانی کرنا راجہ جنک کا اپنے ملک مین بوجہ نہ برسنے باران کے اور نکلنا سبوچہ کا اور ظاہر ہونا مہارانی جانکی جی کا



## قرار دینا راجہ جنک کا شادی سیتا جی کی اوپر توڑنے کمان کے اور جمع ہونا بادشاہون کا واسطے آزمایش کے مکان پر راجہ جنک کے اور تشریف لیجانا مہاراجہ رامچندر اور لچھمن جی کا اور بسوامتر کا طرف جنکپور کے اور رفع ہونا (اہلیا) کا جسم سنگین سے درمیان راہ کے قدمبوسی مہاراجہ رامچندر سے اور ملاقات ہونا راجہ جنک سے

کمان عقل سے پیر سخنور / بہ تیر کلک سفر کردو یہ بین تر
کہ بالغ جب ہوئی وہ شاہزادی / ہوئی مادر پدر کو فکر شادی
شباہت اسکی کہتا ہون تھوڑی / ہلال آسمان کی تھی وہ جوڑی
بزنگ ابروِ جانان کشیدہ / بسان قامت عاشق خمیدہ
نہ ہلتی تھی ہلانے سے کسی کے / نہ اٹھتی تھی اٹھانے سے کسی کے
سیتا کی شادی اُس سے بیشک کردن / وگرنہ یہ رہے بے عقد جبتک
یہ مژدہ سنکے سب شاہان آفاق / ہوئے بزم طرب کے دل سے مشتاق
ہر اک با حشمت وجاہ وتجمل / جنکپور مین ہوئے داخل جز وکل
جہانتک دہر مین تھے جن وشیطان / سب آئے اسجگہ بن بنکے انسان
کیا چرچا کسی نے یہ وہان پر / فروکش رام لچھمن تھے جہان پر
اسی رستے مین تھا اک دشت پرخار / کہ گذر انسان کا اُس سے تھا دشوار

ہدف کرتا ہون صید مضامین / بیان عرصۂ قرطاس رنگین
کمان اک سخت و سنگین تھی وہان پر / عیان جس شکل سے قوس آسمان پر
زیادہ طول قوس آسمان سے / گرانی مین فزون کوہ گران سے
بشکل کج نہادان سخت جانی / مثال سخت کاران کج فشانی
کیا شہ نے یہ ملین عہد محکم / کہ جو توڑے کوئی یہ قوس پرخم
کیا جب شاہ نے گھر مین یہ چرچا / ہوا آفاق مین مشہور ہر جا
غرض عالم کے شاہان گرامی / جو تھے شیر افگن شہرہ ور نامی
فرشتے بھی بشر کی شکل بنکر / تماشے دیکھنے آئے وہان پر
سب آئے آزمانے اپنا مقسوم / ہوئی آنے سے انکے شہر مین دھوم
چلے ہمراہ مرشد بس یہ سنکر / تماشا دیکھنے دونون برادر
بہت دور سے اسی جنگل کے اندر / پڑا تھا قدِ آدم ایک پتھر

بزیر پاے رام آیا جو وہ سنگ
زمین سے اُٹھکے وہ خورشید پیکر
حقیقت اسکی کہی صاحبِ شانِ
زنِ گوتم اہلیا نام ہے یہ
خطا دیکھی جو گوتم کہہ نے برحق
ہوئی قدموں سے تیرے اب رہائی
بحکم رام تب وہ شاہِ نسوان
ہلا آسکے انھین اک چشمۂ پاک
شہِ کونین نے مرشد سے پوچھا
جو ہے مشہور آبِ زندگانی
بشر کو ہی نہانا اسمین النسب
شرف ہے اسکو ہر دریا سے حاصل
عبادت کرکے وہ سورج جان سے
کیا جب یون بیان مرشد نے احوال
نہا کر مرشد و شاہ دو عالم
خبر سُنکے وہان کا شاہ والا
نلایا تا ب جب دیکھا رخِ رام
جب آیا ہوش مین وہ شاہِ والا
یہ ہین کس باغ کے سرو صنوبر
یہ کس اقلیم کے ہین شاہزادے
کہا عابد نے اے شاہِ گرامی
یہ ہین فرزند اُس شاہِ جہان کے
ہوے مشتاق دیدار کمان کے
وہان اُس شہ کا تھا سرسبز اک باغ
غم بادِ خزان سے ہر شجر دور
کہین خندان ہین باہم لالہ و گل
کسی جا سنبل و ریحان تھے نوخیز

ہوا ایمن قدم سے آدمی دنگ
گری شاہِ دو عالم کے قدم پر
کہ پتھر ہو گیا کس طرح انسان
نہایت پارسا ہے رام ہر جا
ہوئے آزردہ خاطر اس سے مطلق
دوبارہ صورتِ انسان پائی
گئی گلستانِ جنت کو ثنا خوان
کہ جسکی شرم سے گوہر ہی نمناک
روان یہ کون ہے جنگل مین دریا
حقیقت مین ہی وہ گنگا کا پانی
عذابِ نار جس سے دور ہو سب
کہ جنت ہوتی ہی گنگا سے حاصل
زمین پر اسکو لایا وہ جہان سے
ہوئے شاہِ دو عالم سُنکے خوشحال
چلے اُس پار گنگا کے وہ خرم
پیادہ ہر استقبال آیا
گیا دل سے قرار و صبر و آرام
ہوا یون حرف زن باپیر دانا
یہ ہین کس سیتا کے ضیغم نر
کہ آئے ہین نظر عالی اراد کے
اودھ مین ایک ہے خاقان نامی
یہ ہین مالک زمین و آسمان کے
تماشے دیکھنے آئے یہان کے
دلِ مفتون پہ جسکے غم سے تھا داغ
سرا پا میوۂ شیرین سے معمور
غزلخوان تھین کہین شاخون پہ بلبل
برنگِ زلفِ محبوبان دلاویز

ہوئی اُس سنگ سے اک جلوہ افگن
یہ طرفہ ماجرا آیا نظر جب
کہا تب پیر نے اے رام انا
اسے اندر نے دیکھا بد نظر سے
اُسی دم کثرتِ قہر و غضب سے
ہے خواہش ہو اب جنت کو جاون
چلے آگے وہان سے رام و لچھمن
یہ بہتر ہو جو اس سے آبِ حیوان
کہا اسکا ہے گنگا نام مشہور
بزرگی اسکی کیا انسان جانے
سراسر اسمین ہے آبِ لطافت
بزرگ اک تھا تمھارے خاندان مین
تمھارے شصت الف آبا و اجداد
بعد فرحت نہا کر رام و لچھمن
بشوقِ آرزوے کامیابی
بہ آبِ پاک دھوئے پاے عابد
ہوا نظارۂ رُخ سے وہ بیہوش
کہ یہ کس برج کے شمس و قمر ہین
یہ ہین جانِ جگر کس خاندان کے
فرشتے ہین فلک کے یا بشر ہین
زمانے مین ہے دسرت نام اسکا
یہی شاہنشۂ کون و مکان ہین
بہت شادان ہوئے سُنکے وہ شاد
گلون سے تھا سراپا باغ رنگین
گلون کے ہر جگہ پہ تھے شگفتے
کہین سرو و صنوبر تھے ہم آغوش
صبا شادان پھرے تھی چمن مین

زنِ عصمت نہاد و پاک دامن
گزارش رام نے مرشد سے کی تب
کہون اُسکی حقیقت کا فسانہ
ہوئی دلگیر یہ شوہر کے ڈر سے
دعا دی ہو گئی پتھر یہ تب سے
قدم شوہر کے آنکھون سے لگاؤن
سوے شہر جنک پھر صید افگن
ہوا ظلمات مین ناچار پنہان
سراپا آبِ شیرین سے ہے معمور
فرشتے اسمین آتے ہین نہانے
پیے سے دور ہو دل کی کثافت
اُسے کہتے تھے بھاگیرتھ جہان مین
ہوے جنت مین داخل اس سے دل شاد
کیے خوش سیم و زر سے سب برہمن
جنکپور مین ہوئے داخل شتابی
کیا شادان دلِ دانائے عابد
گرا بالاے خاک از خود فراموش
یہ کسکے درج کے لعل و گہر ہین
چراغ چشم ہین کس دودمان کے
کہو کس شاہ کے دونون پسر ہین
سدا داد و دہش ہے کام اسکا
نگہبانِ دو عالم بے گمان ہین
سوئے ولتسر لایا بصد جاہ
روان ہر جا پہ جوئے آبِ شیرین
ہر اک جا بلبلونکے چہچہے تھے
مثالِ عاشق و معشوق بیہوش
گلے مرمر کفِ افسوس بن مین

دکھا کر شاہ نے وہ باغ سارا
مقام پاک میں انکو اتارا
ہوا جب رام کا اس جا پہ ڈیرا
فرشتے ہر گھڑی کرتے تھے پھیرا
ہوئے جب رام و لچھمن فروکش
ہوا باغ جنان غیرت سے روکش
بہ ہمین پائے رام و عابد پیر
ہوئی ہر نخل مین طوبی کی تاثیر

## تشریف لیجانا رام و لچھمن کا واسطے سیر جنکپور کے

جو ہی آگاہ اسرار نہان سے
خبر دیتا ہوں یون طبع روان سے
کہ شاہنشہ نے بارے دل افروز
یہ کی مرشد سے اپنے عرض اک روز
کہا اے شاہنشہ خیل برہمن
برائے سیر ہین مشتاق لچھمن
اجازت ہو تو اکدم شہر کو جائین
جنکپور کا تماشا دیکھکے آئین
رضا دی مرشد دانا نے ہنسکر
شتابی جاؤ تم دونون برادر
دکھا کر اپنا روی رشک گلشن
گروہ چشم تمنا سب کی روشن
رضا مرشد سے اپنے جبکہ پائی
چلے بہر تماشا دونون بھائی
قد و گیسو بسان سرو و سنبل
خط و عارض برنگ سبزہ و گل
سرو الا پہ زیبا افسر زر
جڑے جنمین سراپا لعل و گوہر
درخشان قشقہ صندل جبین پر
چمک تھی مثل نور اسکی زمین پر
حریر و شال و تاقم سے سراپا
قبائے زرد و نیلی تن پہ زیبا
چلے وہ یکدگر یون شاد و خرم
ہے گل جھبطہ سوسن سے باہم
ہوئے آگاہ اودھ کے مرد و زن
کہ شہزادے اودھ کے رام و لچھمن
جنک نے جنکو کل باغ و تمکین
اتارا ہی بیان باغ رنگین
یہان آئے ہین وہ دونون برادر
تماشا دیکھنے باشوکت و فر
جوان و پیر محتاج و توانگر
ہوئے سب جمع بازارون مین آکر
ہزارون عورتین پاکیزہ اندام
ہوئین سب جمع یکجا بر در و بام
جب آئے رام و لچھمن سوے بازار
ہوئی سب دیکھکر بیہوش یکبار
نہ لائی تاب روئے دلربا کی
تجلی تھی مگر نور خدا کی
ہوئے سب عاشق روئے دلارام
ہوئین قربان دل سے خاص و عام
جو دیکھا عورتون نے روی دلکش
ہوئین از بسکہ دل مین تم خوش
لگین آپسمین کہنے گفتگو یہ
کہ دونون نازنین ہین خوبرو یہ
اگرچہ جانکی ہین انکے قابل
کمان کا توڑنا لیکن ہے مشکل
مگر یان عہد اپنا شاہ ذیہوش
کرے اب گوشۂ دل سے فراموش
تو شاید ہو کمان بخت یاور
خدنگ آرزو پہونچے ہدف پر
کہا تب ایک نے سب ہے یہ بیجا
انھین چھوٹا نہ جانو تم سراپا
سنا ہے انھون نے دشت کے بیچ
اکیلے جاکے مارا دیو تاریخ
سمندر کو کیا ہی پل انھون نے
اٹھایا کوہ بر ندا چل انھون نے
نہنگ پیل سے دریا مین ہین دم
ہوئی جنگ و جدل از بسکہ باہم
سمندر سے یہ پہونچے تب وہان کو
چھوڑایا جاکے پل ناتوان کو
کہین ان توڑینگے مثل کل پتے
یہ سیتا بیاہ لیجائینگے لڑکے
غرض باہم یہ سب کرتی تھین گفتار
مے دیدار سے مخمور و سرشار
تماشائے جنکپور دیکھکر خوب
ہوئے مسرور دل مین دونون محبوب
ہوئی جب شام تب دونون برادر
قریب پیر آئے اپنی جا پر
ہوئی شب جب گیا مرشد و آرام
بحکم پیر سوئے جاکے پھر رام
بہت کی رام کی لچھمن نے خدمت
ہوئی سوتین تب انکو اجازت
بوقت صبح شاد و نیک آثار
ہوئے مرشد سے پہلے آپ بیدار
شب ارض و سما سے پہلے لچھمن
ہوئے بیدار مثل مہر روشن

## راجہ رامچندر و لچھمن جی کا باغ جنک مین جانا اور جانکی جی کا گرجا جی کی پوجا کے لیے آنا

چمن پیرائے بستان حقیقت
بیان کرتا ہون یون رنگین حکایت
بحکم پیر دانا رام و لچھمن
چلے لینے بہم گلہائے گلشن
کہ ہنگام سحر جب عابد پاک
پرستش مین ہوا مشغول چالاک
چمن مین جب گئے شاد و فرحناک
ہوئے سرسبز سب نخل گلستان

لب جو بوستان مین اک مکان تھا
زروے بید تھی ام زمانہ
گرامی خاندان ہو یا فروتر
وہ آئی باغ مین یون ناز پرور
عروسانہ سمن رو اور گل اندام
کوئی زہرہ تھی کوئی مشتری تھی
کوئی گل کی طرح محو چمن تھی
جو دیکھا رو رنگین پیرہن کو
جو دیکھے انکے گیسو پیچ در پیچ
قد و قامت جو دیکھے سحر ایجاد
ہر اک کرے اگ مین طرز شہانہ
خراماں صورت کبک سبک سیر
نظر آئے وہان پر رام و لچھمن
کہا سیتا سے اک نے شادمان
خدا جانے ملک ہین یا بشر ہین
رئیس کی ہمنشین تھی شوخ و گستاخ
جو دیکھے اپنے رو سے شوخ و طناز

پرستشگاہ خیل عابدان تھا
پرستش اسکی ہے خانہ بخانہ
کرے پہلے طواف دیر آکر
نسیم آئے چمن مین جس روش پر
جو تھین ہمراز و ہمدم صبح اور شام
کوئی تھی حور کوئی پری تھی
کوئی بلبل صفت شیرین سخن تھی
حجاب آیا عروسان چمن کو
کہا سنبل نے اب ہو زندگی ہیچ
قیامت آگئی بالائے شمشاد
برنگ بلبل شیرین ترانہ
گئی سیتا بصد فرحت سوے دیر
بشکل آفتاب و ماہ روشن
کہ اے سردار خیل پاک نسوان
بظاہر صورت شمس و قمر ہین
دکھائی دو نون گل در پردۂ شاخ
تو آنکھین مثل نرگس رنگین باز

ہمایون سیمین تھی اک صورت گور
زبس عہد سلف مین تھا یہ دستور
بحکم شاہ سیتا شاد و خندان
بیان کس سے ہو اسکا پایۂ حسن
بنائے کام خاطر خواہ اسکے
کوئی شبو تھی کوئی یاسمن تھی
کوئی شکل سمن تھی نازک اندام
زبس ہر نازنین تھی غیرت گل
نہ دیکھا نرگس شہلا نے گستاخ
مرصع سر بسر سونے کے گہنے
ہوئین داخل چمن مین با دل شاد
خواص اک خوبرو ہمراہ سیتا
جو دیکھے باغ مین دو سرو شمشاد
خراماں ہین عجب دو سرو شمشاد
ہوا سیتا پہ جب یہ آشکارا
نظر آئے جو رشک گل وہ رخسار
نظر آئے جو قد بے ساختہ وہ

پرستش جسکی واجب ہی بہر طور
تقرر جسکی شادی ہو وہ دستور
سبک رفتار آئین سوے بستان
کہ ہے عالم مین جو سرمایۂ حسن
سب آئین باغ مین ہمراہ اسکے
کوئی نسرین تھی کوئی نسترن تھی
کوئی سورج مکھی تھی کوئی گلفام
دل لالہ نے کھایا شرم سے گل
چھپی غیرت سے زیر پردۂ شاخ
تن نازک پہ سب خوبی سے پہنے
ہوئے رد کش چمن مین سرو شمشاد
گئی سوے چمن بہر تماشا
شتابان سوے سیتا آئی دل شاد
خیابان چمن مین با دل شاد
ہوئی سیتا دل سے مشتاق نظارا
ہوئی مانند بلبل عاشق زار
ہوئی قمری صفت دل باختہ وہ

شبیہ رامچندر اور لچھمن جی کی باغ مین راجہ جنک کے واسطے لینے پھولونکی جانا اور جانکی جی کو وہان دیکھنا



ہوئی سیتا جو رام سے شاد
جو گل تھے ہو گئے مانند بلبل
کرے وردِ زبان جو کوئی یہ نام
عبادت کا نہیں ہے آجکل کام
وہی خوش ہے کہ جسنے نام جانا
یہ کس خسرو کی دختِ نازنین ہے
کہ جسکا عقد ایجانِ برادر
ادھر چلنا ہوا سیتا کا دشوار
کہ اے رام زمانہ رشکِ خورشید
ترا اوصاف باہر ہے بیان سے

نہ کی جنبش ہانسے شکلِ شمشاد
جو بلبل تھے ہوئے وہ صورتِ گل
گلستانِ جہان میں پائے آرام
فقط کافی ہے سیتا رام کا نام
غضب ہے اسطرف ناکام جانا
کہ ثانی جسکی عالم میں نہیں ہے
کمان کے توڑنے پر ہے مقرر
پھر آئی دیر میں با خاطرِ زار
فرشتوں نے نہیں جانا ترا بھید
فزون ہے مرتبہ وہم و گمان سے

ادھر سے رام نے سیتا کو دیکھا
ہوئے سیتا خود او سیتا ہوئی رام
نجات ہر بشر اس نام سے ہے
مقام نام گر تو دل کا گوشہ
شہ کونین سے لچھمن نے پوچھا
کہا ایجان مجکو یہ گمان ہے
ہوئے لچھمن یہ سنکر شادمان تر
جبین رکھدی زمینِ آستان پر
سنایا بید نے آغاز تیرا
ترا ظاہر ہے سب کشف و کمالات

ہوئے سیتا جو وان سے آپ شیدا
ہوئی اسدن سے سیتا رام سرنام
کہ آخر کام سیتا رام سے ہے
کہ راہِ آخرت کا ہے یہ توشہ
کہ اے نورِ چراغِ چشمِ دنیا
مری یہ نازنین آرامِ جان ہے
چلے شاہِ دو عالم پھول لیکر
ہوئی دلسے ثناخوان یون وہ باہنر
سنجانا شاستر نے راز تیرا
پرستش تیری جب وا ہوئی اور

**شبیہ جانکی جی کی مع سہیلیوں کے باغ میں جانا واسطے پوجا دیوی جی کی اور وہاں سے بامراد پھرنا**



تو ہی سب خلق کی مقصود ا ہے
یہ کہکر جانکی بار وے انور
کہ اے سرمایۂ فخر و سعادت
محاصل ہو تجھے میری دعا سے
یہ مژدہ سنکے سیتا یک فرجام
لیے بہرِ پرستش پھول لاکر

ہر اک کا تجھسے حاصل مدعا ہے
کری رام دو عالم کے قدم لے
شرف مجکو ہوا تیری بدولت
ہو شیرین نہالِ مدعا ہے
شوقِ دو لتسرا آئی سبک گام
شگفتہ وہ ہوا شل گل
خوشی سے الغرض گھر کو

غرض مطلب ہے روشن تجھ پہ سارا
بہت شادان ہوئی سنکر یہ گرجا
دعا ہے صدقِ دل سے اب یہ میری
غم و رنجِ جدائی ہو فراموش
ادھر آئے شہنشاہِ دو عالم
شکست دعا دی دو پاہین ... بل ہو
ہوا روئے جہان پر سایۂ شب

کیا میں نے نہ اس سے آشکارا
ہوئی ہنسکر لبِ شیرین سے گویا
کہ بر آئے تمنا دل کی تیری
نگارِ مقصدِ دل ہو ہم آغوش
بہ پیشِ پیرِ دانا شاد و خرم
عروسِ کامرانی ہم بغل ہو

## تشریف لانا مہاراجہ رامچندر اور لچھمن جی کا دھنک جگ مین اور جمع ہونا سب راجونکا اور ٹوٹنا کمان کا راجہ رامچندر کے ہاتھ سے

ہوا جب مطلعِ خورشید روشن
اڑا زاغِ سیاہِ شب جہان سے
فلک پر شاہدِ خورشید آیا
شہِ روشن جبین و ماہ سیما
شہنشہ آج ہون سب رونق افروز
ہزارون نو دکار و تیز فراش
کیے آراستہ میدان مین ہر جا
کیے آراستہ درجے بدرجے
مرصع سیکڑون سونیکے دنگل
ہوا آراستہ جب سب یہ سامان
بذوقِ شوق سب بے صبر و طاقت
رعایا شہر کی بہرِ تماشا
بلطفِ شاہ مگر کوئی نہین تھا
دہ شاہو نمین نظر اسطرح آئے
جو تھے مغرور اہلِ تاج و شمشیر
جو تھے روشن ضمیر و عابدِ حق
جب آئے فرش پر وہ صاحبِ عرش
بہ تختِ زر میانِ حلقۂ بزم
ہوئی یون جلوہ گر وہ انجمن مین
ہوئی جب جمع سب شاہانِ عالم
اشارے سے خواتین جہان کو
کرون سیتا سے بیشک عقد اسکا
جدا گانہ کیا ہر شاہ نے زور
ہر اک نے گرچہ کی کثرت سے ورزش
نتھا مانندِ کوہ اسکو تزلزل

گلستانِ جہانمین جلوہ افگن
ہمائے روز نکلا آسمان سے
دُرِ شبنم کا زیبا ہار لایا
ہوا تختِ شہی پر جلوہ فرما
کہ ساعت احسن و فرخ ہے امروز
ہوئے حاضر ادب سے شاہ و شہزادے
قرینے سے بآئین بصف آ
صفائی سے ہر اک خیمہ کراگے
دُر و یاقوت و نیلم سے مکلل
ہوا خوش دیکھکر یون شاہِ دوران
شتاباں آئے سوئے بزمِ عشرت
ہوئی دربارِ شہ مین جمع ہر جا
جو اونچے تھا وہان کرسی نشین تھا
ستارونمین قمر جسطرح آئے
نظر آئے انھین وہ صورتِ شیر
نظر آئے انھین معبودِ مطلق
ہوا خود عرش آ کر اس جگہ فرش
ہوئے رونق فزا وہ صاحبِ عزم
گُل و لالہ ہون جسطرح چمن مین
پری زاد و ملائک جن و آدم
ہلال آسا دکھایا اُس کمان کو
بجا لو تم مرا اقرار جھوٹا
کمان پر دست بازو سے بصد شور
کمان نے کی زمین پر نہ جنبش
مگر بیخِ زمین سے وہ تسلسل

ہوا مشرق سے طائر رفتہ جو
ہوئی قوسِ ہلالِ شب شکستہ
ہوا بیدار شاہِ بخت بیدار
کہا بزمِ شہان آراستہ ہو
بحکمِ شاہ تب باشانِ شوکت
ہزارون خیمۂ عصمت مآبِ قاقم
ہزارون شامیانے پرنیانی
بچھایا اُسمین فرشِ شال و دیبا
بچھے زرین ہزارون تخت و کرسی
جنکپور مین جو وارد تھی شہنشاہ
ہر اک کو شاہ با تعظیم لایا
بٹھایا شہ نے با تکریم سبکو
ہوئی جب دھوم آئے رام لچھمن
نہون کس طرح شاہو نمین افتخار
وہان جو دیو تھے آدم کی صورت
غرض جسطرح کا جسکو گمان تھا
ادب سے ہاتھ جوڑے شاہ آیا
سریرِ زر پہ تھے یون جلوہ افگن
غرض بزمِ شہِ عالم کو الحق
اُٹھا اسدم شہنشاہِ جنکپور
کہا سب سے جو توڑے یہ کمان آج
اُٹھے بیتاب سب سُنکے گفتار
نہ جنبش کی کمان نے بند سے
چڑھا کر آستین کسکر کمر بند
کیے شاہون نے یکدیگر جو حملے

رخِ عالم پہ چمکا پرتوِ نور
عروسِ صبح نکلی دست بستہ
شہنشاہِ جنکپور نیک کردار
مکانِ خسروی پیراستہ ہو
ہوئے مصروف سب ارکانِ دولت
کہ عقلِ چرخِ اطلس جسمین ہو گم
کبودی ارغوانی زعفرانی
جو تھا اُس خیمۂ رنگین کو زیبا
کہ ترسنگین بیٹھنے کو جسپہ قدسی
کیا سبکو شہِ نزہت نے آگاہ
بعزت کرسی زر پہ بٹھایا
مناسب کی جگہ تقسیم سب کو
ادھر کے شاہزادے صید افگن
کہ وہ ذرے تھے یہ خورشید انور
نظر آئی انھین شکلِ قیامت
اسی صورت سے سب اسکو عیان تھا
بصد تعظیم و استقبال لایا
فلک پر مہر و مہ جسطرح روشن
ہوئی خاکِ قدم سے اُنکے رونق
کمان کے پاس آیا شاد و مسرور
شہنشہ کو غنی ہو یا کہ محتاج
جو تیر انداز تھے نامی کماندار
نہ سرکی اک سرِ مو وہ کہین سے
کیا سو سو طرح سے زور ہر چند
گرے رو رو زمین پر سر سے شملے

## شبیہ راجہ جنک کی دھنش جگ مین طلب کرنا راجونکو واسطے توڑنے کمان کی باقرار شادی جانکی جی اور جنبش




نہ اُٹھی جگہ سے ہلا دون کمان جب
ہٹ آئے بیرہ عقلی سے مگر بانہ
شہنشہ دس ہزار اکبار باہم
گرے غش کھا کے سب سرکو زمین
جو تھے دانا گرانہ وزین رسیدہ
ہوا آدون غم غیرت سے دلگیر
عتابانہ کہا مست سے اٹھکر
نہو گر تاب طاقت ہو رنہ
نہ لائے تاب لچھمن سُنکے یہ غل
جو تیر احکم ادنی جادہ پاؤن
وہان پھیکون اُٹھاکے تو بہ فتح پر
یہ زور بل ہو سب تیری بدولت
ہوئی خوش جانکی نادم ہوا شاہ

ہوئے غم سے خمیدہ سبکی یان
بھون نے ملائے بیٹھین کیا سانہ
کمان ہے سب ہوئے شکل کمان خم
کہین افسر گرا کلغی کہین پر
ہوئے نہ اس ارادہ سے کشیدہ
گرنیان سوے لنکا صورت تیر
کہیا ہے تمہارا شوکت و فر
نہو تیر حماقت کا نشانہ
ہوا غصے سی چہرہ صورت گل
کمان کو نوک ناخن پر چڑھاؤن
کرون دونکو سو ٹکڑے برابر
کمان کہنہ کی کیا ہی حقیقت
ہوئے شرمندہ سب شاہان بیجا

جو تھے برگشتہ ایام نگون بخت
اُٹھا مین یکیدگر توڑین کمان کو
دلے از لبس عجز وہ ثابت قدم تھی
اُٹھانیکی انھین قدرت کہان تھی
بسان راستان کی خود فراموش
ہوا یہ دیکھکر شہ سخت مایوس
عبث نازان ہوئے زور بل پر
پڑا غیرت کا جب منھ پر طمانچہ
ہوئی از بسکہ دلکو پیچ و تابی
کرون روئے زمین چرخ پر جست
دل دانا پہ سب تیر عیان ہے
عتابانہ کہا لچھمن نے یہ جب
ہوئے خوش دلمین شاہ عالم آرا

نظر آئی کمان انکو بہت سخت
غضب ہی اسطرح چھوڑین کمان کو
کسی کے دست و بازو سے نہ سرکی
کہ وہ دست سد اشیو کی کمان تھی
الگ بیٹھے رہے گوشہ مین خاموش
کیا از بسکہ دلمین رنج و افسوس
کمر باندھی ہی کیا جنگ و جدل پر
ہوئے سب سرنگون شکل کمانچہ
کہا شاہ دو عالم سے شتابی
تماشا سبکو دکھلاؤن سرد ست
کہ سر پر تیرے بار دو جہان ہے
پڑا جسم زمین مین زلزلہ تب
کیا لچھمن کو ابرو سے اشارا

رہ شفقت سے پہلو مین بٹھایا
جنک کو خوش کر کے سیتا کو دلشاد
چلا یون انجمن مین شاد و خرم
جو رکھا دست قدرت اسکے اوپر
کیے دو ٹکڑے اس رنگین کمان کے

گلے سے اپنے خوش ہو کر لگایا
جنکپور کو کر دیا قدمون سے آباد
منیتا انمین چلے جسطرح نسیم
ہوئی وہ شاخ گل سی بھی شگفتہ
ہوئے سب نگون سر وہ راجے

کہا مرشد نے اے شاہ دو عالم
بحکم مرشد دانائے عالم
جو تھے وہ کوہ سے افزون گرانبار
کف نازک سے شاہ انس و جان نے
کئے ٹکڑے کمان کے خاک پر جب

کمان تم اٹھا کے توڑو شاد و خرم
دلیرانہ اٹھا دار اے عالم
کشیدہ دل تھے جب سے سب کمانوں
اٹھایا جب کہا زور آسمان نے
زمین چرخ انجم ہل گئے سب

شبیہ وضع جشن یعنی ٹوٹنا کمان کا راجہ رامچندر کے ہاتھ سے اور گل افشانی کرنا گندھربون کا آسمان سے



ہلیو دسو داہی و دو و دم
ہوئے چاروں طرف سب گریزان
ہوئی دلشاد سیتا خوش ہوا شاہ
عروسانہ لباس سرخ پر زر
ہر اک بیٹا شادمانی نغمہ پرواز
مطرب تازہ اک پھولون کا مالا
ملائک خوش ہوئے اور شادمان سب
کہ جنکی موسم تھی چرخ کہن مین

ہو وقت وہ جو مین گئی تھے آرام
کوئی ترسانگی کی فغان خیزان
ہوئے دلگیر سب شاہان ذیجاہ
مرصع لعل گوہر سے وہ زیور
بیان عندلیب خوش آواز
گلے مین آ کے سیتا نے ڈالا
ہوئے وہ فلک سے گلفشان سب
بجم شادمانے انجمن مین

کمان کے ٹوٹنے کا جب ہوا غل
جہان تک تھے وہ شاہان جوانمرد
تماشائی ہوئے سب شاد و خرم
ستمکر شتہ یہ قربان ہوئی سراسر
دولہا مین جانکی کو انجمن مین
بیان بزم پہنایا گیا ہے
مغنی مطربان نغمہ پرواز
باہنگ طرب شادان فرحان

اٹھے بیتاب و حیران سب جز گل
نجات کے ہوا ہر اک کا منہ زرد
ہوئی سیتا کی خوش ہمراز ہمدم
کیے آراستہ سینک کے تن پر
بہار جاودان آئی چمن مین
ہوئے خوش آمرد بے ہر لباس
نو انجان شیرین سب فسونساز
ہوئے مانند بلبل سب غزلخوان

شہنشاہوں نے دیکھا جب سامان
جلا جل کی طرح باحیرت و غم
جو تھے وے چار سرکش مثل طنبور

ہوئے غیرت سے دل میں سب پشیمان
لگے ملنے کف افسوس باہم
لگے کرنے وہ آپس میں یہ مذکور
کیا شاہوں نے غل جب انجمن میں

نہ آیا خوش انہیں یہ تاج و اورنگ
جو ایسا رنگ دیکھا دشمنوں نے
کمان کا ٹوٹنا آسان تھا لیکن
کھلا اک وہی گل اُس چمن میں

لگے کرنے فغان صحبت جنگ
مچایا شور و غل باہم سبھوں نے
نہیں سیتا کا لیجانا ہے ممکن

## پرسرام کا صحرا سے آنا مہاراجہ رامچندر اور لچھمن جی کے درمیان تکرار ہو کر رفع ہو جانا

اسی اطراف میں تھا ایک صحرا
برہمن زادہ و اہل کرامت
عیاں رخ سے جلال قدرت خاص
کمانکے ٹوٹنے کا حال سارا
نکلکر دشت سے خلقت میں آیا
ہوئے سب صورت رو بہ ہراسان
کہا شاہان عالم سے غضبناک
شہنشہ تھے جو سب دہشت سے بیہوش
کہا اے حاکم شہر جنک پور
شتابی تو اُسے مجکو بتا دے
جو دیکھا سخت آفت ہے جنک پر
شہ کونین تب شادان و فرحان
کمان توڑی ہے میں نے چار و ناچار
نہیں شاہوں کی ہے کچھ اسمیں تقصیر
ہوئے خاموش اتنا سنکے جب رام
میں اُس بدکیش کو دونگا توشہ و برگ
کمان یہ تھی بہت دن کی پرانی
تن لاغر سے اُسکے ای نکو کار
یہ سنکر برہمن نے کی یہ گفتار
برادر کا نہیں تجکو ادب ہے
تبر ہو جسطرف میرا شرربار

شگفتہ سبز شاداب و مطہرا
عیاں چہرے سے سب کشف و عبادت
کہ تھا نور جمال قدرت خاص
ہوا خاطر پہ اُسکے آشکارا
جو تھا وحدت میں وہ کثرت میں آیا
شغال آسا ہوئے سوتے میں پنہان
کمان توڑی ہو جسنے شوخ بیباک
رہے وہ صورت تصویر خاموش
رہ عقل و خرد سے تو ہوا دور
مجھے اُس کج ادا کا منھ دکھادے
لے دلشاد بسوا متر اٹھکر
ہوئے شیریں زبانی سے شکر افشان
جو چاہو کیجئے یہ حاضر ہے گنہگار
میں ہوں مجرم مجھی کو چاہیے تعزیر
زبان تلخ سے بولے پرسرام
کرونگا اب اسیر حلقہ مرگ
زبس تھا اسکو ضعف و ناتوانی
بہ رنگ رود تھی ہر رگ نمودار
کہا ای کج باطن و ناراستی کار
یہ گستاخی تری حقمیں غضب ہے
قیامت اُسجگہ پہ ہو نمودار

پرستش اُسمیں کرتے تھے پرسرام
بظاہر گرچہ تھے انسا کی صورت
برنگ گل حسین خاشاک میں تھے
ہوا بیتاب غصے سے وہ ذیشان
بشکل شیر آیا جب وہ غران
تبر چمکا جو اُس کا انجمن میں
جدا گانہ نکل آئے وہ عقدے
برہمن نے غضب سے تب ہمہ تن
کمان مرشد کی ہے کسنے توڑی
رہا غافل کمان کی تو خبر سے
ہوئے پابوس آکر لچھمن و رام
کہا ای مخبر برہمن عابد پاک
شہنشاہ جنکپور بیٹھا ہے
نہیں توڑا ہے میں نے سرکشی سے
کمان توڑی ہے جسنے ای کماندار
سنی لچھمن نے جب کی یہ تقریر
ہوئی تھی خم زبس بوسیدگی سے
نہ تم توڑتے سو اُسکے نا شاد
ادب سے رو برو مرشد کے کر بات
نہیں واقف ہے میرے زور و بل سے
تو ہے کج فہم از بس شوخ و نادان

عبادت سے انہیں ہر وقت تھا کام
ولی نور خدا تھے در حقیقت
وہ نور پاک جسم خاک میں تھا
سوئے بزم کمان آیا خروشان
ہوئے سب کے دلوں سے ہوش پران
گری برق غضب گویا چمن میں
کرونگا قتل ورنہ اک طرف سے
لبوں سے شاد دیکھا شکل دشمن
یہ آفت تیرے سر پر کسنے جوڑی
مگر واقف نہ تھا میرے تبر سے
ہوئے دیدار سے شادان پرسرام
تو ہے کس واسطے اتنا غضبناک
ستانا بے گنہ کا ناروا ہے
کمان چھوٹی ہی ٹوٹی کہنگی سے
وہ ہے تیر عقوبت کا سزاوار
تو دیوانہ کہا اے عابد پیر
جلا تھے بند سب بوسیدگی سے
ہوئی اب حلقہ غم سے یہ آزاد
نہیں زیبا ہی گستاخانہ ہر بات
کہ دشمن چھتری کا ہوں ازل سے
رداہی گوشمالی تیری اس آن

| | |
|---|---|
| کہا لچھمن نے اے فخر برہمن | ڈراتا ہے مجھے تو کیا تبر سے |
| ترا احوال ہے عالم میں روشن | حذر کر میرے تیر تیز پر سے |
| تری شایستگی ظاہر ہے سب پر | خبر رکھتے ہیں تیرے زور رس سے ہم |
| کہ اپنی قتل کی ہو جب مادر | نہیں ہو گو کہ کو مجھ کا ڈر سے ہم |

غصہ کرنا پرسرام جی کا دھنس جگ مین راجہ جنک اور لچھمن جی پر بوجہ ٹوٹنے کمان کے اور پھر فہمایش بجہ رامچندر کے



جو کی یہ گفتگو لچھمن نے بیباک
ہوا از بسکہ لیسو آ تبر سے گرم
عجب ہے کہ کبک کی صحبت میں ہو زاغ
مجھے حیرت ہے اے فخر برہمن
غضب ہے یہ شریر و شوخ لڑکا
تبر ہے برق تیان سے ہے مرا تیز
عیان ہیں اسکے جانباز و نیہ جوہر
ابھی سکا سر ہے اور میرا تبر ہے
اگر ہے پاس میرا تم کو منظور
دلا دو جنگ میں کیسے ملی جو کام
نہیں لازم ہے اب تقریر کو طول
ہوئی بیتاب یہ سنکر پرسرام
نہیں ڈرتا ہے یہ میرے غضب سے
وگرنہ اب یہاں دونوں برادر
مثل ہیچ ہے زمانے میں یہ مشہور

ہوا آتش غضب سے عابد پاک
کہا بے ادب ہے بدبخت بے شرم
ہے یہ تیرہ باطن اور سیہ داغ
نہو سونا ملے پارس سے آہن
نہیں ہے اسکو اپنے جی کا ڈر کا
سر فشان خونفشان خونخوار و خونریز
بڑا ہے دشمنان ہے فتکل اژدر
نہیں میری خبر اے نامور ہے
کرو میری نظر سے تم اسے دور
نہیں کہتے ہیں اپنے منہ سے ہم دو کام
کرو شفقت سے کیجے عرض مقبول
بچشم قہر دیکھا جانب رام
نہیں کرتا ہے یہ باتیں ادب سے
نہو گے تم تبر سے میرے جانبر
ہے ہیچ سے رہی اس کی ذنب دوم

ہوا غصے سے لرزان صورت برق
تم ایسا جسکا مرشد رہنما ہو
تعجب ہے کہ روشنگر ہو چالاک
کیا ہے تمنے کیسا اسکو تعلیم
امان ہی ہیں نے اس لڑکے کو ہر چند
عدو کش شیر در لشکر شکن ہے
اسے دہشت نہیں ہے میرے تبر سے
تمہارا پاس ہے سو آ تبر ہے سب
کہ لچھمن نے پھر اے دانش آرا
نہ بر سادہ کیا حبل برنے شور
نہو رنج کمان سے دل شکستہ
کہا غصہ سے اے سرمایہ شر
جو چاہے گھر کو جانا آبرو سے
شہ کو نہیں نے کی اس سے یہ بات
نہو انہو دیکھیں تم از رہ خشم

ہوا فروختہ وہ پا سے تا فرق
وہ راہ عقل سے نا آشنا ہو
نہو آئینہ اپنے زنگ سے پاک
بزرگون کی نہیں کرتا ہے تعظیم
کیا لیکن فہمانے اسکو بار بند
لشکر فگن جانستان دشمن فگن ہے
مگر عاجز ہے یہ جان و جگر سے
اجل نے ورنہ گھیرا ہے سر اب
تمہارا زور ہے سب آشکارا
لڑیگا کیا کریگا جو بیان اور
کہ وا ہوتے ہیں کار دست بستہ
زبس نافہم ہے تیرا برادر
ہٹا دے اسکو میرے روبرو سے
خطا لچھمن کی مجھپر قہر ہیہات
جو فرماؤ بجا لاؤں سر و چشم

جو ہو لچھمن کی شوخی ای خطا پوش / بشفقت سے کرو اسکو فراموش
کہ خردون سے سدا سرزد خطا ہے / بزرگون سے وہی چشم عطا ہے
برہمن آپ ہین اور برہمچاری / ہمین اب جب ہو پابوسی تمہاری
روا ہے سب کو آداب برہمن / نزدل ہے سب القاب برہمن
برہمن سے جہان مین راست گفتار / برہمن ہے پرستش کے سزاوار
بجالاؤن تمھاری جو رضا ہو / کہ جسمین آتش کین منطفی ہو
شہ کونین نے با عابد پیر / لب شیرین سے جسدم کی یہ تقریر
جو تھا فولاد سا ان دل وہ ہوا نرم / ترحم سے ہوئی سرد آتش گرم
کمان دی اپنی شاہ دو جہان کو / کہا کھینچو اگر تم اس کمان کو
برون دل سے مراد وہم و گمان ہو / تمھارے نام سے مجھکو نشان ہو
کمان لی رام نے عابد سے جسدم / ہوا گوشہ کمان کا خود بخود خم
ہوئی خود صورت ابروے کشیدہ / ہوا امید دل عابد رسیدہ
ہوئین وا چشم دل شکل ستارہ / کیا عابد نے قدرت کا نظارہ
ہوئے سب جان و دل سے عاشق رام / بہت شادان ہوئے رخصت پر رام
شہ کونین سے کی عذر خواہی / جنکپور سے ہوئے جنگل کو راہی
ہوا شاہ جنکپور شاد و خرم / خوشی سے پھر ہوئے ہمدوش باہم
ہوئی بانوے شہ کو شادمانی / ملا سیتا کو نقد کامرانی
شہنشہ سب بدر دو رنج و آلام / جنکپور سے گئے محروم و ناکام
بصد عیش و طرب بارے وہ روشن / میان باغ آئے رام و لچھمن

## نامہ لکھنا راجہ جنک کا راجہ دسرت کو مشعر الفاے شرط شکستگی کمان اور مبشر تقریب شادی مسرت عنوان

خوشی سے آج مثل پردہ ساز / قلم ہے ہر قدم پر نغمہ پرداز
نظیر مطربان رقصان ہر گام / کہ لکھتا ہے بیان شادی رام
ہوا شاہ جنکپور جبکہ دل شاد / کیا تب خانساماں سے یہ ارشاد
مہیا سب کرو شادی کا سامان / کہ ہو بروقت مشکل تمکو آسان
محبت سے بنوک خامہ شوق / شہ دسرت کو لکھا نامہ شوق
کہ ای سرتاج شاہان زمانہ / نگہبان جہان جان زمانہ
تری شمشیر ہے برق درخشان / کہ جسکی ضرب سے عالم ہے حیران
تو ہے شاہان عالم سے زبردست / تری ہمت کے آگے چرخ ہے پست
تری ہمت نہین نیسان سے کم ہے / ہمیشہ زیردستون پر کرم ہے
ترا ہے فیض عام ای شاہ والا / ہوئے ادنے تری بخشش سے اعلا
جہان روشن ہے تیرے دم سے سارا / کہ ہے تو آفتاب عالم آرا
وزیرون سے ترے کمتر ہین سب شاہ / تو ہے انجم مین روشن صورت ماہ
ہزارون کش و صد ہا دلاور / ہوئے بزم کمان مین جمع آکر
ہوئے بیہودہ جانبازی سے دلتنگ / ہوئے فرسودہ سب کے ناخن چنگ
ترے فرزند عالم رام و لچھمن / جنکپور مین ہوئے جب جلوہ افگن
کمان توڑی انھون نے شادمان تر / کیا لشکر شہنشاہون کا ابتر
زبس تھی دلکو میرے ناامیدی / مجھے بخشی جہان مین روسپیدی
ترے قدمونکی ہے اب انتظاری / دل مشتاق کو ہے بیقراری
رہ شفقت سے کر ای شاہ ممتاز / مجھے اپنی غلامی مین سرافراز
شرف ہو گا مجھے تیری بدولت / کہ ہون مین کم قماش و کم بضاعت
برات آئے تو خوش ہون مرد اور زن / ولے ہو خانہ امید روشن
یہ لیکر نامہ شاہ زمانہ / ہوا سوے اودھ قاصد روانہ
ہوا سے بھی ہوا وہ تیز رو تر / ہوا نامہ اسے سرخاب کا پر
سبکرو قاصد فرخندہ پیغام / اودھ مین جب ہوا داخل سر شام
ہوا حاضر ادب سے بر در شاہ / کیا دربان نے جا کر شہ کو آگاہ
بصد شفقت شہنشہ نے بلایا / ادب سے وہ بہ پیش شاہ آیا
کیا آگاہ سب نام و نسب سے / دیا نامہ شہنشہ کو ادب سے
کیا مضمون خط جب شاہ نے گوش / ہوا فرط خوشی سے خود فراموش
خبر شادی کی سنکر خوش ہوا شاہ / کیا مضمون خط سے سبکو آگاہ
ہوئے دلشاد سنکر خاص اور عام / دیا شہ نے بہت قاصد کو انعام

| | | | |
|---|---|---|---|
| بشسٹ پیر دانا کو بلایا<br>ترے فرزند ہیں چاروں جوان بخت | جنک کے خط کا مضمون سب سنایا<br>نہیں تجھسا کوئی صاحب تخت | بشسٹ از بس ہوئے یہ سُنکے شاداں<br>مبارک روز ہیں فرخ ہیں ایام | مبارکباد ہوئے شاہ دوران<br>کرو اب شادمانی کا سرانجام |

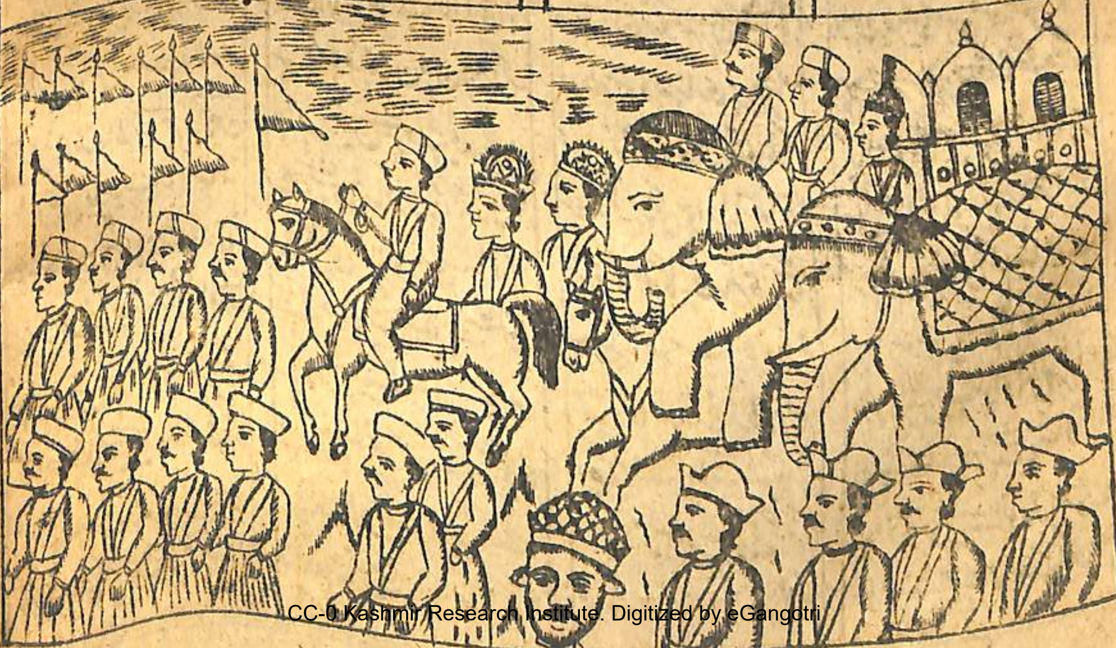
## راجہ دسرت کا مع سامان برات کے جنکپور میں راجہ جنک کے مکانپر آنا اور چاروں بیٹونکا بخوشی تمام بیاہ کراو دلہن لیجانا

نوا سنج مضامین دلاویز
جو تھے معروف کاروبار شادی
جہانتک تھے جہانمیں خاص اور عام
اودھ میں آ گئے سب عیش و طرب سے
ہوئے سب تنگی حاضر اسپ اور فیل
کہیں شہنا نے بجنے کا ہوا شور
سرود و مندل و عود و چغانہ
ہوئی جسوقت آرائش روانہ
ہزاروں پنچ کنول کے تخت پہلے
جڑاؤ تھے ہزاروں تخت زر کے
شمار فوج و لشکر حد سے باہر
چڑھے اُنپر براتی شاد و خرم

لگے خامے یوں ہو نغمہ انگیز
کیا سب انتظام کار شادی
سبھونکو دی نوید شادی ام
تواضع شہر نے کی سب کی ادب سے
کہ تھے مانند رعد اور کوہ تمثیل
کہیں قرنا کی تھا آواز کا زور
کہیں بربط کا تھا شیریں ترانہ
تماشا دیکھنے آیا زمانہ
جڑاؤ اور سنہرے اور روپہلے
کہ جو شیشے تھے جنمیں لعل گوہر کے
رواں ہو جسطرح ابر سیہ تر
چلے سب جنکپور مل کے باہم

کہ سترہن اور بھرت دونوں ادہر
کیا سامان سب شادی کا تیار
ہراک اطراف کر شاہان ذی جاہ
جلوس بادشاہی تھا جو وہ جب
بحکم شہ ہوئی نوبت روانہ
رباب و ارغنون و دف و چنگ
ہزاروں طرح کے باجے تھے بجتے
رقم ہو کس سے آرائش کی تعداد
ہزاروں تخت چاندی کے تھے معقول
وہ آرائش کہ زریں تھی سراپا
بہت با زیب و زینت فیل اور اسپ
بھرت اور سترہن دل شادماں تر

بحکم بادشہ دل شاد و خوشتر
جو تھے شاہان عالم کو نرادا
سب آئے فوج و لشکر لیکے ہمراہ
نشان و نوبت و ماہی مراتب
لگا بجنے ہراک جا شادیانہ
جلاجل خنجری طنبور و مردنگ
کہ جو قانون شاہی کو روا تھے
شمار عقل و دانش سے تھی آزاد
سراپا جسمیں تھے نقش کے پھول
اودھ سے تا بہ ترہت اک برا تھا
ملے ہر ایک کو دلخواہ و دلچسپ
ہوئے اسوار گھوڑوں پر برابر



عجائب اسپ تھے طرفہ تھے اسوار
شہ آفاق کی دونکس سے تمثیل
بجا ڈنکا پڑا سب شہر مین غل
ہوتھا شور سپاہ و نغمہ و ساز
شہنشاہ جہان نے لعل و گوہر
ہوئے گوہر کشی سے سب گرانبار
شتابی اپنے سب خویش و برادر
ملے آکر ادب سے رام و لچھمن
پری پیکر صبا رفتار وہ اسپ
ہوئے روشن جڑاؤ پنج شاخے
ہر اک سو شعلین بقدر شعلہ افشان
زمین پر نور کا جلوہ عیان تھا
کرون کیا ذکر آتشبازی تیز
شب مہتاب مین مہتاب کا نور
اناروں کے کسی جا قہقہے تھے
ستارونکی جو چھوٹے گنج بر گنج
براتی سب بعرض شادان و فرحان
بلاکر بید خوان از روے تقویم
نصب تھے خیمہ رنگین جہان پر
ہر اک سو مطربان شوخ و طناز
ہر و دہنگ تھے باہم جو دمساز
کوئی تھا ارغوان کے ساز پر جوش
غرض اس طرح سے ہرمین تھا رنگ
ہوئے سب جا فراہم بزم شادان
شہ متھلا نگر نے با لطافت
ہزاروں طرح کی شیرنی و قند
خوشی سے سب برسم خسروانہ

صبا کیطرح تھے اڑنے پہ طیار
جلو مین تھے ہزاروں صاحب فیل
تماشا دیکھنے آئے جزو کل
نہ سنتا تھا کسی کی کوئی آواز
لٹائے اسقدر رستے مین اکثر
جواہر ہوگیا رستے مین انبار
بلاکر باستانند خرد ور
کیا چشم پدر کو اپنے روشن
منگائے شاہ نے لجواہ و دو لچسپ
لگے چار و نطرف چھٹنے پٹاخے
کہ تھا صحن زمین رشک گلستان
فلک کا منھ خجالت سے دھوان تھا
کہے ہے شاخ قلم مہتاب گلریز
زمین سے تا فلک نور علے نور
کسی جا چرخیون کے چہچہے تھے
ہوا چرخ برین کو دیکھکر رنج
گئے دروازہ شہ پر خرامان
ادا کی شہ نے دروازے کی رسیم
اُتارا شادوعشرت کو وہان پر
سراپا عشوہ و سر تا قدم ناز
موافق تھے مغنی لطف سے آواز
کوئی بربط کی تھا آواز پر جوش
جدھر دیکھو مغنی تھے خوش آہنگ
ہوئے دست کرم سے سب زرافشان
مہیا سب کیا سامان دعوت
قلم کے لب ہون جسکے وصف مین بند
کیا شہ نے دعوت روانہ

نشست پر خاقان جہاندار
چلی یون شادوعشرت کی سواری
ہوئی اسطرح سے رستے مین کثرت
تماشائی ہوئے ہرچند پویان
تماشائی جو تھے از غرب تا شرق
برات آئی جنکپور مین پڑی دھوم
پیادے بہر استقبال پہونچے
دعا دیکر ملا آتیہر عابد پیر
ہوئے سوار انپر رام و لچھمن
دورویہ تھے چراغ اور شمع روشن
زمین پر روشنی کی وہ لپک تھی
ہوا کثرت سے جب یون جلوہ افزا
ہوئی نوک زبان خامہ روشن
عجب مہتاب طرفہ روشنی تھی
وہ ہوئین چمن جیونکو یون لپک تھی
نہ طاؤس جلکر لعل تمثال
کیا عشرت کا استقبال شہ نے
دل شادان سے عشرت نے تا پہر
ہوا ہر سو سرود و رقص آغاز
کوئی گاتا تھا ٹپہ اور ٹھمری
ہوا عاشق صدا کے نے پہ آفاق
چلے ہر سو جو تیر نغمہ دوزخ
شہ عالم نے قانون کرم سے
مغنی خوب گائے تال و سر سے
ہزاروں طرحکے میوے تر و خشک
بیان اسکا قلم سے ہوسکے کب
یہ پہونچا جبکہ بزم شہ مین سامان

ہوئے زرین رتھون پر دونون اسوار
روان جسطرح سے باد بہاری
گذر نا ہوگیا نظرون مین دقت
کہے ہے آغاز اور انجام جو یان
جواہر مین ہوئے سر تا قدم غرق
ہوا خوش شکلے شاہ نیک مقسوم
مزین تھی وہ سب لعل و گہر سے
شہنشہ نے بہت کی اسکی توقیر
چڑھا سو نیکے رتھ پر وہ برہمن
نظر آتا تھا کوسون دشت گلشن
کہ ندون مین ستارونکی چمک تھی
چراغستان ہوا شہر جنکپور
ہوا کا غذ گل افشانی سے گلشن
عجب شب تھی عجائب چاندنی تھی
سیہ بادل مین بجلی کی چمک تھی
ہوئی سرخاب کی رنگت پر و بال
کیا خورشید کو مہمان مہ نے
لٹائے حد سے افزون لعل و گوہر
ہوئے ہر سو مغنی نغمہ پرداز
نظیر بلبل و مانند قمری
ہوئے وقت کہ بزرگ و خورد مشتاق
یلان علم کے توڑے جوشن و خود
نوازش سب پہ کی سیم و درم سے
ہوئین سیارنگیان پر لعل و در سے
خجل ہو جسکی بو سے عنبر و مشک
ہزاروں ظرف زرین مین لبالب
ہوئے سب دیکھکر دلشاد مہمان

سبھوں نے شادمانی سے کیا نوش
کٹے دن اس طرح با شادمانی
تب آیا پاس وسرت کے ستانند
لشست و رام و بسواتر و لچھمن
بحکم بہمن شاہ انکو روز
بشر کی شکل بنکر آئے اختر
پرستش کی ہر اک کی بادشہ نے

غم دنیا کیا دل سے فراموش
جنک نے کی سبھونکی میہمانی
ہوئے شاہ جہان دلشاد و خرسند
بھرت باشترگھن رخسار روشن
ہوا قصر جنک مین جلوہ افروز
فلک حاضر ہوا التقویم لیکر
حقیقت اپنے لیے خورشید نہ نے
ہوئے ہمدوش باہم رام و سیتا

ہوئی نعمت زمانے کی وہان ڈھیر
جب آیا روز شادی نیک احسن
کہا شہ سے کہ ساعت آج ہے نیک
قدم رنجہ کریں شفقت سے امروز
ہوا خیل ملائک مین یہ چرچا
ہزار ارمان برہمن گیے جہان تھے
لگن جسوقت آئی حسب دلخواہ
ہوا خورشید سے عقد ثریا

ہوئی فوج و سپاہ شاہ سب سیر
ہوا شہ گھر مین شہر کے جلوہ افگن
ستارے ہیں ہوا افق ایک سے ایک
مکان شاہ مین ہون رونق افروز
سب آئے چرخ سے بہر تماشا
ولیکن آپ نہ تھا بیدخوان تھے
کیا سیتا کا شہ نے رام سے بیاہ

## شبیہ بیاہ ہونا راجہ رامچندر کا جانکی جی کے ساتھ جنکپور میں



حقیقی شہ کی تھی ایک اور دختر
برادر شاہ کا کس کب جو تھا ایک
کیا عقد ایک کا پھر شترگھن سے
طفیل رام سے خاقان ذیہوش
شہنشاہ جنکپور نیک تقدیر
کہا شادان جنک سے اے نکو نام
کہا شہ نے کہ اے فخر برہمن
ہوا رخصت کی تیاری محل مین

کہ تھی خوبی مین سیتا کے برابر
حقیقی اسکی تھین دو دختر نیک
ہوا پیوند پر دین کا پرن سے
ہوا بارگران سے بس سبکدوش
ہوا دلشاد وسرت سے بغلگیر
ہوا آغاز شادی کا خوش انجام
زبان میری ہے شکر شہ مین الکن
لیا مادر نے سیتا کو بغل مین

اسے لچھمن کو بخشا دلبری سے
بھرت سے ایک دختر کی ہم آغوش
خوشی سے شہ نے جار وشن دیا ان کسن
بلائے مطربون نے پردہ ساز
لشست دانش افزا وستانند
وہ مد کا بادشاہ نیک کردار
کہان تک مجھ سے شکر اسکا ادا ہو
ہوئی سیتا کو از بس بیقراری

ہوئی نسبت قمر کی مشتری سے
عطارد سے ہوئی ناہید ہمدوش
کہ وہ ہے نے مبارکباد یان دین
ہوئے مانند زہرہ نغمہ پرداز
جنک کے پاس آئے شاد و خرسند
خوشی سے اب ہو رخصت کا طلبگار
خوشی میری ہو جو اسکی رضا ہو
گلے سب کے ملی با اشکباری

ہوئی ماں باپ سے رو کر ہم آغوش
ہوئی سب ہمدمون سے اپنے ہمدوش

ادھر تو جانکی تھی اشک ریزان
ادھر ماور پدر تھے دونون حیران

اگرچہ ہے بڑا رنج جدائی
لیے ہر اس جدائی مین بھلائی

ہوئی سیتا غرض دولہ کے رخصت
ہوئی شاہ اودھ کو دلکو فرحت

جنک آکر ہوئے دسرت سے ہمدوش
کیا اشکون نے بحر چشم پر جوش

جہیز اتنا دیا جسکی نہین حد
کہان تک اسکے لکھنے کی کرون کد

ہزارون اسپ گلگون برق رفتار
ہزارون اشتران باربردار

ظروف زر نگار و بے بہا سب
در و لعل و زمرد سے لبالب

دیے ہر طرح کے لاکھون دوشالے
ہزارون طرح کے جوڑے نرالے

دیا شہ نے جو یہ اسباب شادی
ہوئے خوش دیکھکر انبار شادی

رہ ہمت سے ہرگز منھ نہ موڑا
دیا ہر ایک کو گھوڑا او جوڑا

شہنشہ نے براہ بردباری
بساط خاک پر کی زر نثاری

چلا دولہا دلہن کو لیکے دلشاد
بسوی خانہ شاہ نیک بنیاد

کیا آراستہ سب شہر و بازار
گلی کوچے ہوئے سب رشک گلزار

برات آئی سر بازار جس دم
تماشائی ہوئے دلشاد و خرم

در افشان شاہ گل افشان رعایا
زمین نے مرتبہ گردون کا پایا

ہوئے دولہا دلہن داخل مکان مین
گل و بلبل خوش آئے بوستان مین

ہوئے دولہا دلہن جب ایک جا بار
ہوا ایوان شاہی ہشت گلزار

خوشی کا گرچہ سامان سب ہے
جدائی ماں سے بیٹی کی غضب ہے

ملین سب بیٹیان رو کر پدر سے
نکلنا ہو گیا دشوار گھر سے

جدائی تین یہان ہے وصل حاصل
پھر رونا ہے دلا ہنسنے مین داخل

ہوئی رخصت ادھر چارون برادر
ہوئی اسوار سیتا پالکی پر

قدم پر شہ کے رکھا فرق منت
کیا شاہنشہ عالم کو رخصت

ہزارون فیل با زین عماری
جو تھے ہمراہیان زیب سواری

ہزارون تھے دیے با کوشش زر
در و یاقوت کی تھی جسمین جھالر

ہزارون قاقم و سنجاب کے تھان
حریر و پرنیان بے حد امکان

ہزارون گاو مادہ شیر پرور
جنھون کے شیر سے شرمندہ شکر

شہنشاہ جہان نے وقت رخصت
کیے لاکھون ہی ان تقسیم خلعت

ز نور بخشش خاقان سے بے میل
ہوا ہر اک پیادہ صاحب فیل

لٹایا گنج و گوہر شہ نے و نزرات
گہر افشانی سے نیسان کو کیا مات

اودھ کے جب قریب آئے شہنشاہ
ہوئے سب ساکنان شہر آگاہ

تماشے کو ہوئی خلقت روانہ
سوئے بازار آئے چابکانہ

نگاہ رام تھی ہر مرد و زن پر
گل افشان تھے دولہا اور دلہن پر

غرض اسطرح سے خاقان عالم
ہوا داخل مکان مین شاد و خرم

ہوئین سب مادران رام دلشاد
ہوئے خوش میہمان نیک بنیاد

ہوئی جب شہ کو مہمانان سے رخصت
جنک کو سب شہ نے رخصت

## شروع اجودھیا کانڈ راجہ دسرت کا راجہ رامچندر کیواسطے خلافت اودھ تجویز فرمانا اور بوجہ رانی کیکئی کے بن باس ہونا راجہ رامچندر کا

شعبدہ ہی عجب یہ پیر گردون
کہ ہر دم اسکی ہے صورت دگرگون

اگرچہ پیر ہے لیکن ہے بے پیر
ہمیشہ منقلب ہے اسکی تدبیر

ہر اک کے عشق مین ہے رخنہ انداز
میان ہر بشر ہے فتنہ پرداز

یہ وہ زنبور ہے چرخ ستم کیش
کہ پہلے نوش دے پیچھے ہے جو نیش

بشاشت تھی اودھ مین روز افزون
خوشی تھی چار سوئے ربع مسکون

کف افسوس ملتا تھا ستمگر
برائے تفرقہ تھا حیلہ پرور

خوشی ہو رام سیتا نے اک روز
مکان پاک مین بیٹھے رونق افروز

جفا پیشہ ستمگر فتنہ خو ہے
برائے رنج ہر کس حیلہ جو ہے

کسی کا خوش نہین آتا اسے عیش
برائے جنگ پھرتا ہے لیے جیش

سدا اس سنگدل کا ہے یہ شیوہ
کہ پتھر مارتا ہے دیکھ میوہ

کرون اب تمکو اس مفہوم سے آگاہ
کہ جب سے رام سیتا کا ہوا بیاہ

بہر رو عیش و راحت دمبدم تھا
اودھ مین تھی خوشی گردون کو غم تھا

قضارا ایکدن وہ پا گیا گھات
بگاڑی ایک دم مین سب بنی بات

پے دیدار رو رام و سیتا
قدم رنجہ کیا نارد نے آ ہی

سرود و عیش کا لب پر ترانہ
پرستش کی قدم کو ہوئے شاہ
تسلی کی کیا نارد کو رخصت
نہ کیونکر ہو وہان ہنگامہ برپا
شہنشاہ اودھ تھا بیٹے اکرونز
پئے آرایش تاج زرافشان
خزان دیکھی بہار زندگی مین
کہا دل مین کہ آیا دور پیری
کرین آرام اب ودھر مین بانہ شاہی
بجالایا قدمبوسی کے آداب
کہا مطلب سے پہ اعنے شاہ ہو کر
کیا جب پیروانا نے یہ ارشاد
سو ہنت خانسامان کو بلایا
مہیا سب کیا سامان شاہی
ہر اک دریا کے آب پاک آئے
ہوئی ظاہر اودھ مین جب خبر یہ
حریم بادشاہی مین ہوئی دھوم
خوشی کا تھا یہان سامان سارا
بصد منت بلایا سرسوتی کو
کہ پھر گشتن دیوان اعظم
قوی ہون دیو جن شاہ ملک پر
پھر ہو وایسی قدرت آشکارا
سنا جب سارما نے یہ فسانہ
کنیز اک کیکئی کی منتھرا نام
جو دیکھا یہ اودھ مین جلوۂ عیش
کہا یون کیکئی سے باغم و آہ
محبت پہ ہی نازان شہ کی ناحق

میان عاشقان حق یگانہ
بنہگی اسکو بخشی خدا نے ایزاد
لگے سیتا سے کہنے خود بدولت
گزر نارد کا ہونا گاہ جس جا
سر پر زر فشان پر رونق افروز
کیا آئینہ پیش روے تابان
امان دیکھی خدا کی بندگی مین
نہین زیبا ہے اب تاج امیری
کرون صحرا مین اب یاد آلہی
ولی مرشد کیا خدمت سو شاد آ
کہ ہے تجویز شاہنشاہ بہتر
ہو شاہنشہ آفاق دلشاد
اسے مرکوز باطن سب جتایا
کیا آراستہ ایوان شاہی
گل و برگ درختان سب منگائے
ہوی دل شاد وخرم سب کہ دہ
ہوئی خوش بانوے فرخندہ مقسوم
کیا کچھ غیب سے اور آشکارا
کہا حال اودھ سب حق سے رو
لیا ہے رام نے اوتار آدم
شہ جن سعند آرا ہو فلک پہ
خلافت رام کو ہونا گوارا
ہوئی سو بطے وہ پیلی وا
نلس تھی عقل و دانش ہو ناکام
حضور کیکئی آئی بصد طیش
کہ کیا غافل تو ہوی انوے شاہ
یہ تیرا ہے خیال خام مطلق

جو دیکھا رام نے نارد منی آئے
مدارا سے بہت پیش آئے جب رام
کہ ہو الفیا وعدہ مجکو منظور
جہان ہو تفرقہ بیٹھے بٹھائے
مرصع سر پہ زیبا تاج زرین
نگاہ شہ پڑی کا کل پہ اکبار
نظر موے سفید آئے جو شہ کو
مناسب ہے کہ اب ہے دبدبہ داب
غرض یہ مشورہ ٹھہرا کہ ناگاہ
کیا در پیش اپنا مقصد دل
زہے طالع ہو ساعت زہی بخت
بشسٹ تا مورکو لیکے ہمراہ
غرض سنکر شہ عالم کا ارشاد
کہا جو کچھ بشسٹ نامور نے
کیا اسباب عشرت جملہ حاضر
امیران جہان از خاص تا عام
ہو ئین چشم فلک پر خون حسد سے
اودھ مین دیکھ کر شادی کا سامان
کہ اے نطق زبان ہر کہ و مہ
ارے دنیا مین گروہ بادشاہی
نہین بیا کوئی تیرے سوا ہے
اودھ سے آج صحرا کو وان ہو
ہوئی جا کر وہا پر حیلہ انگیز
کیا نطق زبان کو اسکے اغوا
سراپا تن پہ دشمن آتش خشم
بہت سر کو شاد نے نکھرے کیا
بظاہر تجھ پہ عاشق ہے شہنشاہ

سراپا جھکے با تعظیم لائے
کہا نارد نے تب برھما کا پیغام
کرو ان دیوان بد کو دہر سے دور
یہ ضرب المثل ہے نارد منی آئے
عیان چہرہ سے نور بادہ پر بین
سفید آئے نظر بال اسمین دو چار
زوال شب ہوا معلوم ہم کو
یہ تاج و تخت بخشون رام کو سب
حضور پیروانا دل گیا شاد
بہت شادان ہو وہ پیش کامل
کہ جسدم رام بیٹھین بر سر تخت
سوی دولتسرا آیا شہنشاد
سو ہنت نامور نے باد دل شاد
کیا حاضر وزیر پر ہنر نے
ہوئے ارباب فرحت جملہ حاضر
سب آئے دیکھنے حال خستہ رام
نہ بادہ آیا وہ اپنے فعل بد سے
ہو خیل ملائک دل مین حیران
دل روشن پہ تیرے ہو عیان یہ
پڑے ہے خیل ملائک مین تباہی
فقط تیرا ہی مین اب آسرا ہے
ترا احسان ہو ہمکو امان ہو
بنا با کوئی دشمن اس جگہ تیز
وہ نکلی شہر مین بہر تماشا
دوان مانند دریا چشمہ چشم
خلافت ہے بنام رام منظور
ولے باطن مین کچھ نسلاکی ہے چال

یہ کوشلیا کا ہی سب مکر و فن
یہ سنکر کیکئی ہوئی غضبناک

ہوے دل کے مرے آئین سب مطالب
تو ہی بدباطن ہے بدکار و بدذات

کوئی ہو بادشہ کیا مجکو مطلب
کہا مین نے براہِ خیر خواہی

مجھے مطلب نہین ہی کچھ کسی سے
زمانے مین یہ روشن ہی بھی پھر

زبانِ چرب سے جب کی یہ تقریر
کیے ہین شہ نے جو دو عہد محکم

کیا یون کیکئی کو جب کہ اغوا
کیے غم سے پریشان شکلِ بال

پریشان حال دیکھا کیکئی کا
نہ تھی بیتابیِ معشوق منظور

ہوا آشفتہ خاطر دیکھکر شاہ
ہوا پیدا جہان مین کون سرکش

زر و سے شکر بولی کیکئی تب
نہین ہی آپ سے کچھ مجکو امید

بجالاؤن اُسے بااِس والعین
یہ سنکر کیکئی با دیدہ تر

بھرت کو سلطنت کا دیجیے کام
ہوا چہرہ غمِ اندوہ سے زرد

نہین قابل سفر کے ہین ابھی رام
کہا اُسنے کہ اے شاہِ زمانہ

بھرت سے آپکو کیا دشمنی ہے
کیا ہر چند دسرت نے بہانہ

دلِ مردان ہی ٹکڑے مکرِ زن سے
کہ بیشک سوت کی ہو سوت دشمن

کہ کیا سچی ہی تو اے شوخ و بیباک
بھرت اور رام ہین یکجان دو قالب

تعصب تو نے نکالی مُنہ سے یہ بات
نہین لونڈی سے ہی ہونگی مین اب

مبارک رام کو ہو بادشاہی
خوشی اپنی ہو مالک کی خوشی سے

کہ دشمن ہو برادر کا برادر
ہوئی تب کیکئی آزردہ و دلگیر

کہو تم شہ سے اے غیب شاد و خرم
ہوا برگشتہ دل جو کیکئی کا

بچھایا مکر و فن کا خاک پر جال
ہوا دلگیر شاہِ عالم آرا

نہ کرتا تھا کبھی نزدیک سے دور
سر بالین پر دین پر گیا ماہ

ستایا تجھکو کسنے اے پریوش
کیا تمنے مرا کہنا سدا سب

نہین کھلتا ہی مجھپر آپ کا بھید
دلِ بیتاب کو بخشو ذرا چین

ہوئی حاضر حضورِ شاہ اٹھکر
بیابان مین رہین چودہ برس رام

کہا یون کیکئی سے بادمِ سرد
قیامت تک رہیگا بد ترا نام

نہین شاہون کو زیبا ہے بہانہ
جو الفت رام کی دلپر بڑھی ہے

ولیکن کیکئی نے کچھ نہ مانا
خدا دیوے امان عورت کے فن سے

خلافت کا اگر ہو رام کو تاج
اگر ہو رام کو تاجِ خلافت

نہو ہمین کبھی ہرگز جدائی
لگانا فقط آنے یا صفائی

ولے ہو مین کنیزِ بانوے شاہ
نہین خواہش مجھے کچھ سیم و زر کی

ولے کیا کیجیے اب اسکا چارا
خصوصاً جبکہ ہووے بادشاہی

نہو دلگیر تب بولی یہ نادان
سحر گہ رام ہون صحرا کو راہی

عروس پیرہن تن سے کیا چاک
بوقتِ شب ہوا شاہ نکو روز

یہ اُسکے عشق مین دیوانہ تھا شاہ
جو فرشِ گُل پہ کرتی تھی سدا خواب

کہا ایجانِ شاہِ عالم آرا
خلافت سے کرون کس شہ کو اخراج

کیے تھے پیشتر دو مجھسے اقرار
کہا دسرت نے ایجانِ شہنشاہ

قسم ہی رام کی گر جان مانگو
کہا مین شاہ سے وہ مجکو مطلب

یہ سنکر ہو گیا بیہوش دسرت
بھرت کو تاج دو دل کی راحت دل

مناسب ہے کہ اِس سے در گزر ہو
نہین ہی جھوٹ شاہونکو سزاوار

وہ بولی تلخ یون شہ سے ستمگر
ہو خاقان زمین چپ شاہ خاموش

تو ہی مشہور تو نکا مگر دنیز ننگ
ترا فرزند ہو رونی کو محتاج

بھرت کو ہے نہ ہے فخر و سعادت
اگر ہو یکطرف ساری خدائی

بھلائی مین ہوئی حاصل برائی
کیا راہِ نمک خواری سے آگاہ

خطا کی مین نے گر تمکو خبر کی
برائی ہے تمھاری ناگوارا

مقرر ہو برادر پہ تب ہی
کہ ہو تدبیر اِس مشکل کی آسان

بھرت کو دیجیے دیہیم شاہی
ہوئی آشفتہ غلطان برسرِ خاک

محل مین کیکئی کے رونق افروز
کہ تھی وہ شمع و پروانہ تھا شاہ

اُسے دیکھا نہین پر درتب تاب
ہوا کیا رنج دل پر آشکارا

کرون کس ہینوا کو صاحبِ تاج
کیے تمنے وفا اب تک نہ زنہار

کرو مطلب سے اپنے مجکو آگاہ
تو حاضر ہے نہین افسوس مجھکو

وفاے عہد ہے شاہونکو انسب
گرا سر سے زمین پر تاجِ دولت

جدائی رام کی لیکن ہے مشکل
غضب ہی گر جدا لختِ جگر ہو

نہین اقرار مین واجب ہی انکار
نمک چھڑکا لبِ زخمِ جگر پر

رہا مطلق نہ تاج و تخت کا ہوش
کیے برباد لاکھون تاج و اورنگ

ہوہنت آیا بوقتِ صبح اُس جا
کہا تم رام کو لاؤ شتابی
کہا اے صاحبِ تکوین و ایجاد
پدر کے سامنے آئے شتابان
زمین پر اسطرح تھا شاہ کا حال
جو ہو تقصیر میری وہ عطا ہو
وہی ہے نیک لڑکا اس سرا مین
سُنی جب رام کی شیرین یہ تقریر
ز بس غم سے نہ تھا یارئ گفتار
کیے تھے شاہ نے وہ مجھ سے اقرار
کہا شاہِ دو عالم نے زہے بخت

جو یہ حالِ پریشان شہ کا دیکھا
پھر آکر پوچھنا حالِ خرابی
شہنشہ نے کہا ہے آپکو یاد
زبس حالِ پدر دیکھا پریشان
ہُما غلطان ہے گویا بے پر و بال
بجا لاؤن جو صاحب کی رضا ہو
بیٹا ہے در پدر کی جو رضا مین
اُٹھا رہے ز مین سے شاہ دلگیر
رہا مانند نرگس محو دیدار
وفا مین اُنکے اب ہے فدا اِنکا
مبارک ہو بھرت کو افسر تخت

کہا رو رو ادب سے اے شہنشاہ
وزیر نامور یہ سُنکے گفتار
اُٹھے یہ سُنکے شاد ان شاہ کونین
زمین پر مضطرب ہے شکلِ ماہی
کہا تب رام نے با اشکباری
نہیں درکار مجھکو افسر تخت
خدا دل شاد ہو ایسے پسر سے
جو آیا دیکھنے سے رام کے ہوش
کہا تب رام سے ماں نے یہ مضمون
اگر دنیا مین چاہو بول بالا
یہ کہکر شاہ سے رخصت ہوئے رام

ہوا کیا آپ کا یہ حالِ ناگاہ
حضورِ رام آیا با دل زار
کیا حکمِ پدر بالا اِس و الکین
کہین کلغی کہین ہے تاج شاہی
کہ ہے کس واسطے یہ سوگواری
رضا نے والدین ہے حاصلِ بخت
نہ ہو جو منحرف حکمِ پدر سے
ہوا با گریہ و زاری ہم آغوش
بھرت سے مجکو تم پیارے ہو افزون
بجا لاؤ قرارِ شاہ والا
پڑا دو لقمۂ غم مین گھرام

## رخصت ہونا راجہ رامچندر اور لچھمن جی و جانکی جی کا طرف جنگل کے اور جان بلب ہونا راجہ دسرت کا



ہوئے ماں سے رخصت رام جا کر
ہوئی بیتاب سیتا سُنکے یہ حال
بہت رو رو گلے مِل ملکے مادر
پریشان صورتِ سنبل کیے بال
ز شاقِ ہجر کی بس فرقتِ رام
ہو جینا اُسے بے رام مشکل
زمین پر جان گری بے صبر آرام
نہ لائی تاب ہجر گلِ عنادل

فراق رام کب ہو اسکو منظور
ہوئی پابوس خوشدامن وہ بے
بیابان میں نہیں عورت کا ہے کام
کہا سیتا نے اے خوشدامن پاک
رہا کب دامن شوہر ہو زن سے
خبر سیتا کی سُنکے شاہ دسرت
کہا سیتا نے خار کلفت دشت
وہ نکلے اسطرح دونون وطن سے
ازل سے تھے جو باہم شیر و شکر
مجھے بھی حکم ہوا ای صاحب گنج
سلف سے عالمون نے ای خرد و
یہ پیش رام آئے شاد لچھمن
دکھا کر چار دن بن کا تماشا
ہوئے جب رام کے در پے جزو کل
پڑا شہر اودھ میں شور و شیون
رواق و طاق منظر کا اُڑا رنگ
مکان شاہ کے ہر طاق و منظر
کیا غم سے سحر نے پیرہن چاک
نہ کھولی آنکھ ایسی شہر نے کی نیند
فزون تھی ہر گھڑی وسو و غم و آہ
اودھ میں زاغ نالان نہیں بلبل
ہوئی پیدا اگر کو بدشگونی
تشفی رام نے کی سب کی اُسجا
اودھ میں تم رہو با شادمانی
نہ دکھلائے خدا رنج غریبی
فراق رام کی تھی کب انہیں تاب
مری فرقت اُنھیں ہے ناگوارا

غضب ہے شمع سے پروانہ ہو دور
ہوئی رخصت کی خواہان ہو نکے سب سے
نکہ یہ بار ناحق ننگ اور نام
نہوں جانے سے میرے آپ غمناک
کہین سایہ جدا ہوتا ہے تن سے
ہو دلمیں بہت بیتاب و طاقت
مجھے ہو رام کے ہمراہ گلگشت
کہ رخصت ہون گل و بلبل چمن سے
ہوا آداب وفائے عہد ناچار
نہ کچھ رام کو تارا دمین رنج
کہا ہے قوت بازو مرا اور
ہوئے اک جا پہ باہم جلوہ افگن
اودھ میں پھیر لانا با دلاسا
برنگ خار پکڑا دامن گل
چلے ہمراہ گریان مرد اور زن
ہوا غم سے مشابہ سینہ سنگ
ہے گریہ تھے بشکل دیدۂ تر
اڑائی سر پہ اپنے شام نے خاک
یکایک جبکہ چھوٹے دونون فرزند
ہے لخت جگر اشکو نکے ہمراہ
اگر کانٹے یہان پھولوں وہان گل
دکھائی نیک بختی نے زبونی
کہا ہر ایک سے دیکر دلاسا
کرو عیش و طرب سے زندگانی
کہ ہے رہنا وطن کا خوش نصیبی
رہی غم سے پریشان ہجر و خواب
وہاں کی ... آشکارا

رہا پھر آئی پیش مادر رام
ہوئی دلگیر خوشدامن پہ سُنکر
رہو تم پاس میرے با دل شاد
نہیں بہتر ہے اس سے کوئی دولت
نہیں دلکو مرے ہے تاب فرقت
بُلایا جانکی کو با غم و آہ
شہنشہ نے زبس غم سے ملے ہاتھ
ہوا لچھمن پہ جب یہ آشکارا
ہوئے پیش پدر حاضر ادب سے
برادر کی یہی ہے نیک بختی
غرض لچھمن ہوئے یہ کہہ کے رخصت
کہا شہ نے سمنت پُرخرد سے
وہ لایا رتھ بحکم شاہ دوران
جدا جسدم ہوئے وہ غیرت باغ
اودھ میں یہ ہوا رونیکا سیلاب
زبس تھے غمسے گریان سقف و دیوار
ہزارون چشم سے روتا تھا دریا
جہان گریان تھا سب آہ و فغان سے
زمین شہر تھا اسطرح بیتاب
لہو تھا ہر بن مژگان سے جاری
چلے جسدم اودھ سے رام و لچھمن
ہوئے جب جا بہ دار در رام جا کر
سو خانہ ہو تم سب رونق افزا
سفر میں رنج ہے اندوہ و غم ہے
شہ کونین نے کی جب یہ تقریر
بچشم لطف دیکھا رام نے جب
ہوئے غافل جوان ہر دو کہ دیک

پریشان ہو گئے زلف عنبرین فام
کہا ای راحت دل ہائے مضطر
رہے تا خانمان شاہ آباد
کرے عورت جو شوہر کی اطاعت
عطا کر خوشدلی سے مجھکو رخصت
کہا سب اُس سے رنج و محنت راہ
ہوئی سیتا نکلکر رام کے ساتھ
ہوا جب رام رہنا ناگوارا
کیا معروض شاہ جان بلب سے
رہے پیش برادر وقت سختی
ہوئے بے نور ہر دو چشم دسرت
کہ تو آگاہ ہے سب نیک و بد سے
چڑھا کر لیچلا سوئے بیابان
دل دسرت نے کھایا آہ کیا داغ
ہوئے ہر جا لبالب نہر و تالاب
نظر آتے تھے روزن چشم خونبار
حباب اُسکے ہوئے دیدے سراپا
فرشتے کلفتان تھے آسمان سے
کہ ہو جسطرح سے آتش پہ سیماب
لپیٹ آنکھونکو آئی اشکباری
گرا لنکا میں سر سے تاج راون
ہوئے شب باش ہر دو زن وہا پر
نہو وحشت صحبت میں غم اندوز
وطن کا چھوٹنا یارو ستم ہے
ہوئے پیر و جوان سب سُنکے دلگیر
مری فرقت میں نالان خلق ہے سب
نقاط لفظ شب جب دو ہو گئے حکم

وہاں سے تب سومنت رام لچھمن
ہوئے سو بیابان جلوہ افگن
قریب ہیر کو پہونچے شتابی
یہان قت سحر آئی خرابی

ہوئے سب عاشقانِ رام بیتاب
ہوئے سب نشۂ غفلت سی ہشیار
نہ پایا کچھ نشانِ رام و لچھمن
دل و جان سے نظر آتے تھے تن من

دوان صحرا میں تھے یوں باولِ زار
پھرائے مہرہ ہیکل جس طرح مار
بیابان میں تھے یوں ہر سمت پویان
پیاسا جسطرح ہو آب جویان

تڑپتا تھا کوئی صحرا میں غمناک
مثالِ ماہیِ دریا بسر خاک
فراقِ سرو میں کوئی لب جو
برنگِ فاختہ کرتا تھا کوکو

تلاشِ گل میں گریان شکلِ بلبل
میانِ دشت کرتا تھا کوئی غل
نہ آئے جب نظر وہ غیرتِ گل
ہوئے آوارہ شکلِ نکہتِ گل

خراب و خستہ و غمگین و مضطر
پھرے سو ادھر با دیدۂ تر
ہوئے داخل ادھر میں باولِ زار
لگے وعدہ کرنے زیست ناچار

## آنا نکھاد مردم صحرائی کا راجہ رامچندر کے پاس اور راہ بتانا جنگل کا اور رخصت کرنا سومنت وزیر کو اور پہونچنا راجہ رامچندر کا ساتھ اسکے تیرکوٹ پر

نکھاد اک مردم صحرا نشین تھا
ہمیشہ دشت میں مسکن گزین تھا
میانِ وحشیان بستا تھا دلشاد
بسر کرتا تھا دل میں رام کی یاد

خبر پائی کسی سے بہر گلگشت
ادھر سے رام آئے جانب دشت
بلا کر اپنے سب خویش و برادر
ہوا پابوس شہ کا مثلِ اختر

ادب سے وہ جو پیشِ رام آیا
قرین تسلیم سے اسکو بٹھایا
نہ دیکھا تھا جو ساری زندگی میں
کیا حاصل وہ تھوڑی بندگی میں

عنایت کو ہیں نے پایا جو بسیار
ہوئے دل شادمان صد فزون تر
سومنتِ نیک باطن سے کہا تب
کہ ان دلکو تمہارا رنج ہے اب

زیادہ اب ضعیفی جب ہی تکلیف
سوئے شہرِ اودھ لیجا و تشریف
اگر باقی رہیگی جان تن میں
تو پھر دیکھینگے ہم تمکو وطن میں

سو سنکے نامور یہ نیک گفتار
ہوا با دیدۂ غمدیدہ خونبار
ہوا رنگ بدن سے غم دگرگون
بنے موئے بدن فوارۂ خون

کہا اوس نے کہ اے محبوب عالم
تو ہی ہے دہر میں مطلوب عالم
اودھ آباد ہے تیرے قدم سے
حیاتِ بادشہ ہے تیرے دم سے

سعادت ہے تمہیں اب دستگیری
کہ ہے بیٹا عصائے عہد پیری
جدائی نا مناسب ہے پدر سے
فراقِ جان قیامت ہے جگر سے

یہی ارشادِ شاہِ عالم آرا
دکھا کر چار دن سیر و تماشا
بیابان سے اودھ کو پھیر لانا
نہ ہونے پائیں رام آگے روانہ

کہا تب رام نے اے دانش آرا
نہیں حکمِ پدر سے مجکو چارا
بجا لاؤں پدر کا گر نہ احکام
نہ ہوں تا عاقبت دنیا میں بدنام

ہے جان تن میں یا باہر ہو تن سے
نہیں باہر ہو نہیں شہ کے سخن سے
غرض دیگر تسلی لاکھ جان سے
کیا دستور کو رخصت وہاں سے

چلا وہ دشت سے اس طرح رو کر
چلے جسطرح کوئی مال کھو کر
بشکلِ خاکسارا اس طرف رام
سوئے لنکا ہوئے راہی سبک گام

خوش آئی رام کو جو خاکساری
ملی سارے بدن میں خاکساری
رخِ انور زیادہ تر ہوا صاف
کہ آئینہ ہو خاکستر سے شفاف

کیے سنبل صفت ژولیدہ گیسو
نہ رکھا جوگ میں فرق اک سر مو
لباسِ زر دتن پر زعفران رنگ
بشکلِ زاہدان پہونچے لبِ گنگ

لبِ گنگا جو پہونچے رام و لچھمن
لگے جنگ و جدل کرنے برہمن
کوئی کہتا تھا شاہِ عالم آرا
دعا گو ہوں نہیں مدت سے تمہارا

کوئی کہتا تھا آئیں آپ اس جا
برہمن ہوں تمہارے خاندان کا
غرض سب جمع کر لیجا برہمن
نہائے شاد و خندان رام لچھمن

بہت بخشے سبھوں کو لعل و گوہر
ہوا خجل برہمن شاد و خوشتر
ہوئی فرصت جو انکو زر کشی سے
کسی کے ہاتھ پکڑے تھے کسی نے

طلب کی کشتیِ افلاک پایا
ولے ملاح کامل فن نہ لایا
کہا ایسے قدم سے مجکو دو دم
اڑے چھونے سے جسکے مثلِ فا تم

زبان جب مدعا اسمین کیا ہو
ارادہ اسطرف ہی گر تمہارا
محبت سے کہے اُسنے سخن جب
یہ سُنکر شادمان ملاح آیا

ستم ہی گر مری کشتی ہوا ہو
قدم دھونے کا ہو مجکو اشارا
کہا دریا دلی سے رام نے تب
بظرفِ چوب آب پاک لایا

اِسی کشتی سے ہی بیڑا گزارا
قدم کا امتحان جبتک نہوگا
خوش آئی مجھکو تیری آشنائی
قدم دھوئے صفا کی راہ کی خاک

نہین ہی اور روزی کا سہارا
نہین ممکن اُترنا اسطرف کا
وہی کرجسمین حامل ہو صفائی
ہو اسب خاندان ملاح کا پاک

## اُتارا جیہ راجچندر کا واسطے عبور دریا گنگ کے اور پیر دُھونا ملاح کا بنظر تفاخر کے



چڑھایا رام کو کشتی پہ دلشاد
بشکل کشتی فرخندہ منزل
وہان سیتا نے کی گنگا کی تعظیم
تجھی سے ہر بشر کی آبرو ہے
پرستش مین کرونگی ویسے تیری
بفتح و شادمانی رام و لچھمن
ہوا رہبر نکھاد نیک باطن
خرامان مثل کبکِ کوہساری
غبارِ پا جو بالا سے ہوا تھا
جو رکھا پا سے نازک سنگ رہ پر
عجب دریا عجائب چشمہ تر
یہی ہی دہر مین دریائے اعظم
بھردواج ایک عابد تھا وہان پایا
ہوئی عابد کو از بس شادمانی
خرام ناز سے دونون برادر

ہوئی کشتی روانہ صورتِ باد
بہنگ موج پہونچی سوے ساحل
پرستش کی بہت اور کی تکریم
گناہونکی تجھی سے شستشو ہی
دعا مقبول کر توجہ سے میری
او دھ کو پھر کرینگے رشک گلشن
عجب ہادی عجب راہ عجب دن
بشکلِ صورتِ بادِ بہاری
بچشم پیر گردون توتیا تھا
ہوا وہ غیرتِ برگِ گلِ تر
برنگِ آب حیوان روح پرور
بجھاتا ہی یہی نارِ جہنم
نہان عالم سے مثلِ ذرہ ہاکم
مدارا کی برسمِ میہمانی
شکستہ ہو پہونچے دریا جمن پر

ہوئے گلریز گردون سے بہشتی
بیانِ ریگ اُتری رام و لچھمن
ثنا خوان یون ہوئی وہ لب بلب
بخیر و عافیت گر دیکھکر بن
میانِ آب سے آئی یہ آواز
یہ سنکر رام و لچھمن اور سیتا
وہان بھی تمھین تھی سیتا کی یون شان
بڑا جس خار پر پائے نگارین
مگر تھی خاک کیا اکسیر ثانی
غرض طے کر گئے یونہین چند منزل
عیان ہی نام تربینی اسی سے
نہائے اسجگہ دونون برادر
گئے دونون برادر اسجگہ شاد
ہوا جب نیر افلاک روشن
گیا رخصت وہان سے ہنا کو

ہوئی پھولون سے مالامال کشتی
ہوئی ذرے سے فروغ پاسے روشن
کہ تجھ سے گلشن عالم ہے شاداب
پھرون سو اودھ بارام و لچھمن
کہ خاطر جمع رکھ اے مایہ ناز
ہوئے گنگا سے رخصت خوش ہم
کہ دو بت مین تھی گویا کہ اک جان
ہوا وہ مثلِ گل شاداب و رنگین
کہ ہر ذرے مین تھا سونیکا پانی
ہوئے دریائے تربینی پہ داخل
بہم گنگ و جمن مین ہم رشتی ہے
دیا زنار بندون کو بہت زر
گیا ویرانہ در ویش آباد
ہوئے عابد سے رخصت رام و لچھمن
ہوا مدسے فزون غم پیشوا کو

کہا اُسنے بہت رنج و الم سے / جُدائی ہو ستم ایسے قدم سے
نظر آئے جو دونوں سروِ شمشاد / ہُوا عابد غمِ دُنیا سے آزاد
ہوا دیدار سے دلشاد و درویش / بہ شیرین محبت اُسنے کیے پیش
گُل و لالہ سے ہے وہ کوہ معمور / بنامِ چترکوٹ عالم مین مشہور
وہ بحرِ گنگ کا ہے چشمہ صاف / نظیرِ گنگ ہین سب اُسکے اوصاف
لبِ دریا مکانِ عابدان ہین / شکار و سبزہ و گُل بس وہان ہین
صبا کیطرح پہونچے شاہِ والا / قریبِ چترکوٹ کوہِ بالا
گُلِ سوسن کی ہی اسطرح ہی شان / کہ تھی اک نیلم و یاقوت کی کان
ہر اک جا چشمہ شیرین تھے جاری / روان تھی ہر طرف بادِ بہاری
کہین بیٹھے تھے باہم لالہ و گُل / کہین تھا شاخِ گُل پر شورِ بلبل
کہین نرگس تماشا دیکھتی تھی / گُل و بُلبل کا جلسہ دیکھتی تھی
ہوئے تازہ سے صحرا تھا گلشن / عیان تھی ہر طرف پھولونکی خرمن
شمیمِ گُل جو جاتی تھی ہوا پر / دماغِ آسمان تھا عطر پرور
ہو مقدم سے صحنِ کوہ گلزار / کھلے مانندِ گلشن ہر خس و خار
ہو گلزار صحرا اسکے [illegible] / پڑا چشمِ خزان مین خار افسوس

گئے رام اسطرف نزدیک چالاک / حضورِ بالمیکِ عابدِ پاک
شتابی اُٹھکے باتعظیم لایا / مکانِ پاک مین اُنکو بٹھایا
کہا عابد نے شاہِ دوجہان سے / بہت نزدیک ہی کوہ اک یہان سے
روان ہے ایک تہِ کوہ دریا / جہانمین نام مندا کن ہے اسکا
رہو اُس کوہ پر تم جاکے دلشاد / کرو پا سے زمینِ کوہ آباد
ہوئے عابد سے خوش دونون برادر / چلے اُسجا سے بار خسار انور
کہین کیا ہم دلا کیفیتِ کوہ / کہ گلشن سے فزون تھی نزہتِ کوہ
عجب شبنم سے پر وہ سبزۂ تر / زمرد سے اُدھر تر تھے منقطر
کہین طاؤس رقصان تھے بصد ناز / کہین تھی بُلبُل و قمری کی آواز
کہین گاتی تھی طوطی نغمۂ تر / خرامان تھے کہین کبکِ شکستر
کسی جا جھومتے تھے بادۂ شاد / مثالِ بادہ خواران سرو شمشاد
کہین نسرین تھا سنبل سے ہم آغوش / شفق ہو شام سے جسطرح ہمدوش
وہان دیکھا جو یون سبزہ کا انبوہ / ہوئے شادان فرح کش بر سرِ کوہ
ہوئی افزون قدم سے رفعتِ کوہ / ہوئی گردون سے بہتر شوکتِ کوہ
یہان کا حال تو چھوڑا مین اسجا / سُنو اب حال تم شاہِ اودھ کا

## پھر آنا سومنت کا رتھ خالی لیکر صحرا سے اودھ مین اور بیان کرنا راجہ دسرت کا حکایت سروَن کی کوشلا سے اور جان دینا فراق مین مہاراجہ رامچندر اور لچھمن جی کے اور آنا بھرت جی کا کیکت یعنی کشمیر سے جہان اُنکا ننہال تھا

سومنتِ غمزدہ گریان گریان / بصد غم کیکے طے راہِ بیابان
با دمِ گرم با جان و دلِ سرد / بچشمِ سُرخ و بار رخسارۂ زرد
ہوا شاہِ جہان پر جب یہ روشن / سومنت آیا نہ آئے رام و لچھمن
ہر اک ساعت شورش ہر گھڑی تھی / گھر کی ابرِ مژگان سے جھڑی تھی
ہوئی آفت جُدائی جب بسر کی / دعا یاد آئی پھر اُن بے بصر کی
اکدم مین برائے سیر گلگشت / شکار افگن گیا تھا جا بہ دشت
وہان تھا اتفاقاً دختر زاد / نگارِ تیر سے کی اُسنے فریاد
گیا میں اسکی بالین پہ دم نزع / لرزان تھا ابھی ابرِ کرم

گیا سوئے اودھ خلقت سے چھپکر / یہان عاصیانِ روزِ محشر
گیا پیشِ شہنشہ اشک ریزان / مفصل سب کہا حالِ بیابان
فراقِ رام کی طاقت کہان ہے / لبون پر طالبِ نظارہ جان ہے
جرس کیطرح ہر ساعت تھا نالان / دمِ رخصت کی گنتا تھا وہ گھڑیان
بٹھا کر پاس بانوئے کلان کو / کہا حالِ گزشتہ اُس سے رو رو
اُٹھا شورِ آبِ دریا سے قضارا / سمجھکر صید مین نے تیر مارا
مین پہونچون جبتک اُسی نہر زار / ہوا تیرِ قضا کا وہ نشانہ
نظر آیا مجھے درویش کا لال / برنگِ ماہ روشن دیدۂ دل

لب دریا تڑپتا ہے زمین پر
مرے ہان باپ نابینا ہین اے شاہ
جہان مین ہے عیان ہر دن انام
ہوئے وہ تشنہ لب صحرا مین ہمدم
سحر سے آج دونون تشنہ لب ہین
یہ کہکے سوئے جنت قصد سارا
نظر آئے وہ دونون اُن پہ اب
کہا اُنسے ہو لایا ہون پانی
کہا ہین نے کہ تم پانی کرو نوش
یہ سُنتے ہی ہوئے وہ سخت بیتاب
دم آخر کہا یون با دل زار
یہ کہکر وہ گئے راہ عدم کو
یہ کہکر شہ ہوا بیہوش یکبار
جو دیکھا اشنہ کا کوشلیا نے یہ حال
گریبان مثل گل غمسے کیا چاک
کسی کا دم الٹتے ہونٹھ پہ تھا
شب جانا موری نے سنا حال
کرو موقوف اب سب آہ و زاری
ہوا اسطرح ناصح بید دانا
خبر مرگ پدر کی جبکہ پائی
بیابان سے غرض افتان و خیزان
کہان سیتا کہان ہین رام و لچھمن
تجہیز پدر کے تاج اور تخت
سنا اور سنی جب حال سارا
بھرت اور شترہن دیکھے جو دلگیر
سر انجام کفن ہوتے روز و د
جو تھی ہند و نہین رسم و دیت

سراپا شکل بسمل خون مین تر
بزیر نخل بیٹھے ہین سر راہ
اُٹھے بیدار سے تھا اُنکو آرام
بتائے آب آیا مین سوے یم
بہت آغشتہ رنج و تعب ہین
نہ دیکھا کوئی ہین نے اُسکا چارا
مثال ماہی بے آب بیتاب
صدا سے غیر اُن دیوتون نے جانی
کرو رنج بسترل سے فراموش
نہ کی ہرگز انہون نے خواہش آب
غم ہجر پسر سے سخت دشوار
ہوئی اُس فوز سے تشویش ہمکو
فراق رام مین چھوڑا تن زار
گرے شاہ زمین اُٹھ پر کھو لکر بالین
ہوئے غلطان برنگ سبزہ بر خاک
کسی کا نوک مژگان پر جگر تھا
کیا جنت کو شہ باغ و اقبال
کہ ہے بیفائدہ یہ اشکباری
کیا پیش بھرت قاصد روانا
چلے نالان حزین شاہی دونون بھائی
ہوئے داخل اودھ مین اشک ریزان
ہوا اسطرح بیجان شاہ کا تن
اگر گفتہ ہو لیکن کوکب بخت
بھرت نے غم سے پتھر سر پہ مارا
زرو بے بید بولا عابد پیر
کہ ہو شاہ جہان کی روح خوشنود
بنے سب کیا سامان تکفین

حباب آسا کھلی تھی چشم حیرت
اُنھین دونون کا غم بے بہر ہون
سدا رکھتا تھا اُنکو دوش پر مین
مجھے ہے جرم عصیان تو نے مارا
پلا جاکر شتابی اُن کو پانی
بصد اندوہ و درد و جانفشانی
غرض جیسے تھے وہ دونون ضعیفا کیش
کہا تو کون ہے سرون کہان ہے
قضا نے اسکو بھیجا سوے جنت
ہوئے سوئے عدم بے آب ماہی
ہوا جیسے ہمین فرزند کا غم
دکھایا آسمان نے اب وہی دن
لیا بہر آہ نوشہ رام کا نام
حریم بادشاہی مین پڑا غل
کوئی دیوار پر سر مارتا تھا
یہان پیر و جوان سب نوحہ گر تھے
حریم شاہ مین آیا خردمند
کرو صبر و شکیبائی گوارا
حفاظت سے تن بیجان وہ شہ کا
برنگ گل کیے ٹکڑے قبا کے
گئے بالین شہ پر باغم و درد
کہا بہر تماشا سیر و گل گشت
قضا نے آکے گھیرا شہ کو ناگاہ
کہون کیا اس گھڑی کی وہ مصیبت
کہ ناحق ہے یہ شور آہ و زاری
کہا ہمرہ سے آیا انھین تخت
میان چوب صندل پر لپیٹ

مجھے دیکھا کہا اے شاہ دسرت
انھین دونون کا ہین جان جگر ہون
رہا مین اُنکے تھا شام و سحر مین
خبر لے اُنکی اے دسرت خدارا
دم آخر غضب ہے تشنہ جانی
گیا لیکر وہان آہستہ پانی
بہت نزدیک سے پانی کیا پیش
تری آواز سے مجکو عیان ہے
گنہگار آپ کا حاضر ہے دسرت
وہین قالب کو چھوڑا شکل ماہی
یہی ہو حال تیرا شاہ عالم
نہین ہے زندگی اب اپنی ممکن
سوئے باغ جنان پہونچا سبک گام
بچشم خونفشان وزرے جزو کل
کوئی چھاتی پہ پتھر مارتا تھا
بھرت اور شترہن نانا کے گھر تھے
کیا تفہیم سب کو از رہِ پند
نہین ہے موت کا چارہ صبر چارا
بھرت کے آنے تک روغن مین رکھا
پریشان ہو گئے زلف دوتا کے
کہا مادر سے اپنی با دم سرد
گئے ہین رام لچھمن جانب دشت
ہوئے راہی سوئے جنت شہنشاہ
ہوا برپا وہان شور قیامت
کہی اس امر سے بے اختیاری
ہوئے سب گریہ و زاری سے خاموش
جلایا قالب شاد انکو خوب

ہوئے فارغ عزاداری سے جب لوگ
حریمِ شاہ سے باہر ہوا سوگ

بھرت کے پاس آیا عابدِ پیر
لبِ شکر فشان سے کی یہ تقریر

کہ اے نیک اخترِ برجِ سعادت
ہمایون گوہرِ دُرجِ سعادت

تجھے زیبا ہے تخت و تاجِ شاہی
تو ہی شایستۂ شان ہماہی

خوشی سے آج مثلِ مہرِ روشن
سریرِ شاہ پہ ہو جلوہ افگن

رعیت ہے جو مثلِ غنچہ دلتنگ
بہارِ نو سے پھر خندان ہو گلرنگ

کیا جب پیرِ دانا نے یہ ارشاد
بھرت بولے کہ اے پرخندہ بنیاد

یہ تاج و تخت ہے سرمایۂ شر
ہوا اسکی بدولت رایگان گھر

خلافت مین ہوئی یہ برخلافی
غبار آگین ہوئے دلہای صافی

نہین خواہش مجھے افسر کی زنہار
مجھے ہے بندگی رام درکار

تمنا ہے کہ دیکھون مین رخِ رام
نہین ہے دلکو جز دیدار آرام

برادر ہو تبہ سوئے خرابات
کرون مین سلطنت ہیہات ہیہات

بوقتِ صبح کل تو پیشوا ہو
رہِ مقصد مین میرا رہنما ہو

کرون دیدارِ رام و لچھمن
کرون آنکھین غبارِ پا سے روشن

بلا لاؤن انھین رو حلف سے
بٹھاؤن تخت پہ عز و شرف سے

انھین سمجھون بجائے شاہ نامی
کرون شام و سحر انکی غلامی

سوا اسکے نہین کچھ آرزو ہے
اسی کی بندگی مین آبرو ہے

غرض یہ مشورہ اُس دن ٹھہرا
کہ چلیے صبحدم کل سوئے صحرا

ہوئے خرد و کلان یہ سنکے بیکل
بھرت جاتے ہین لینے رام کو کل

کیا اسباب سب نے بہت تیار
رہے شب بھر مثالِ ماہ بیدار

## چلنا بھرت اور سترہن اور بسشٹ منی اور مادران مہاراجہ رامچندر جی کا واسطے لانے مہاراجہ رامچندر کے اور نہ آنا انکا صحرا سے

سحرگہ مہر جب خاور سے نکلا
ہر اک بیتاب اپنے گھر سے نکلا

ہوئے ہمرہ بھرت کے سب روانہ
عزیز و اقربا خویش و یگانہ

سمترا کیکئی اور مادرِ رام
چڑھین کھپال مین مثلِ دُر آرام

بسشٹ پیرِ دانا نیک بنیاد
ہوا اسوار رتھ پہ با دلِ شاد

بھرت اور سترہن با فوج و لشکر
چلے منزل بمنزل سب کو لیکر

جبین سجدہ تھی ہر دم زمین پر
نشانِ سجدہ تھا روشن جبین پر

بیابان مین بھرت سے از رہِ دور
بلا آکر شہنشاہِ جنک پور

بھرت کی بہت تعظیم و تکریم
بہت کی شاہ تھالاپور نے تقسیم

ہوا لشکر نمایان جب لبِ گنگ
نکھادِ پیر سمجھا مکر و نیرنگ

ہوا نادانی سے دلمین اپنے بدظن
بھرت ہے رام کا سو جان دشمن

زبردستی لیا چھین افسر و تخت
نکالا رام کو بے توشہ و رخت

اب آیا اس ارادے پر ستمگار
کرون دونون برادر کو گرفتار

بلاکر اپنا لشکر بر لبِ گنگ
کہا اے صف شکنانِ بیشۂ جنگ

کرو کوشش اب اے یارانِ جانی
کہ ہے امروز وقتِ جانفشانی

بھرت ہے رام اور لچھمن کا دشمن
اسی کی فوج ہے یہ شور افگن

برائے رام میدان مین سرِ جنگ
ملے جنت مجھے جو ساحلِ گنگ

سنا لشکر نے جب یہ حکم سردار
سنبھالے اپنے سب نے ہتھیار

میانِ فوج جو پیر و جوان تھے
جری مانند شیرِ نیستان تھے

ہوئے تو آن برنگِ شیرِ بر سو
کمانین سب نے کین خم مثلِ ابرو

کیا حملہ سبھون نے ہر طرف سے
بڑھا اک ایک اپنی اپنی صف سے

جو تھے سب سرکش و بازور سرہنگ
سرِ میدان ہوئے آمادۂ جنگ

گئے فوجِ بھرت کے جبکہ نزدیک
کہ اتنے مین ہوئی بائین طرف چھینک

کہا اک پیرِ دانا نے یہ بڑھکر
شگونِ عطسہ جب ہی نکوتر

یقین ہے ہم پھرین فتح و ظفر سے
پیامِ آشتی آوے ادھر سے

نہین لازم ہے سبقت در رہِ جنگ
کہ ہے اس جنگ مین کچھ صلح کا رنگ

قرینے مین نئے اُن لوگونکے جانے
بھرت جاتے ہین بھائی کو منانے

نکھادِ رہنما بولا کہ اے پیر
بجا کہتا ہے تو جب ہے تاخیر

کرو یارو نہ اتنی اضطرابی
خبر لاؤن مین لشکر سے شتابی

محبت دشمنی چھپتی نہیں ہے
اگر دیکھو نگا کچھ بھی عیب میں تو بر
کیا آگے بھرت کے جبکہ ڑھ کر
بھرت اُس سے ہوئے رکھ اسدم ہم آغوش
اُٹھایا دستِ شفقت سی بھرت کے
ہوا رہبر بہت دلشاد و مسرور
اُتر کر گنگ سے دونون برادر
بہار نو گلون سے ہے ہم آغوش
چلے پیدل ادب سے دونون بھائی
ہوئی لچھمن کو سُنکر اضطرابی
کیا مُلک اودھ سے ہمکو اخراج
کرون سکو عدم دونون کو راہی
زدِ حشمت بنا رے دشمنی ہے
بچانے دون کوئی حلقہ سے باہر
جو کی یہ رام سے لچھمن نے تقریر
بھرت یا یحان بیشک بخط ہی
ہین ہون ہمشا داور فاختہ ہے
ہین ہون گر شمع تو پروانہ وہ ہی
ہوئی یہ سُنکے لچھمن کو تشفی
ملے آکر ادب سے دونون بھائی
ادب سے جاکے پھر دونون برادر
ادب سے رام و سیتا اور برادر
ملے پھر اُن سے اپنی جاکے دل شاد
رہو دلشاد تم دونون برادر
کئے تھے جہان تک مرد اور زن
نہ دیکھا شب کو جب کوئی چپ پاس
ترسا نروہ مین شاہ زمانہ

کہین بگڑی بنی چھپتی نہین ہے
کہونگا مین اشارے سے سمجھ کر
ملے شفقت سے تب دونون برادر
برادر بھی ہوا دلشاد ہمدوش
خبر پوچھی محبت سے بھرت نے
گمان بد تہ دل سے کیا دور
قریب کوہ پہونچے لیکے لشکر
ہزارون بلبلین پھولون سے ہمدوش
زمین پر سر قدم کی جبہ سائی
اُٹھے تیر و کمان لیکر شتابی
لیا قبضہ مین تخت و دولت و تاج
کرون آفاق مین تین بادشاہی
خلافت مایہ کبر و منی ہے
کرون حلقوم سب کے خون سے تر
ہوئے خوشدل نغمہ باغ و توقیر
بھرت مجھپر دل و جان سے فدا ہے
بُھلائی میرے دل سے باخبر ہے
محبت مین مری دیوانہ وہ ہے
جگہ پہلو مین اپنے رام نے دی
قدم پر رام کے کی جبہ سائی
گرے دلشاد سیتا کے قدم پر
ہوئے پابوس مرشد پہلے جاکر
دعا دی ان فدای فرخندہ بنیاد
رہے زیر نگین ہر ہفت کشور
ملے دلشاد سب سے رام و لچھمن
بھرت اور آپ آئے رام کے پاس
ہوا آخر سوئے جنت روانہ

محبت سے بھرت آ بنکے گرویش
نکھا دا آگے ہوا پیک کے راہی
کہا عابد نے یہ ہے رہبر رام
گراتب ہنما اُنکے قدم پر
جو تھے وہ بحر عشق رام مین غرق
چلا آگے بلا کر اپنے لشکر
وہان دیکھی عجب کیفیت کوہ
نسیم تازہ ہر جانب وہان تھی
نکھادِ پیشوا نے شہ سے جاکر
کہا بھائی سے اے شاہ دو عالم
اب آیا ہی یہان باکر و فر تنگ
بھرت کو ہمسے سچ ہے مہر کتنی ہے
اگر ارشاد ہوا ہی شاہ والا
کرون دو نون برادر پا شکست
کہا ہنسکر بھرت ایسا نہین ہے
مروا اُسکے نہین ہے کچھ جدائی
ہین گل ہون عشق لب زاری وہ
تمھین لچھمن نشان اُسکا نہین ہے
بھرت اور ستر ہن آئے سر کوہ
برادر سے ملے یون کوہ پر رام
دعا استنانی دی از رہ شفقت
قدم پر رکھی کے باصفائی
کہ جبتک آب ہی گنگ و جمن مین
جبین رکھکر سومترا کے قدم پر
غرض جب ہو چکی سب سے ملاقات
کہا اے حاکم با عز و تمکین
خلافت مین اودھ کی ہو تباہی

تو رکھونگا قدم پہ اُنکے سر پیش
محبت کی شگون نے دی گواہی
میان راہ آئے گا تیرے کام
ہوا لچھمن نہایت شاد و خوشتر
پہلا یا آشنائی مین ذرا فرق
بشکل بادیانِ نیک محضر
گُل لالہ کا تھا گرد اُسکے انبوہ
مشام دہر مین عنبر فشان تھی
کہا آئے بھرت با فوج و لشکر
بھرت کے کر سے آگاہ ہین ہم
کرون جنگل مین جاکر رام سے جنگ
وگرنہ پھر یہ کیون لشکر کشی ہے
کرون تیرون سے مین لشکر کو پامال
حضور شاہ لاؤن دست بستہ
بھرت سے ہمکو کچھ شکوہ نہین ہے
گُل و بو کیطرح ہے آشنائی
ہمیشہ طالب دیدار ہے وہ
بھرت کی بندگی مین شک نہین ہے
ہوا چارہ طرف لشکر کا انبوہ
بہم جیسے ہون مہر و مہ سر شام
نظر دل ہو رام کی دل مین محبت
گرے پھر جاکے خوشتر دونون بھائی
رہا ان مین ہمشس مہر چرخ کہن مین
خسر سے پھر ملے دونون برادر
بہت کی رام نے سب کی مدارات
جُدائی مین تری عالم ہے غمگین
تبہ ہوا افسر اور رنگ شاہی

## جانا بھرت اور سترہن اور راجہ جنک کا رامچندر کے پاس چترکوٹ مین اور پھرنا مع نعلین چوبی



کرو عزم سفر اب لیے تم دور
کرو اب چلکے تاج و تخت آباد
پدر کیطرح کر شفقت سے خرسند
ہوئے انکو ہین دونون برادر
نہین واجب ہے یہ عہدی پس شاہ
پھر انکا جب یہ ملک گشت سفر سے
کہا ای شائستۂ تاج خلافت
بڑے تم ہین ہے دم تیری قدم سے
تمنا ہے کہ ای شاہ دل افروز
کہا شاہ دو عالم نے برادر
یہ کہکر رام نے دونون برادر
کہا نعلین یہ اپنے قدم کی
پدر نے عطا کی وہ جو نعلین

کہ دولت نہ شاہی ہے بے نور
رعیت کو کرو دیدار سے شاد
کہ ہے چھوٹا بڑا در جا کے فرزند
کہا عابد سے یون با دیدۂ تر
نہین مجکو ہے تاج و تخت کی چاہ
رضا تیری بجا لاؤنگا سر سے
جدائی ہے تری مجکو قیامت
قدم تیرا ہے ہمدم میرے دم سے
رہون تیری غلامی مین ورنہ
نہین میرے ترے فرقت ہے بوجھ
کیے رخصت عزیز و فوج و لشکر
تجھے دیتا ہون مین بہر تشفی
بھرت لیکر چلے [illegible]

کرو خاک قدم سے چلکے روشن
تمھین واجب ہے اب تاج امیری
سنا جب یہ خدیو بحر و بر نے
کہ مین پابند اقرار پدر ہون
وفا ہے عہد تک دونون برادر
کہی جب یہ شہ کونین نے بات
کلاہ سلطنت ہے بار مجکو
تصور اس قدم کا دمبدم ہے
چلون ہمراہ شاہ ذی ہمم کے
وفای عہد تک ای حبیب رہا ہوش
بھرت کی دیکھکر بس سینہ کوبی
مری کرنا اسی نعلین سے یاد
غرض پھولے وہ دونون بھائی

کہ تا ہو وہ خرابہ رشک گلشن
مناسب ہے بھرت کی دستگیری
کہ رحلت کی ہے سوے جنت پدر نے
بھلا کسطرح اس سے درگزر ہون
رہین لشاد کار سلطنت پر
بھرت نے یون کہی اسدم مقالات
نہین یہ بوجھ ہے درکار مجکو
نچھوڑونگا قدم تا دم مین جو ہے
غبار آسا رہون پیچھے قدم کے
نکرنا تو مجھے دل سے فراموش
عطا کی رام نے نعلین چوبی
بسر کرنا وہ جہ مین با دل شاد
دل و جان مین غم و رنج جدائی

فراق رام مین سب با دل زار

لگے رہنے برنگ ابر خونبار

وہ پائے رام کی نعلین کامل

بھرت نے دی برادر کو خلافت

پرستش کے لیے رکھی مقابل

کیا خود گوشہ ائے بہر عبادت

## شروع آرن کانڈ سیر اور گلگشت کرنا راجہ رامچندر کا چترکوٹ کی پہاڑ پر اور آنا راجہ اندر کے بیٹے کا بصورت زاغ کے اور منقار مارنا سیتا کے پیر مین نظر آزمائش و دور آفت راجہ رامچندر کے

نہ دی شاستر پر ہنسندان

بہار لالہ و گل سی ہوئے شاد

بنا کر خوشنما پھولون کا زیور

کہ ناگہ اندر کا فرزند نادان

کیا دل مین یہی اندیشۂ خام

تماشا ہی یہ چیونٹی کو ہوئی جاہ

لگا منقار کا جو زخم کاری

لہو سے پائے نازک یون ہوا سرخ

اُڑا زاغ سیہ باطن فلک پر

گیا پیش پدر با آہ و زاری

گیا کیلاس پر با حالت غیر

نہ دیکھی جب کسی ڈھب سے رہائی

بصد منت ہوا پابوس آ کر

بھی سی مشکل ہر تجھے ہے آسان

کیا پرہلاد کا دل شاد تو نے

نہین ہے اب مرا غمخوار کوئی

سنا اپنی غم سے کر آزاد مجھکو

امان دی جان کی راہ کرم سے

ولیکن تھی جو اسکی سخت تقصیر

امان پائی تو زاغ تیرہ پیکر

زبان حال سی ہر یون دُر افشان

کیا سرو سمن کو غم سے آزاد

تن سیتا پہ پہنایا سراسر

ہوا وارد بشکل زاغ پران

کہ دیکھون آج چلکر طاقت رام

کہ لاؤن چلکے پھر شور کی بنیاد

ہوا فوارۂ خون اس سے جاری

لگائے جسطرح کوئی حنا سرخ

کیا تیر عدو کش رام نے سر

نکی پھر باپ نے کچھ پاسداری

نہ دیکھی شنکھ نے بھی جان کی خیر

قدم سے رام کی تب یاد آئی

جبین بندگی رکھی قدم پر

تو ہی ہو حامی انسان و حیوان

مصیبت سے کیا آزاد تو نے

زمانہ ہو رہا ہے کینہ جوئی

جہان مین تنگ ہے کر شاد مجھکو

نکالا حلقۂ درد و الم سے

ہوئی واجب اگرچہ ہر گونہ تعزیر

ہوا راہی وہان سے آسمان پر

کہ اک دن رام از بہر تماشا

شگفتہ دل ہوا سیر چمن سے

خوشی سے رام و سیتا اور لچھمن

جینتا نام بار وے سیہ پر

شغال بیجان کا دیکھے دل

قریب جانکی آیا وہ مکار

ہوئی یون پشت پا منقار سے ریش

جو دیکھا پائے سیتا سے روان خون

کیا زیر زمین بالائے گردون

کیا زاری کنان تب پیش برہما

پھرا چارون طرف وہ تیرہ باطن

ہوا مجبور تیر تیز پر سے

کہا ای بادشاہ جن و آدم

نہنگ جان آن تو نے جاکر

عذاب سخت مین مین مبتلا ہون

نگہبان اب مری عزت کا تو ہی

گرا یہ کہکے جسدم وہ قدم پر

بچایا آفت تیر روان سے

دکھایا پھر یہ قدرت کا اُسے رنگ

ادھر رخصت ہوا زاغ سیہ فام

ہوئے صحن چمن مین جلوہ آرا

گل خندان چنے شاخ سمن سے

ہوئے فرش حجر پر جلوہ افگن

سیہ کار و سیہ شکل و سیہ پر

کہ آیا شیر نر کے وہ مقابل

لگائی پانو پر نشتر سی منقار

کہ عقرب مارتا ہے جسطرح نیش

ہوا شاہ دو عالم دل مین محزون

پھرا زیر و زبر دلگیر و محزون

مقام امن اُسے جا بھی نہ دیکھا

نچھوڑا انہنے پیچھا ولیکن

کیا باہر خیال خام سر سے

کہ ہی ہے جرم بخش ہر دو عالم

چھوڑایا فیل کو دریا کے اندر

گرفتار غم و درد و بلا ہون

کہ تیرے ہاتھ میری آبرو ہے

ہوئے شاہ دو عالم شادمان تر

امان بخشی بلائے جانستان سے

رہ الطاف سے اک چشم کی کور

ادھر سے کوہ سے آگے چلے رام

## چلنا راجہ رامچندر کا چترکوٹ کی پہاڑ سے طرف صحرا کے اور ملنا عابدون سے بیابان مین

## اور مقام کرنا بیچ پنچ بٹی اور ڈونڈک آرن کے اور چند مدت تک رہنا وہان مع سیتا جی اور لچھمن جی کے

چلے اس کوہ سے جب رام و لچھمن
کیا عابد نے جب نظارۂ رام
ہوئے عابد سے خوش رام نکوکیش
بصد شفقت ہوئی سیتا سے ہمدوش
چلے دونون برادر شاد و فرحان
بہار نو قدم سے تھی جو ہمدم
درختان سعادت مند پایہ
بڑا اک دیو تھا مکار عالم
گزک تھے وقت مینوشی دو دام
قریب رام آیا جب وہ ناپاک
بٹھا کر اسکو گوشہ مین دنیا پاک
کبھی ظاہر کبھی پنہان ستمگر
کیے لاکھون فریب و مکر و افسون
جو دیکھا رام نے دیو نگونسار
گرا جب تیر کھا کر وہ زمین پر
تن بیجان گیا اسکا تہ خاک
گئے جنگل مین جب تک چار فرسنگ
زبان پر ورد نام ایزد پاک
ریاض بندگی مین بادل شاد
گئے جب رام نزدیک عابد پاک
وہین بر صورت پروانہ بیباک
جو نام رام عابد نے کیا گوش
ہوا دیدار سے عابد بہت شاد
غرض ہمراہ عابد رام و لچھمن
اک استھان عابد تھا اسی جا جلوہ آرا

مثال مہر و مہ با روی روشن
ہوا بہر قدمبوسی سبک گام
بر شیرین برہمن نے کیے پیش
وہان سیتا نے شیرین بر کیے نوش
شکار افگن بیابان در بیابان
بیابان ناز کرتا تھا ہر اک دم
ہما کیطرح سب کرتے تھے سایہ
ستمگار جہان خونخوار عالم
سمجھتا تھا بشر کو لقمۂ خام
لگا سر پر اڑانے دشت کی خاک
برائے جنگ پھر آیا غضبناک
زمین پر گاہ و گاہے آسمان پر
بہت کی آسمان سے بارش خون
کسی ڈھب سے نہین مرتا ہو زنہار
ہوئے شادان ملک چرخ برین
عذاب نار دوزخ سے کیا پاک
تو دیکھا ایک عابد نام سرہنگ
طریق بندگی مین چست و چالاک
کھڑا اک پیر سے مانند شمشاد
ہوا پابوس عابد آگے چالاک
ہوا اس روبرو پر چلکے وہ خاک
رہا اسکو تن و جان کا ذرا ہوش
کیا وصف شہنشہ حد سے زیادہ
ہوئے آگے وہان سے جلوہ افگن
وہان پہونچے خرامان رام و سیتا

شکار افگن سوے دشت و بیابان
گرا جا کر قدم پر بادل شاد
ملی دلشاد انسوئیا سے سیتا
بوقت شب کیا اسجا پہ آرام
ہوئے جس دشت مین وہ جلوہ افگن
شمیم لالہ و گلہائے احمر
جہان جاتے تھے شاد جن و آدم
ستمگر مردم آزار و جفاکیش
ہوا ناگاہ جنگل سے نمایان
ہوا سیتا پہ دست انداز آکر
بشکل کوہ وہ آیا سیہ دل
کبھی نزدیک آیا اور کبھی دور
ہزارون تیر لچھمن نے کیے سر
کمان غصے سے کھینچی بیمحابا
دم مرگ اسنے کی جب رام کی یاد
ادھر سیتا کو لائے جا کے لچھمن
ہمایون صورت و فرخندہ تمثال
عبادت مین خدا کی چشم بیدار
بروئے خاک فرق سجدہ ہر دم
وفور عشق سے آخر تن زار
خرامان اسجگہ سے رام و لچھمن
بصد بیتابی شوق و تمنا
ہوئی حاصل بزرگی اسکو شے سے
مکان اک دشت مین دیکھا تا قاف
کیا عابد نے جب نظارۂ رام

برنگ دائرہ آ پہونچے شتابان
پرستش رام کی کی حد سے ازاد
لباس نوزن عابد نے بخشا
ہوئے عابد سے رخصت صبحدم رام
ہوا وہ دشت فیض پا سے گلشن
مشام روح کرتی تھی معطر
قدم لیتے تھے وحش و طیر باہم
زمانہ ظلم سے اسکے تھا دلریش
بہ پیش رام آیا شاد و خندان
وہان سے لیگیا ظالم اڑا کر
ہوا دونون برادر سے مقابل
لڑا وہ دیر تک اس ڈھب سے مغرور
لگا کوئی نہ اس ظالم کے تن پر
کیا تو وہ اسے تیر اجل کا
ہوئے شاہنشہ کون و مکان شاد
چلے دونون برادر شیر افگن
نکوکار و نکوسیرت نکو فال
برنگ نرگس سرمست و ہشیار
مثال بید مجنون باتن خم
بھڑک اٹھا برنگ شعلۂ نار
شکار افگن گئے سوے سوتیچھن
ہوا پابوس شاہ عالم آرا
ضیا جسطرح اختر پائے مہر سے
مثال سینۂ روشندلان صاف
پرستش کی بصد اعزاز و اکرام

ہوا دیدار سے شاد وان برہمن / ادب سے چومے پاے رام لچھمن
کہا شہ نے زروے مہربانی / کہ ہو تجھ سے عیان راز نہانی

بتا ایسی مجھے تدبیر کوئی / کرون نیکوں سے تا مین کینہ جوئی
کہا عابد نے تب اے رشک شمشاد / کرو تم جا کے ڈنڈک بن کو آباد

ہوئے کمبھج سے رخصت رام لچھمن / چلے صحرا بصحرا صید افگن
بتایا تھا جو اس عابد نے صحرا / کیا فیض قدم سے اسکو خضرا

جو تھی اس دشت مین آب ہوا خوش / ہوی دلہین ہر ارض و سما خوش
درخت اس دشت مین تھے پیچ یکجا / ثمر شیرین لگے اسمین سراپا

مطرا سب بہار جاودان سے / بری ہر ایک آسیب خزان سے
برنگ سرو تھا ہر نخل موزون / سبز رنگی مین تھے وہ طوبی سے افزون

عیان ہر شاخ سے رنگ جوانی / موافق صوت یاران جانی
زبس تھا اسجگہ کا پنچ بٹی نام / وہان پاتے تھے وحش و طیر آرام

ہوئے اسجا فروکش رام و لچھمن / کیا صحراے ڈنڈک بن کو گلشن
کیا رمنا وہان کا شاد و خرم / ہوئے مشغول صید و سیر ہر دم

## آنا سوپ نکھا ہمشیرہ راون کا اور عاشق ہونا اسکا راجہ رامچندر اور لچھمن جی پر اور ناک کٹنا اسکی لچھمن جی کے ہاتھ سے اور جانا اسکا کھر و دوکھن کے پاس واسطے فریاد کے

رقم پرواز معنی پیر دیرین / بیان کرتا ہے مضمون رنگین
کہ جس جا تھے فروکش رام لچھمن / وہان تھا مسکن ہمشیرہ راون

عجب وہ دیونی تھی کوہ پیکر / اسے کہتا تھا سوپ نکھا برادر
بوقت صبح اکدن وہ قضارا / سو دشت آئی از بہر تماشا

نظر آئے وہان دونون برادر / بہم جسطرح ہون تابندہ اختر
کیا غش دیکھکر وہ جانتاب / گیا دل سے وہ بیصبر و خور و آب

ہوا زخمی جو تیر عشق سے دل / ہوئی بیتاب شکل مرغ بسمل
کیا شیطان نے آخر اسکو گمراہ / ہوئی اس باؤلی کو وصل کی چاہ

چھپا کر صورت زشت اپنی مکار / ہوئی تشکل پری بنکر نمودار
کیا اسنے وہ چہرہ آشکارا / کہ مہ نے غش کیا وقت نظارا

رخ انور پہ یون زلف سیہ فام / شفق پر جسطرح ہو سایۂ شام
جبین یون گیسوؤن مین جلوہ افگن / میان ابر گویا برق روشن

وہ ابرو اس بت کافر کی خونریز / سوا تیغ ہلالی سے وہ تھی تیز
نہو کسطرح بینی صدف سے پاک / کہ حسن خوبروئی کی تھی وہ ناک

بیان کیا ہو کشش کی جب بینی کی شان / گل و لالہ کے سنکر کھل گئے کان
لب شیرین نبات و نیشکر سے / نزاکت مین فزون گلبرگ تر سے

وہ آنکھین جنکی جنبش سرمے کی تحریر / کیا آہو کو گویا پا بزنجیر
دہان تنگ مین تھا پان کا رنگ / ہوئے غنچہ حسد سے جسکے دل تنگ

دہن مین جلوہ گر یون سلک دندان / صدف مین جسطرح گوہر درخشان
مسی آلودہ دندان یون دہن مین / کھلے جسطرح نافرمان چمن مین

وہ جان بخشی زمانہ چاہ غبغب / سراسر آب شیرین سے لبالب
کرون کیا اسکی گردن کا مین اوصاف / صراحی جسطرح بلور کی صاف

وہ پستان اور سینہ پر نزاکت / حباب نور دریاے لطافت
شکم وہ تختۂ قاقم سے شفاف / ہوئے خوبی سے مملو ساغر ناف

وہ سیم ساق و ساعد رشک سیماب / مثال شاخ نخل میوہ شاداب
بیان صاف کا جب ذکر آیا / قلم نے سر کو زانو پر جھکایا

زبس محنت سے ست دیا کے شکل / کہانا چاہیے عقدہ ہوا حل
وہ زانو گر نظر آجاے عریان / تو ہو چشم ملک حسرت سے گریان

سراپا پانو اس کافر کے پر نور / کہ شرمندہ ہو جس سے لوح بلور
ادا و ناز مین سر تا قدم خوب / پری دیکھکر جسکو ہو محجوب

مرصع زیور و پوشاک پر زر / سراپا تن مین پہنے وہ سمن بر
عجب ناز و ادا سے وہ پریزاد / حضور رام آئی خرم و شاد

لب شیرین سے بولی پاس جا کر / کہ اے محبوب عالم ماہ پیکر
مین ہون رشک پری ہمشیرہ [illegible] / خجل ہے آگے میرے ماہ روشن

پری رو خوبرو رشکِ قمر ہون
پریزادون مین اکثر جستجو کی
پسند آئی مجھے کچھ تری صورت
مین لائق تیرے تو لائق ہی ہر پرے
اگر چہرہ ہی تیرا عالم افروز
اگر ہے آنکھ تیری غارتِ ہوش
لبِ خندان ترا اگر جانفزا ہے
کہا ای گلعذارِ نازک اندام
نہو دو زن کو اک شوہر سے راحت
یہ سُنکر وہ پری رو رشکِ گلشن
غرور و شوخی و ناز و ادا سے
برادر ہے مرا شاہِ دو عالم
ہزارون لعبتانِ رشکِ شمشاد
معطر بوستان دلبستۂ گل
اگر ای نازنین وہ صاحبِ تخت
مین ہون انکا غلامِ کفش بردار
ہوئی جب وہ یونہی لچھمن سے مایوس
نہ سمجھا شہ نہ مجھ ایسی پری ہی
کہا پھر رام نے ای غیرتِ ماہ
حسین وہ خوبصورت ہے نکو کار
جوابِ رام سُنکر وہ تبہ کار
ہوئی وہ آمد و شد سی جو بیزار
گئی بیتاب بن غصّے سے بہت پیش
کیا سیتا پہ یون چنگِ ستم باز
برادر نے نکالی کارد تیز
نصیحت ہے جو تمھے گوش اُسکے خالی
ہوئین دیکھکر اپنا تن زار

گرامی خاندان عالی گہر ہون
فرشتو نے بہت سی آرزو کی
جو پیش آئی مین از راہِ محبت
محبت بن پڑیگی میرے تیرے
رُخِ گلگون ہی میرا بھی جہان سوز
تو صبحِ حشر ہی میری بنا گوش
تو میرا بھی تبسم دلربا ہے
نہوگا تجھکو میرے ساتھ آرام
رہے ہر روز رنج و درد و آفت
حسنک رفتار آئی پیش لچھمن
کیا آگاہ اپنے مدعا سے
جمال و حُسن مین ماہِ دو عالم
اُسے زیبا ہین ای دختِ پریزاد
سرودِ مطربانِ رشکِ بلبل
کرے ہمخوابہ تجکو ہو زہی بخت
نہین مجھکو یہ گستاخی سزاوار
پھری بادرد و رنج و آہ و افسوس
تجھے شائستہ میری ہمسری ہے
نہ ہو لچھمن کے بہکانے سے گمراہ
تری ہم بستری کی ہی سزاوار
پھر آئی پیش لچھمن دل نزار
کہا دونون برادر تم ہو شیار
قدِ بالا دکھایا کوہ سے بیش
ہما کو جسطرح گھیرے غلیواز
برنگِ دشنۂ فولاد خونریز
ہوئی اُسکی مُناسب گوشمالی
گئی زاری کُنان وہ سوے کُہسار

جن و شیطان مین ڈھونڈھا نے اکثر
نہ دیکھا جب کوئی اپنا مقابل
وگرنہ غیر ممکن تھی ملاقات
فرشتہ ہی اگر تو مین پری ہون
اگر مژگان ترے ہین نشترِ تیز
دہن تیرا اگر چنگِ شکر ہے
کہا جب دیونی نے اس ادا سے
مین ہون پابندِ اسبابِ تعلق
وہ لے بھائی مرا ناکتخدا ہے
رُخِ لچھمن نظر آیا جو دلکش
کہا لچھمن نے ای شیرین شمائل
زر و لعل و گہر سے گنج بر گنج
جسے چاہے کرے وہ شاہ بانو
شبِ مہتاب مین گلزار کی سیر
مناسب ہے کہ اُسکے پاس جاکر
اگر یون مین تجھے بالفرض ہمراہ
حضورِ رام آئی پھر شتابان
نکر زنہار مجھ سے اب بہانہ
اُسے بخشا ہی مین نے افسر و تخت
اگر تو خواہشِ نسبت ہے مرے ساتھ
پھری پھر پیش لچھمن سے بصد یاس
کیا شرمندہ مجھکو مکر و فن سے
وہ پُر ہیبت دکھائی اپنی ہیئت
ہنسے اسوقت شاہِ عالم آرا
فریب آئی خروشان جب وہ بیہوش
نکام آئی کچھ اسکی مہ جبینی
بُریدہ ہے وہان وہ اسکے مقہور

نپایا اپنے قابل کوئی شوہر
ہوا مایل نہ اپنا اُس طرف دل
بنی آدم سے کب مایل ہون جنات
تو ہی گر ماہ مین بھی مشتری ہون
تو ہین ابرو مرے بھی خنجرِ تیز
ترا غبغب بھی اک شیرین ثمر ہے
ہنسے شاہِ زمن اُس ماجرا سے
نہین تھے مجھکو اربابِ تعلق
اگر راضی ہو میری بھی رضا ہے
زیادہ رام سے انپر ہوئی غش
ترا مقصد نہوگا مجھ سے حاصل
کسی شی کا نہین مطلق اسے رنج
جواہر مین تُلے تا بہ زانو
مہیا ہے اسے بے منتِ غیر
خوشامد سے دوبارہ التجا کر
تو ہوگی تو کنیزِ بانوے شاہ
بصد منت کہا ای فخرِ شاہان
پذیرا گر مجھے شاہِ زمانہ
ابھی ہی وہ جوان سالی و جوان بخت
کہ ہی میر گریبان اور کے ہاتھ
بشکلِ زشت آئی رام کے پاس
ہنسی کی تمنے راون کی بہن سے
مجسم ہو کے آئی خود قیامت
برادر کو کیا اُسدم اشارا
وہین لچھمن نے کاٹی بینی و گوش
کہ خود بینی نے کھینچی اُسکی بینی
ہوا وہ گلشن بنام زشت مشہور

## شبیہ راون کے بہن کی ناک کٹنے کی



اجنہین تھے وہ سردار نامی
جفاکار و دل آزار و ستمگر
گری شکل بلاے ناگہانی
کہون جو کچھ کہ ہی شبیہ تھوڑی
نظر ترچھی ہی گو بانکی اداہے
جسے دیکھے کبھی چشم کرم سے
سہی قد سوسنی پوشاک گلفام
نہ دیکھے خواب مین چشم ملک نے
بُت شیرین ادا فرخندہ پیکر
بشر مین لاکھ ہو گو خوش ادائی
محبت کی دشت مین گو ہین نے فریاد
نہ لی تمنے خبر میری شتابی
چلو جلدی اگر رکھتے ہو یارا

ہزارون دیو کرتے تھے غلامی
خبیث خرس خوار و آدمی دُز
بچشم تر بہت کی خونفشانی
اسقدر چاند و سورج کی ہی جوڑی
وہ لے چشم تر حسم جانفزا ہے
اسے ہستی مین لائے پھر عدم سے
اسے کہتے ہین تمہین خاص اور عام
سُنے ہرگز نہین گوش فلک نے
سراپا تمہین چھپے لعل و گوہر
کہان یہ دلبری و دلربائی
نہ پہونچا کوئی شیطان بے داد
تمہارے آگے میری یہ خرابی
نہین مٹتا ہی نام ننگ سارا

وہان رہتے تھے وہ عزو شرف سے
گئی آگے اُنھون کے غم رسیدہ
برادر سے کہا باشور و فریاد
مرادو دو جہان شاہ دو عالم
غضب ہی گر کبھی ترچھی نظر ہو
سمن بر و رعارض سبز پوشاک
حسین و دلربا و ناز پرور
زن گلفام ہی اک اسکے ہمراہ
سنجانون حور ہی یا مشتری ہے
گذر میرا ہوا اُس جا قضا را
فغان کی ہرطرف ہرسو پکارا
رباب رقص نے شام و سحر ہے
کف افسوس رہجا وےگے ملکر

عمل رکھتے تھے آون کیطرف سے
دکھائے مینے گوش بریدہ
کہ آئے ہین یہان دو آدمی زاد
عزیز ہر دل دماہ دو عالم
زمین و آسمان زیر و زبر ہو
اُسے کہتے ہین آدم ارباب ادراک
بشر اسطرح کے دنیا مین بے شر
ملک کو جسکی پابوسی کی ہو چاہ
سراپا حسن و ناز و دلبری ہے
مجھے دونون نے بے تقصیر مارا
نہ دوڑا کوئی فرمان بر تمہارا
نہین تمکو مگر راون کا ڈر ہے
نہ ہاتھ آئے گی ایسی نازپرور

## آنا کھر و دوکھن کا چودہ ہزار شیاطین لیکر اور لڑنا راجہ رامچندر اور لچھمن جی سے اور مارا جانا سب راچھسون کا اُنکے ہاتھ سے

قلمزن غاقل و عیور تگر راز
کہا لشکر سے ہوشیار جلدی
بلانوش جوان و جنگجو سب

بروے مغبیون ہی نامہ پرداز
سنبھالو اپنے سب ہتھیار جلدی
زبون کار و قبیح و زشت خو سب

کہ کھر دوکھن ہوے یہ سنکے بیتاب
یہ سنکر دیو نکلے ہرطرف سے
غرض چودہ ہزار عفریت سرکش

ہوئے رم دیدہ نیند سے ہو اخواب
اُڑے شکل ملخ شیوہ شغف سے
لیے گرز و کمان تیر و ترکش

شتابی سب وہ ڈنڈک بن مین آئے
خروشان دیو آئے فوج در فوج
سرِ میدان بحالِ تازہ روئی
غرض با جانکی بے رنج و اندوہ
اودھر میدان مین آئی فوجِ دشمن
کہا لچھمن نے کھر سے ای برادر
دگر ہو کچھ غرورِ دولت و تاج
کہا قاصد سے روئے مہربانی
اُسی کے ہم ہین چھوٹے دونون بھائی
جہانمین گرز اُسکا صف شکن ہے
خطا کی تمنے دُنیا سے نرالی
اگر چاہو کہ ہو تقصیر ماضی
اگر یہ جانکی ہے تمکو پیاری
سُنا جب رام نے یہ سخت پیغام
عیان ہے نام اپنا رام و لچھمن
جہانمین انسے ہے دولت و تاج
کیا راون نے ظلم از بس ہمین پر
جو کاٹی بینیِ ہمشیرِ راون
اگر غیرت ہے تو میدان مین آئے
جوابِ صاف دیوونکو سُنایا
یہ سُنتے ہی شیاطینِ سیہ فام
شہِ کونین پر میدان مین یکبار
تفنگ و تیر میدان مین کیے سر
ہزارون تیر مارے ایک پل مین
وہ بادل سے جو تھے سر دیو گمراہ
کیا تب شہ نے حملہ دشمنون پر
گرا جسپر خدنگِ مار پیکر

خزان جسطرح سے گلشن مین آئے
برنگِ سیلِ دریا موج در موج
حریفون سے کرون مین جنگجوئی
گئے لچھمن کسوئے دامنِ کوہ
ہوا تاریک روئے روزِ روشن
پیامِ آشتی ہے پہلے بہتر
زروزن سب کرو میدانمین تاراج
یہ کہنا رام و لچھمن سے زبانی
اُسی کی سب جہانمین ہے دُہائی
یہ سپنکھا اُسی شہ کی بہن ہے
مناسب ہے تمھاری گوشمالی
کرو راون کو سیتا دیکے راضی
نہین ممکن ہے جان بخشی تمھاری
زبانِ نرم سے بولے وہان رام
جہان مین مثلِ مہر و ماہ روشن
نہین ہم حاکمِ لنکا کے محتاج
بہت مغرور ہے تاج و نگین پر
عبث ہے غم تمھین اے خیلِ دشمن
نہین تو منھ نہ دُنیا مین دکھاؤ
کھر و دوکھن نے سُنکر طیش کھایا
چلے چارو نطرف سے جانبِ رام
ہر اک جانب سے کی تیرونکی بوچھار
چلائے گرز شاہِ مہ لقا پر
تلاطم پڑ گیا دیوونکے دل مین
بشکلِ مہ نکل آئے شہنشاہ
دلیرانہ مثالِ ضیغمِ نر
گری برقِ اجل گویا کہ اُنپر

جو دیکھا کھر نے دیوونکا لشکر
الگ دیوون سے پہلے سوئے کوہ جاکر
مٹاؤن نام جن روئے زمین سے
برائے جنگ دیوان شاہ دل شیر
کیا یون آکے دیوون نے دہان زور
امان مانگین اطاعت سے تو دیجے
ہوا دوکھن کا جب کھر کو یہ احکام
کہ شاہنشاہ لنکا ہے جو راون
ستم ہے اُس سے تمنے دشمنی کی
شہنشہ ہو ملک ہو کون تم ہو
ہمین مدِ نظر مطلق نہین شر
گنہ بخشے شہنشاہِ جوان بخت
کہا قاصد نے یہ پیغامِ دیوان
شہِ دسرت کے ہم دونون پسر ہین
اودھ سے چھوڑ کر اورنگ و افسر
زبس مدِ نظر ہے صیدِ دیوان
ملاؤن خاک و خون مین اب سرِ جنگ
وہ تھی ناپاک قابل اس سزا کے
ہوا قاصد یہ سُنکر سخت حیران
کہا لشکر سے ہان گھوڑے کرو تیز
وہ جھرمٹ کرکے سب اسطرح آئے
کیا دیوون نے نرغا ہر طرف سے
شہِ کونین کو بس آگیا جوش
گری اُنپر بلائے تیر اُڑ کر
فراہم ہوکے پھر آئے تبہ کار
کیے سر سیکڑون تیر دو پیکان
[illegible] عدو کی [illegible]

کہا لچھمن سے اے فرخندہ پیکر
حفاظت تم کرو سیتا کی دم بھر
جلا دون سبکو تیرِ آتشین سے
چلے میدان مین تنہا صورتِ شیر
فلک پر ابر کا جسطرح ہو شور
غریبونکی دل آزاری نہ کیجے
کیا قاصد روانہ جانبِ رام
زمانے مین ہے اُسکا نام روشن
کہ ناحق ناک کاٹی دیونی کی
سُنایا تمنے راون کی بہن کو
ترحم ہے تمھاری کم سنی پر
کرے خوش ہوکے تمکو صاحبِ تخت
کہا سب پیشِ شاہِ جن و انسان
زمانے مین ازل سے نامور ہین
یہان آئے ہین ہم دونون برادر
تم ایسے آہوونکے ہم ہین چوپان
کرون تاراج تاج و چتر و اورنگ
مقابل کیون ہوئی سیتا کے جاکے
کھر و دوکھن کے پاس آیا شتابان
کرو خنجر بفرقِ دشمنان تیز
گھٹا خورشید پر جسطرح چھائے
مچایا شور و غوغا ہر طرف سے
کمان غصے سے کھینچی تا بناگوش
تہ و بالا ہوا دیوونکا لشکر
پریشانی سے اپنے با دلِ زار
ہوئے زخمی ہزارون دیو شیطان
گرے گھبرا کے باہم ایک پر ایک

ہزار ون مرگئے باہم کچل کے
ہوئے شرمندہ جب دو سینہ زنگ
اُڑاتے تھے کبھی میدان میں خاک
کبھی کرتے تھے روشن دشت مین آگ
لگے جلنے تو سب گھبرا کے بھاگے
دیا ہرگز نہ میدان مین سنبھلنے
ہوئے سب خاک اک پل بھر تمگ
جو دیکھا شہ نے میدان صاف سے

ہزار ون مرگئے کافر دہل کے
فریب و مکر سے کرنے لگے جنگ
کبھی ظاہر کبھی غائب تھے ناپاک
بر نگ غول جاتے تھے کبھی بھاگ
کمانین چھوڑ کر چلاکے بھاگے
کیا دنبال شاہ خوش عمل نے
برنگ دیو آتشبازی جل کر
سو مسکن پھر فتح و ظفر سے
بفتح و شادمانی رام و لچھمن

صف پیکار مین شاہ زبردست
کبھی اُکر لڑے روی زمین پر
فلک پر اُڑ کے برساتے تھے ہر بار
ہوئے غصے مین شاہ عالم افروز
جو دیکھا رام نے بھاگے ستمگر
جو چھوڑے شہ نے تیر آتش انگیز
ہوئے تن سب کے بار سر ہلکے
اِدھر سے لا کے سیتا کو برادر
ہوئے مشغول عید سیر گلشن

دوان تھے صورت پیل سیہ مست
چھپے اُڑ کر کبھی چرخ برین پر
کبھی اژدر کبھی کژدم کبھی مار
کیے سر آتشین تیر عدو سوز
کیا تیرون کا حلقہ گرد لشکر
گرے فوج عدو مین برق سی تیز
نشانہ سب ہوے تیر اجل کے
ملے شاہ جہان سے شاد و خوشتر

**جانا سپ نکھا کا راون کے پاس واسطے فریاد کے اور آنا راون ماریچ دیو کو لیکر پنچ بٹی مین اور ہرن بننا ماریچ کا اور شکار ہونا راجہ رامچندر جی کے ہاتھ سے اور لیجانا راون کا سیتا جی کو لنکا مین اور اُتارنا بیچ باغ کے**

عجب پیر فلک ہی فتنہ ایجاد
خمیر شر ہی اسکی ذات مین عین
دیا لینے وہ شہ کو رنج غربت
بصد حسرت بیابان مین وہ گمراہ
مرصع تاج زر فرق زبون پر
دیا ہے دور ساغر بر کف دست
ہزار ون لعبتان رشک گلشن
ہوئی سپ نکھا دیکھی یہان سیر
مے گلگون سے ہر دم مست و مدہوش
کسے شادی ہی کسکو درد و غم ہی
جو مال و ملک زر سے بیخبر ہے
خبر تجھکو نہین اے خود فراموش
دکھائے جب بہن نے کان اور ناک
فلک رتبے مین مجھسے آج کم ہے

پڑے آزار ہر دم ہے یہ اُستاد
نہ ہو دو ونکو یکجا چار دن چین
غریبی مین فزون کی اور کربت
سو لنکا گئے با نالہ و آہ
ہر نخوت رواق نیلگون پر
تماشائے رباب و چنگ پر مست
حضور شاہ لنکا جلوہ افگن
سر محفل گئی با حالت غیر
پڑا رہتا ہی تو از خود فراموش
توانا کون ہی کس پر ستم ہی
نہین وہ بادشہ ہی جانور ہے
بشر کاٹے بہن کے بینی و گوش
ہوا غیرت سے راون دلمین غمناک
بشر دو ہون پہ غالب ہو ستم ہے

سدا کرتا ہے یہ چرخ سیہ قلب
بجا ہی جو کرو اسکی شکایت
کہ سپ نکھا نے جب با دیدہ تر
سر پر زر فشان پر شاہ راون
زن و زور و زمین زر سے معزز
لطف کا یہان تک محو رہا تھا
ہر اک جام مے گلگون سے سرشار
کہا رو رو کے درد و غم سے بھائی
رباب و چنگ و رقص مہ و ذرات
یہ غفلت یہ فراموشی غضب ہے
خدا نے ملک بخشا ہی پئے داد
نہ بیگا گو یہان تو داد میری
کہا اے کان دولت سے یہ امکان
کہا راون نے اُس سے ای نکو فال

مثال دار بازان بازی قلب
ہو باور تو سنیے یہ حکایت
ہوئے دیکھے یہان دو نون برادر
بصد جاہ و حشم تھا جلوہ افگن
شراب شور و ننگ شر سے سرور
بر رنگ جام خندان ہنس رہا تھا
پری اور دیو دونکا تھا جمع دربار
دوہائی ہی دوہائی ہی دوہائی
خبر تجھکو نہین ہی ای ہیہات
شہنشہ کو یہ بیہوشی غضب ہے
نہ ہی گر داد وہ سلطان ہی جلاد
کرونگی حشر مین فریاد تیری
بشر کاٹے مری ہمشیر کے کان
کہا تو کہ گھر دو لچھمن سے یہ حال

جہانمین کون ہی ایسے دلاور
سمجھتے ہین بشر کو لقمۂ تر

کہا خواہر نے اے شاہِ جہانگیر
ہوئے پہلے وہ دونون طعمۂ تیر

ہوا لشکر پہ نمایان جنکا سب گرد
یہ سنکر وہ خجالت سے ہوا زرد

کہا راون نے کر تو مجھکو آگاہ
یہ سنکر بولی سپنکھا کہ اے شاہ

اودھر سے رام لچھمن دو برادر
برائے سیر آئے ہین یہان پر

بنی آدم ہین و شہرت کے پسر ہین
جمال و حسن مین شمس و قمر ہین

لیے ساتھ اک زنِ فرخندہ بنیاد
میانِ وحشیان پھرتے ہین دلشاد

انھون نے سنکے تیری خواہر پاک
زبردستی سے کاٹے کان اور ناک

گھر دو لچھمن جو دو ٹوٹے سنکے فریاد
ملائی خاک و خون مین انکی بنیاد

شہِ لنکا نے سنکر سب یہ تقریر
تشفی کی بہن کی ہوکے دلگیر

نہ سو یا رات بھر بستر پہ اُس رون
رہا غیرت سے مثلِ شمع جانسوز

سحر اُٹھا جو راون صورتِ زاغ
ہزارون غم سے تھے دل پر سیہ داغ

گلِ صد برگ سان غیرت سے تھے زرد
خمارِ غم سے سر مین شدتِ درد

سوئے دربار آیا دل مین ناشاد
کیا آرا ایچی سے اپنے ارشاد

وہ لایا رتھ شتابی کرکے تیار
ہوا راون اکیلا اسپہ اسوار

یہان لچھمن بحکمِ شاہِ والا
گئے جب پھول لینے سوئے صحرا

کہا سیتا سے شہ نے مونسِ جان
کرونگا جنگ مین اب با حریفان

رہو یکچند تم آتش مین دلشاد
کرونہین خاکِ جن و دیو برباد

بحکمِ رام سیتا پاسے تا فرق
میانِ چشمۂ آتش ہوئی غرق

دیا پھر رام کی قدرت سے خوشتر
ہوئی گلزار آتش جانکی پر

پہچانا خالقِ آب و گلِ نار
کرے روشندلان پر آگ گلزار

مجسم سایۂ سیتا ہے تن
رہا ہمراہ شاہِ شیر افگن

بنجانا بھید کچھ لچھمن نے زنہار
دیے سیتا کو خوش گلہای گلزار

ادھر وہ سر نے جاکر دشت کے بیچ
جھکایا فرق سے سر پیش ماریچ

کہا ماریچ سے اے پیرِ دانا
تو ہے دیوانِ لنکا سے توانا

مہمِ سخت ہے در پیش مجھکو
مناسب ہی اعانت آج تجھکو

مرے تیرے بہت سے ہین حقوقِ الفت
او اگر آج سب حقِ محبت

اودھ سے دو برادر آدمی زاد
برنگِ سرو سرکش فتنہ ایجاد

پئے سیرِ شکار آگئے ہین اس ادا
زنِ رشکِ قمر لائے ہین ہمراہ

انھون نے گوش و بینی سپنکھا کے
سراسر ظلم سے کاٹے بلا کے

پکڑ لائیں انھین چلکر برادر
نکالین دل سے خارِ غم شتابی

سنا ماریچ نے جب رام کا نام
کہا اے بادشاہ خاص و عام

پھر ان کریہ خیالِ خام سے
نکل باہر نہ ہرگز اپنے گھر سے

لبون کے خانہ جای نیک باطن
سمجھ تو رام و لچھمن کو نہ کم سن

وہ لڑکے ... ہین اے فرخندہ پیکر
جنھین لایا تھا بسوا متر جا کر

انھون نے تیر اک مارا تھا ایسا
کہ مین ہم اگر ہمسایہ تیرے

نہین اچھا ہی انکے پاس جانا
کہ انکا زور دل ہی میرا جانا

ہوا آزردہ راون سنکے یہ بات
کہا ماریچ سے اے دیو بد ذات

مرے فرمان مین ارض و فلک ہین
مرے قابو مین ہر جن و ملک ہین

مرا چنگل قوی ہے شیر نر سے
ور نہ سرکاٹ لیتے ہین میرے ڈر سے

مری تیغِ دو دم برقِ غضب ہے
امانِ جانِ اجل کو مجھ سے کب ہے

اگر چلنے مین ہی تا خیر تجھکو
کرونگا طعمۂ شمشیر تجھکو

سُنی راون کی جب اسطرح تقریر
ہوا ماریچ غم سے سخت دلگیر

ز بس ہیبت سے کانپا صورتِ بید
اٹھایا زندگی سے دستِ امید

نہ دیکھی جب کسی ڈھب مخلصی آہ
چلا مجبور تب راون کے ہمراہ

کہا دل سے ہوا اب بخت روشن
کہ پھر دیکھونگا پاے رام و لچھمن

وہ محبوبِ دو عالم بیگمان ہین
نگہبانِ زمین و آسمان ہین

جو بخشین جان تو ہی بندہ نوازی
کرین گر قتل تو ہی سرفرازی

وہان ہر آئنہ میرا بھلا ہے
کہ مین بندہ ہون وہ صاحب مرا ہے

یہ دلمین گفتگو کرتا ہوا وہ
رکابِ شاہِ لنکا مین چلا وہ

شتابی الغرض ماریچ و راون
ہوئے وارد قریبِ رام و لچھمن

شہِ لنکا نے دیکھے دونون بھائی
فراموش اپنی کی ساری خدائی

ہم یونہی دونون بھائی جلوہ گر تھے
مہ و خورشید گویا یکدگر سے تھے

رخِ روشن جو تھے وہ صورتِ قمر
تجلی غرب سے تھی ایک تا شرق

تجلی کی نہ لایا تاب راون
ہوئی کچھ ہیبت ایسی آشکارا
بلی اسطرح کلپانے کہان زور
ہو اسقدر سی جب مجبور راون
کہ جا دین رام و لچھمن بہر نخچیر
عجب آہو سراپا شوخ و طنّاز
سُبکتر چال مین کبک دری سے
عجائب خوبرو زیبندہ نخچیر
ہرن بنکر غرض دیو سیہ بست
شہنشہ سے کہا اے صاحب تیر
زبس تھی خاطر معشوقہ منظور
اگرچہ تیر اُسکو کچھ نہ پہونچا
شہ کونین نے پھر تیر مارا
ہوا ناگاہ پھر ظاہر زمین پر
نظر آیا نہ پھر آہو کہین پر
فریب و جعل سے وہ دیو مغرور
پری کیطرح اُڑتا تھا وہ ہر آن
بہت بھاگا غزال تیرہ باطن
پئے آہو کیا شہ نے تکاپو
سر آہو پہ مارا شاہ نے تیر
شتاب آؤ برادر جان بلب ہون
ہوئی بیتاب سیتا سُنکے زاری
بیابان مین کوئی بسمل ہے بیشک
خبر لینا تمھین بیحد روا ہے
کہ جسکے ڈر سے قت تیغ رانی
نہین خطرہ کسے جن و پری سے
یہ نالہ ہے شکار جان بلب کا

ادھر بیحد گرا بیتاب دشمن
قدم راون نے بس آگے نہ مارا
جو ہو پیل دمان کے سامنے مور
کہا ماریچ سے اے صاحب فن
کرون سیتا کو تنہائی مین تسخیر
بنے آہو سے آہو سے سرافراز
سبق لیجائے اُڑنے مین پری سے
کرے عالم کو خوش چشمی سے تسخیر
لگا پھر امین کرنے ہر طرف جست
شتابی کر اسے صحرا مین نخچیر
شہ ارض و سما نے شاد و مسرور
نظر سے ہو گیا غائب وہ اُسجا
گیا وہ تیر پھر خالی دوبارا
مقابل رام کے آیا اُچھل کر
نہ ٹھہرا سایہ بھی روئے زمین پر
شہ ارض و سما کو لے گیا دور
چھلاوے کیطرح کرتا تھا حیران
نہ چھوڑا رام نے پیچھا و لیکن
کیا تسخیر آخر کو وہ آہو
گرا بیتاب ہو کر آہوے پیر
اسیر حلقہ رنج و تعب ہون
کہا لچھمن سے با صد بیقراری
صدائے نالہ آتی ہے یہان تک
کہ ہر انسان کے پیچھے بلا ہے
نہنگ و شیر کا زہرہ ہو پانی
نہ پہنچے ڈر اُسے جادوگری سے
ہوا شستہ کوئی تیر غضب کا

عداوت سے اُٹھا کر جو نظر کی
حضور رام کب ہو دیو گمراہ
کہان طاقت شغال نیمجان کو
جن و شیطان سے تو دانش مین ہے بیش
بنا آہو کی صورت وہ نگون بخت
نظیر اسکا جو ڈھونڈھو تم ہرن مین
پری سے تازہ غمزہ مین نہین کم
گوزن و گور سے قامت مین بالا
پڑی اُسپر نظر سیتا کی ناگاہ
جو آئے ہاتھ یہ زرین غزالا
ہرن پر تیر مارا جلد اُٹھکر
بچا زندہ جو وہ تیر اجل سے
نہ پہونچا اُسکو مطلق صدمہ تیر
کمان مین رام نے پھر تیر جوڑا
کبھی پیدا کبھی پنہان ہوا وہ
ہوا حیران بہت وہ شاہ والا
خدا جانے ہرن تھا یا کہ جادو
ہوا جنگل مین جسدم شاہ کیہان
کیا پیچھا اجل نے صورت غول
کیا یہ فن وہم مرگ آشکارا
یہ کہکر جب ہوا وہ فتنہ پرداز
خبر لے اپنے بھائی کی شتابی
مبادا ہو کہین بھائی تمھارا
کہا لچھمن نے اے جان برادر
مقابل کب ہو اُس سے دیو جاہل
مخالف ہون اگر لاکھون موافق
ہوئی سیتا یہ سُنکر سخت دلگیر

تو شکل شیر تھی صورت بشر کی
مقابل شیر کے کیونکر ہو روباہ
پلنگ خونفشان کے روبرو ہو
کوئی تدبیر کر ایسی یہان پیش
پہنکر پوست کا سر تا قدم رخت
نہ نکلے چین و تاتار و ختن مین
کرے سایہ سے اپنے خود بخود رم
غزالان دو عالم سے نرالا
ہوئی اُسکی اسیری کی ہوس چاہ
لپٹ گیا خوب اُسکا ہرگ چھالا
گرا سایہ کی صورت وہ زمین پر
نمایان پھر ہوا جادو کے بل سے
ہوا پنہان فلک پر آہوے پیر
غزال سحر پر غصے سے چھوڑا
کبھی ٹھہرا کبھی رم ہو گیا وہ
نہ آیا دام مین آہوے دانا
نہ پایا رام نے کچھ اُسپہ قابو
نظر سے لچھمن و سیتا کے پنہان
گیا شیطان اپنی چوکڑی بھول
وہان لچھمن کو رو رو کر پکارا
پڑی یہ گوش مین سیتا کے آواز
پئے نخچیر آئی کچھ خرابی
تمھین جو صدمہ غم سے پکارا
برادر ہے مرا رشک غضنفر
فرشتے کے اُکھڑے جو پر و بال
نہو قوت زمین آسمان سے مطابق
نہ خوش آئی اُسے لچھمن کی تقریر

کہا آکر وہ ہو کر اے نکو کار — ازل سے ہی برادر کا تو غم خوار
برادر کے لیے چھوڑا اپد کو — روا دل پر کیا رنج سفر کو
شریکِ نعم انیسِ شادمانی — رہے تم راتدن با مہربانی
یہان ناگاہ ہنگامِ مصیبت — بھلا کیون ترک کی راہ رفاقت
کیا سیتا نے جب اسطرح مذکور — ہوئے لچھمن رضا کے حق سے مجبور
ادب کی راہ سے کچھ دم نہ مارا — جدائی جانکی سے کی گوارا
برنگِ دائرہ کھینچا زمین پر — بگرد جانکی نقشِ مدور
ہوئی یون دائرہ مین وہ سمن بر — کہ ہو مہ جسطرح ہالہ کے اندر
کہا لچھمن نے اے فرخندہ پیکر — قدم اس نقش سے رکھنا نہ باہر
کہ یہ نقش حفاظت بگمان ہے — پری و دیو سے اسمین امان ہے
دیے اس نقش سے باہر خطر ہے — غلط جو نقش ہی وہ بے اثر ہے
تلاش رام کو یہ کہکے لچھمن — سوئے صحرا ہوئے جلدی قدم زن
رہی صحرا مین سیتا جبکہ تنہا — میانِ ہالہ جہوش جلوہ آرا
یکایک گوشۂ صحرا سے آدن — ہوا ظاہر وہان بشکلِ برہمن
لگا صندل جبین سے تا بنا گوش — کمر تک رشتۂ زنار بر دوش
ملے تن پر جبین سے تا قدم خاک — تن لاغر مین پہنے جامۂ چاک
حضور جانکی آیا جفا کیش — دعا دیکر کہا اے عصمت اندیش
کئی دن سے ہون مین بے دانہ و آب — نہین ہی بھوک کی اسدم مجھی تاب
یہین آیا کہ مجکو صاحب جود — عطا کر مجکو ہو جو کچھ کہ موجود
ہوا اسطرح جب سائل برہمن — اٹھی لیکر ثمر وہ پاک دامن
جتی لے یون کہا تب اے نکو ذات — نہین لیتا ہون مین البتہ خیرات
اگر اس دائرے سے آکے باہر — اگر سے مجھکو عطا تو ہے نکو تر

## جانا رامچندر کا واسطے شکار کے اور لیجانا راون کا مہارانی جانکی جی کو



جونہی اہل کرم وہ بہرت ماد — ہوئی مکر و دغا سے کچھ نہ آگاہ
برنگ ماہ ہالے سے نکلکر — لگی دینے بر او وہ سمن بر
بغل مین جانکی کو لیکے راون — سوئے لنکا اُڑا ناگاہ دشمن
چلا سیتا کو لیکر یون وہ بے پیر — غزال ناتوان کو جس طرح شیر

## آگاہ ہونا جٹائی گرگس کا سیتا جی کو لیجانے سے اور جنگ کرنا راون سے اور مارا جانا اسکے ہاتھ سے اور لے جانا لنکا مین سیتا کو

درخت اک اسجگہ تھا سایہ افگن — وہان تھا ایک گرگس کا نشیمن
توانا طائر و شہزور گرگس — قوی تر نسر طائر سے وہ ازبس
کہن سالی و خوردو ورمین تر — میانِ طائران بالانشین تر
جٹائی نام شہ کا ہمنشین تھا — فراز شاخ پر خلوت گزین تھا
وہ سنکر گریۂ سیتا کی آواز — سر راون پہ پہونچا صورتِ باز
ارا برجا کے گھیرا بر سر راہ — لیا سیتا کو رتھ سے اپنے ہمراہ

کہا راون سے اے کم بخت ظالم
اُسے تو لیچلا ہے غائبانہ
جو دیکھے چشم بد سے عورت غیر
امان گر جان کی ہے تجکو درکار
وہان کرگس نے جسدم کی یہ تقریر

یہ ہے محبوبۂ شاہ دو عالم
کہے گا کیا تجھے راون زمانہ
نہین دونون جہان مین ہے اُسے خیر
تو ہو جا جانکی سے دست بردار
شہ لنکا نے پاسخ مین دیا تیر

سو ہے خنجر اگیا وہ ماہ انور
زن بیگانہ پر اے شاہ لنکا
یہ ہے اُم زمانہ اے سیہ دل
و گرنہ مجھ سے مشکل ہو رہائی
کہا غصے سے اے حیوان مطلق

پئے نخچیر آہو با برادر
نظر کرنا نہین واجب ہے بیجا
بہ صورت پرستش کر ہے قابل
کہ پھری تیری اسدم ہے لڑائی
ہو پھری مین تو نادان مطلق

## شبیہ جٹائی کی جنگ کرنا ساتھ راون کے وقت ہر لیجانے سیتا جی کے درمیان راہ کے



کہان راون کہان تو کرگس پیر
نہ کر برباد اپنی مشت پر مفت
گر ابتک آب ریگستان مین دشمن
بغل مین اپنے سیتا کو بٹھایا
سنبھالے ہر طرف راون نے ہتھیار
ہوا زخمی نہ تیر تیز سے
کبھی چونچ اور کبھی چنگل سے مارا
نہ لایا دیو تاب جنگ کرگس
علم کی ہاتھ مین غصے سے شمشیر
لڑائی مین نہ ہارا زور دو بل
نہ بس تھی آرزوے دیدن رام
بہت سیتا نے کی فریاد و زاری
فلک پر گرچہ وہ باچشم تر تھی
بہت گریان تھے رونا اسکا سنکر

اے ناداں یہ کیا ہے تیری تقریر
نہ لے آفت کسی کی جان پہ مفت
گرا سر سے زمین پر تاج راون
اڑا بہ سے بزیر پنجہ آیا
ادھر کرگس ہوا اڑنے پہ تیار
کہ پر محکم تھے کرگس کے سپر سے
کیا زخمی تن اس کافر کا سارا
گرا غش کھا کے روے خاک پر بس
پھر آیا غیظ مین وہ صورت شیر
ہوا مجبور کرگس پر اجل سے
رہا آنکھون مین مر چون مرغ در دام
بچشم تر بہت کی اشکباری
ولے سوے زمین ہر سو نظر تھی
زمین پر وحشی اور طائر فلک پر

نہین وہ جان کا ہی تجھکو ہیہات
ہوا آشفتہ کرگس سنکے یہ غل
وہ ماری زور سے منقار سر پر
اٹھا کر سر کشی سے وہ پر دل
بہت غصے سے کرگس کے پرون پر
تن راون پہ ماری اُسنے منقار
کیے چنگل سے زخمی رتھ کے گھوڑے
رہا کچھ چند بیہوشی سے خاموش
وہ خنجر زور سے کرگس پہ مارا
لگے تن پر بہت جب زخم کاری
ادھر کرگس گرا روے زمین پر
فراق رام مین مجبور نالہ و آہ
وہ روتی جاتی تھی چرخ برین پر
وہ جاتی تھی چلی با رنج و اندوہ

کہ چھوٹے منھ سے کرتا ہے بڑی بات
سر راون پہ مارا اُسنے چنگل
ہوا سر تا قدم تنگ خون مین تر
ہوا جب جا کے راون کے مقابل
ہزارون تیر راون نے کیے سر
کیے سب سست و سر مجروح یکبار
کمان و تیر سب راون کے توڑے
پھر آیا جب تن مجروح مین ہوش
ہوا کرگس کا شہپر پارہ پارہ
گرا تب خاک پہ با اشکباری
اُدھر راون نے سیتا کو لیکر
تھا غمخوار کوئی اُسکے ہمراہ
صدائے نالہ آتی تھی زمین تک
نظر آئے کئی میمون سر کوہ

وہان سیتا نے از بہرِ شانی
سیانِ باغ سیتا کو بٹھا کر
ہرن کو مار کر جب شاہِ والا
کہان سیتا کو چھوڑا تم نے تنہا
کہا لچھمن نے سنئے شاہِ نکوکار
نہین ڈر ہوا سے یون نسے ای شاہ
نہ پایا جانکی کو اُس جگہہ پر
بہت ڈھونڈھا بیابان مین بصد رنج
بہت ڈھونڈھا تہِ ہر سرو آیا
بہت کہسار مین کی جانفشانی
بچشمِ پُر سرشک و بادلِ زار
دلون مین غم لبون پر آہ و زاری
بیابان در بیابان با غم و سوز
غزالون سے کبھی کہتے تھے رو رو
نظر آئے میانِ دشت ناگاہ
کہا لچھمن سے اس جا کچھ ہوئی جنگ
پڑا تھا خاک پر وہ مرغِ بسمل
نہ تھی مطلق اُسے یارائے آواز
تڑپتا تھا بیابان مین سرِ راہ
تامل سے کہا ای کرگسِ پیر
یہان آیا تمھارے غائبانہ
ترے دیدار کا مین منتظر تھا
بہت شادان ہوا مین آج تجھ سے
کہا جسکے لیے اہلِ ریاضت
مجسّم اب تو میرے روبرو ہے
جیا لاکھون برس تک اب تو کیا ہے
یہ کہکر آنکھ پھر اُسنے نہ کی باز

دوپٹہ اپنا پھینکا زعفرانی
گئی پریون کی چوکی کی مقرر
پھری لیکر ادھر سے مرگ چھالا
یہان یون دو سے ہو دشوار بچنا
کیا سیتا سے مین نے غدر سو بار
وہان ہالہ مین ہو صورتِ ماہ
ہوئے اندوہگین دونون برادر
نہ دیکھی پر کسی جا صورتِ گنج
نشانِ قمریِ شیدا نہ پایا
ہُمائی اُس ہُما کی کچھ نشانی
چلے غمگین بسوئے دشت و کہسار
سرشکِ خون بہم آنکھون سے جاری
صبا کی طرح سرگردان شب و روز
کہین دیکھا ہی تم نے جانکی کو
کمان و تیر ٹوٹے بر سرِ راہ
نظر آتے ہین خارِ دشت گلرنگ
لبون پر جان تھی تن مین مضطرب دل
حباب آسا تھی چشمِ آرزو وا
صدائے آہ و نالہ سنکے ناگاہ
کیا کسنے تجھے یون کشتۂ تیر
ہوا سیتا کو لیکر وہ روانہ
ارادہ اب ہی عقبے کے سفر کا
جو ہو درکار تجھکو مانگ مجھسے
ہزارون سال کرتے ہین عبادت
مجھے اسکے سوا کیا آرزو ہے
فنا ہی عاقبت اکدن فنا ہی
وہین کی روح نے قالب سے پرواز

اُڑا کر الغرض سیتا کو راون
رہے لے رام سیتا خار و خس مین
ہوئی لچھمن سے رستے مین ملاقات
مجھے اندیشہ ہی ہیہات ہیہات
نہ آنا مجھکو بھیجا آپ کے پاس
غرض اس گفتگو مین رام و لچھمن
بہت جنگل مین ہر سو خاک چھانی
بہت ڈھونڈھا میانِ دشت گلزار
بہت ڈھونڈھا میانِ سبزہ ہر سو
کسی جانب خبر اُسکی نہ پائی
گریبان چاک غم سے صورتِ گل
مثالِ بلبلِ مہجور بیتاب
فغان ہر وقت ہر دم شور و شیون
کبھی کہتے تھے مرغانِ چمن سے
پڑا ہر جا پہ خونِ تازہ دیکھا
غرض پہونچے وہان دونون برادر
تنِ زخمی سے بال و پر جدا تھے
براہِ موت سرگرمِ سفر تھا
سرِ مجروح پر با آہ و شیون
کہا رو رو کے ای دارائے عالم
ہرے اُسکے ہوئی باہم لڑائی
ہوا غمگین یہ سنکر شاہِ کونین
حیاتِ جاودان چاہے تو بخشون
بوقتِ نزع ای فرخندہ انجام
کہ تیرے آگے ہوا انجام میرا
قدم کا تیرے اسدم سامنا ہے
دیے لکھنے یہ گریان دونون بھائی

ہوا داخل حصارِ زرین رہزن
جدا گل سے رہے بلبل قفس مین
کہا شاہِ دو عالم نے کہ ہیہات
نہ ہوگی جانکی سے اب ملاقات
نہ لائین آپ اپنے دل مین سو اس
شتابی آکے پہونچے سوئے مسکن
کہین پائی نہ سیتا کی نشانی
نہ پایا پر سراغِ بلبلِ زار
نہ پائی پر کہین اُس گل کی خوشبو
چلے غمناک آگے دونون بھائی
پریشان حال شکلِ زلفِ سنبل
برنگِ نرگسِ بیمار بیخواب
فراقِ جانکی مین رام و لچھمن
خبر سیتا کی لاؤ جا کے بن سے
رُخِ ہر خار و خس پر غازہ دیکھا
جہان تھا کرگسِ مجروح مضطر
قرہ پر لختِ دل اشکونکی جا تھے
سُنے تھا منتظرِ دیدار شہ کا
بحالِ زار پہونچے رام و لچھمن
شہِ لنکا جو ہی اعدائے عالم
شکست آخر کو مین نے اُس سے کھائی
کہا کرگس سے یون ای قرۃ العین
گلستانِ جنان چاہے تو بخشون
نہین عمر سے نکلتا ہے ترا نام
نہ بگڑ جائیگا ورنہ کام میرا
مجھے جینے سے یہ مرنا بھلا ہے
[illegible] اُسکی بھلائی

دیا جنت مین جسنے اسکو آشیانہ
ملک اُس دیو کا تھا نام مشہور
جو آیا اژدہے کیطرح وہ پیش
ورشتی نامناسب ہی بنا اہل
تو بیہودہ خار راہ ظالم
نہ جائیگا یہ عذر و حیلہ کچھ پیش
خدنگِ خصم افگن سے بیکبار
زمین سے بات تن پہ نور اُٹھکر
دعا دی مجھکو دُرہا سنانے اکدن
ترے الطاف سے ای صاحبِ بخت
چلے آگے وہان سے دونون بھائی
اسی سبزہ مین دیکھا جھونپڑا ایک
بیادِ رام صبح و شام مشغول
سدا اس آرزو مین زنِ پاک
درختِ بارور سے چن کے ہر روز
ہوئی دیدار سے سیوری بہت شاد
بہت شادان ہو شاہِ خطا پوش
کیا جب رام نے سیوری کو ممتاز
ہوئی جب طاعتِ حق مین تکمیل
کہا آگے ہی پنپا پور یہان سے

ہوئے شادِ زمین آگے روانہ
بہت تھا زور و بل پر اپنے مغرور
کہا لچھمن سے شہ نے ای وفاکیش
کہ نرمی سے یہ بدبخت ہو جیل
نہ ہو کینے سے مار راہ ظالم
کہ مشکل ہے بچے قضا سے میش
تنِ کافر کیا سر سے سبکبار
گرا پای شہنشاہِ جہان پر
ہوا اُس نور سے صورت جن
ہوا روشن ہمارا کوکبِ بخت
رفیقِ جان و دل دردِ جدائی
مصفا مثلِ قلبِ عارفِ نیک
میانِ بندگانِ خاص مقبول
صفا کرتی تھی رستے کی خس خار
جُدا رکھتی تھی پکیا وہ دل افروز
ہوئی رنج و غمِ دُنیا سے آزاد
محبت سے وہ میٹھے پھل کیے نوش
ہوئی سب عابدون سے وہ سرفراز
ملا اس باغِ دُنیا کا اسے پھل
خبر پاؤ گے سیتا کی وہان سے

نظر آیا وہان دیوِ قوی جنگ
لیے تیر و کمان گرز و خنجر
مصیبت مین نہ ہو دشمن سے گرم
گرے لچھمن پہ شہ کی جانبِ دیو
کہا تب دیو نے ای نیک منزل
جو دیکھی رام نے شکلِ رہائی
بوقتِ مرگ وہ عفریتِ غدار
کہ از روزِ ازل گندھرب تھا مین
بیابان مین بآہ و اشکباری
یہ کہکر شہ سے بشانِ سباہی
میانِ مرغزارِ سبز و شاداب
وہان تھی جلوہ گر اک عورتِ پاک
اُسے کہتے تھے سیوری [illegible]
محبت سے بڑی کی دعوتِ رام
مثالِ ہمدم دونون کو اور
ہرے پتون کا اک دونا بناکر
اگرچہ قوم مین سب سے تھی کہتر
مزہ سیوری نے پایا زندگی کا
غرض دعوت سے وہ فارغ ہوئی جب
ہوئے رخصت پہ سنکر رام لچھمن

حضورِ رام آیا از پئے جنگ
کیا حملہ شہنشاہِ جہان پر
دلِ دشمن کرو اخلاق سے نرم
کہا ظالم نے ہنسکر شیوۂ دیو
رہائی ہی تمھاری مجھ سے مشکل
ہوئی وا جب ستمگر سے لڑائی
ہوا با شکلِ نورانی نمودار
بہت تھا خوبرو مہ لقا مین
نری کرتا تھا ہر دم انتظاری
سو گردون ہو الحمد حضرت آئی
بہ ننگ ایسے پہونچے چشم پُر آب
براہِ بندگی آلودۂ خاک
سُنا اُسنے کہ آئے مین ادھر رام
یہ شیرین برنگِ سیب و بادام
گئے دلشاد سیوری کے مکان پر
دوا لائی اسمین بھرکر میوۂ تر
کیا رتبہ مین لیکن سب سے بہتر
کہ گھر بیٹھے ملا پھل بندگی کا
خبر سیتا کی پوچھی رام نے تب
ہوئے آگے وہان سے رام و لچھمن

## آغاز کر کنڈا کانڈ پہونچنا رامچندر اور لچھمن جی کا تلاش جانکی جی مین بیچ شہر پنپاپور کے اور ملاقات ہونا ہنومان جی اور سگریون سے

سُن ای سیرِ سخندانِ معانی
میانِ دشت پنپاپور پہونچے
بہارِ لالہ و گل سے وہ صحرا
روان ہر جا پہ شیرین چشمہ تر

بیان کرتا ہی با شیرین زبانی
لبِ شو کے بوستان رنگ پہونچے
بشکلِ باغِ جنت تھا مطرا
زمرد گون ہر سو سبزۂ تر

کہ ہم بالِ صبا دونون برادر
جو تھے بیمارِ ہجرِ دلربا مین
نہالِ میوہ ہر سو شاخ در شاخ
بہر سو لالہ و گل فوج در فوج

تلاشِ جانکی مین زار و مضطر
ہوا جو تکا گزر دار الشفا مین
کشیدہ سر باوجِ نیلگون کاخ
نسیمِ صبح ہر سو موج در موج

کہین نسرین پہ سنبل سایہ افگن
کہین صد برگ بھرتا تھا دم سرد
کہین نسرین پہ جوبن تھا پری کا
ہجوم بلبلان ہر شاخ گل پر
میان ہر چمن مرغان طناز
اسی صحرا مین اک کوہ کلان تھا
وہان رہتا تھا اک سگریون بندر
بہت دکھ سے نہان تھا بر سر کوہ
بیایک در میان سبزۂ تر
ہوئی سگریون کو ہیبت فزون تر
انیس غم شریک رنج و محنت
انھون سے پوچھکر احوال سارا
کیا سگریون نے جسدم یہ ارشاد
کہ اے خورشید و ماہ برج اقبال
کہان آئے ہو تم کس کے پسر ہو
کہا شہ نے کہ ہم دونون برادر
پدر سے ہوکے رخصت بہر گلگشت
مثال وحشیان پھرتے ہین بن بن
اسی درد و الم مین مبتلا ہین
کہا اے بادشاہ جن و آدم
ہم رہتے تھے یکجا دونون بھائی
ہوا زور و زر و دولت سے مغرور
محبت کا اگر ہو اس سے کچھ طور
بہت دشنا ولایا بر سر کوہ
کہا سگریون نے اے شاہ کونین
کہا شاہ جہان نے اے برادر
نہو اب دل درد و رنج و غم سے دلگیر

مثال زلف بر رخسار روشن
برنگ عاشقان چہرہ ہا زرد
کہین شبو پہ عالم مشتری کا
گلون کے کان شور نغمہ سے کر
باہنگ سرود عشق دمساز
بلندی مین نظیر آسمان تھا
کئی میمون تھے ساتھ اسکے وہان پر
بصد رنج و ہزاران درد و اندوہ
نظر آئے اسے دونون برادر
مبادا ہون یہ جاسوس برادر
سدا سگریون کی کرتا تھا خدمت
اسی جا سے مجھے کرنا اشارا
چلا ابن صبا فرخندہ بنیاد
در و لعل خوش آب برج اجلال
پریشان کیون کسو کے ہجر در بدر ہو
شہ دسرت کے ہین پور دلاور
وطن سے اپنے آئے جانب دشت
خدنگ عشق سے زخمی دل و تن
گرفتار غم و رنج و بلا ہین
یہان دو بوزنہ رہتے ہین باہم
ہوئی اک روز آپس مین لڑائی
برادر کو نکالا شہر سے دور
منگا دیگا خبر سیتا کی فی الفور
کیا سب بندرون نے آکے انبوہ
کرون مین بندگی بالراس والعین
ہوئی میری ترے الفت فزون تر
کرونگا بالی کو کشتہ تیر

کہین کرتی تھی نرگس عشوہ و ناز
کہین لپٹے تھے باہم سرو شمشاد
وہ عالم تھا جوانان چمن کا
میان سبزہ طوطی نغمہ پرداز
سمان یہ دیکھکر خاقان دوران
زبس رکھ کوہ کا رمکوک تھا نام
ہمایون بوزنہ سردار میمون
برادر تھا جو اسکا دشمن جان
برنگ لالہ و گل جلوہ افگن
ہنومان انمین اک بندر تھا ذیہوش
اسے سگریون نے بھیجا سوئے دشت
برادر نے اگر بھیجے ہین جاسوس
ادب سے جاکے پیش رام و لچھمن
جمال و حسن مین با نیک خوئی
کہا اپنی حقیقت آشکارا
ہمارا نام ہے دنیا مین روشن
ہوئی محبوبہ گم اپنی یہان پر
پھرے ہر چند ہم صحرا بصحرا
کیا سب حال اپنا ہمنے روشن
بنام بالی اور سگریون مشہور
قوی بر زور و دولت مین جو تھا بالی
اسی کے خوف سے ای شاہ والا
غرض ابن صبا نے سب یہ کہکر
ہوئی سگریون کو دیدار سے فرحت
لئے اس شرط پر ای صاحب داد
بیان کر ماجرائے بالی سارا
کہا سگریون نے شاہ نکو فال

مثال چشم معشوقان طناز
بطرز عاشق و معشوق دلشاد
رہے باد بہاری جب پہ شیدا
مثال مطربان شوخ و طناز
ہوئے محو تماشائے گلستان
بتنگ عابد وہان کرتے تھے آرام
مبارک صورت و رخسار میمون
اسی سے کوہ پر رہتا تھا پنہان
بعارض مثل مہر و ماہ روشن
وفادار و وفاجوے و وفاکوش
کہا دو تن جو کرتے ہین وہ گلگشت
تو بھاگو کوہ سے با رنج و افسوس
یہ کی گفتار باشکل برہمن
فرشتو نہین دیکھا تمسا کوئی
کیا رنج سفر کیون تمکو گوارا
اودھ کے شاہزادے رام و لچھمن
اسی کے ہجر مین ہین زار و مضطر
نشان ملتا نہین ہے اس ہما کا
بیان کر حال اپنا ای برہمن
محبت مین قرین او رکینہ سے دور
کہا سگریون کا کاشانہ پامال
یہان ہے کوہ پر سگریون اسجا
چڑھا لئے دوش پر دونون برادر
کیا ابن صبا نے حال سب شرح
سنے گر گوش دل سے میری عرضا
مفصل شرح کر احوال سارا
برادر ہے جو وہ دشمن مرا بال

مرے اُسکے تھی باہم یون محبت
زبس تھا جنگجو وہ عربدہ کیش
ازل سے تھی دعا سے پیر درویش
ہوا فی العجلہ مارا بے جو کمزور
گریزان وہ عدو باور دو اندوہ
یہان تم پندرہ دن تک ہماری
کیا دشمن نے گرچہ کام میرا
نہ بس کی انتظاری تا بہ یکماہ
جو دیکھی مین نے جوے خون جاری
ہوا دل پر جو خوف جان اندوہ
گریزان غم سے سوے خانہ آکر
کہ ناگہ قتل کر کے دیو کو بال
ہوے اُسکی طرف سارے اراکین
مقیم اُس روز سے مین کوہ پر ہون
اگر اس غم سے ہو دلشاد میرا
جو دیکھا دیدۂ سگریون نمناک
بصد اقبال و دولت تیری ہمراہ
کیا جب رام نے اس طرح ارشاد
کوئی اک جوروش تم پر بٹھا لے
تری تقریر سے ای شاہ دانا
جو پایا رام نے وہ جامۂ زرد
جو دیکھا رام کو ہیمون نے دلگیر
فلک پر ہوا گردہ صورت ماہ
جو ہو بلغ جہان مین صورت حور
رہتم سے گر کوئی دیو حیف کا
تمنا ہو ملی ای شاہ فی الحال
ولیکن ہے مجھے اندیشہ ای شاہ

اگر دلبل مین ہو جسطرح الفت
برای ننگ آیا بال کے پیش
کرانے کوئی دشمن بال کے پیش
مصاف بال سے بھاگا لعبۂ شور
چھپا جا کر میان رخنۂ کوہ
بزیر کوہ کرتا انتظاری
تو پھر سب ہے یہ تخت و تاج تیرا
نہ آئی بال کی آواز ای شاہ
ہوئی خاطر کو میرے بیقراری
گیا مین عنقریب رخنۂ کوہ
سنایا سب کو احوال برادر
بسوے خانہ آیا فارغ البال
لیا اورنگ و افسر مجھ سے سب چھین
بحال جانگزا و چشم تر ہون
دل و جان سے کرو نہین کام تیرا
کیے اشک آستین لطف سے پاک
روان ہون ابر سے اجتک بہ جوہ
ہوا سگریون دلمین خرم و شاد
لیے جاتا تھا گردون پہ اُڑا کے
مقرر جانکی تھی مین نے جانا
ہوا موقوف جسم زار کا درد
کہا اندازہ ہوش و عقل و تدبیر
بٹھا دون تیرے آگے لا کے ای شاہ
کرو نہین اس سے چشم شاہ پُر نور
اُڑا کر لے گیا ہو سوے کہسار
نکالون دل سے خار کینۂ بال
نہین زور برادر سے تو آگاہ

قضا را دیو مایا آیا بے ستمگر
ہوئی دونون مین آویزش بکثرت
تن دشمن سے کم ہو زور آور تھا
خروشان دوڑ پے دشمن گیا بال
کہا یون بال نے مجھ سے یہان تب
ہوا دشمن پہ گر اپنے مظفر
گیا وہ کوہ کے اندر یہ کہکر
میان کوہ سے ناگاہ یکبار
مباد اب نکلکر وہ جفاکیش
اُٹھا کر اکپا سے مین نے پتھر
وزیرون نے جو دیکھا تخت خالی
جو دیکھا مجھکو تخت سلطنت پر
زر و زن سب کیا تاراج یکسر
یہان آتا نہین ہے بد دعا سے
کہا سگریون نے یہ حال جسدم
کہا غمگین نہو ای صاحب تخت
تہ شمشیر اجل اُسکو کرون آج
کہا سگریون نے یون اے جہاندار
دکھائے یا وفور حسرت و درد
یہ کہکر وہ دوپٹہ زعفرانی
ولیکن تھی جو غم سے بیقراری
لگا دونگا پتہ سیتا کا مین سب
زمین مین ہو اگر مانند راہی
اگر دریا مین ہو نزد نہنگان
بصد تدبیر و عقل و دانش و ہوش
طفیل شہ سے جب ہو دفع دشمن
کہ مارا اُسنے دیو و ندھبی نام

اُسی اطراف سے آیا وہان پر
رہی آخر نہ اُسکے تن مین طاقت
بدن مین بال کے ہوا آشکارا
گیا مین بھی دوان بھائی کے دنبال
شتاب کوہ مین جاتا ہون مین اب
تو دیکھونگا ترا دیدار آکر
رہا مین انتظار بال در پر
ہوا طوفان سیل خون پدیدار
کرے تیغ ستم سے مجھکو دلریش
کیا مسدود اُس رخنے کو جا کر
بٹھایا مجھکو با تجویز عالی
ہوا مانند دشمن خشمگین تر
نکالا مجھکو اپنے گھر سے باہر
و ڈرتا ہون مین اُسکی دغا سے
شہ کونین کو از بس ہوا الم
تجھے بخشا یہانکا افسر و تخت
شہنشاہی کلہ پہناؤن تجھے تاج
کہ دیکھا مین نے اک دیو نگونسار
زمین پر اُسنے پھینکا جامۂ زرد
دکھایا لاکے سیتا کی نشانی
شہنشہ نے بہت کی اشکباری
نہو غمگین شہنشاہ جہان اب
نہ لاؤن تا نہ رکھون تاج شاہی
دگر صحرا مین ہر پیش پلنگان
کرون لاکر شہنشہ سے ہم آغوش
کرون سیتا کی جست و جو بہ ہر تن
یہ اُسکے استخوان ہین کوہ اجسام

اُسے کوئی اُٹھا سکتا نہین ہے
سوا اسکے ہی یہ اک دوسری بات
وہ مارے بال کو میدان کے اندر
چہل فرسنگ پر پھینکے وہ بان سے
دکھایا رام نے یہ معجزہ جب
دلیرانہ پئے جنگِ برادر
میر سُگریون پر گھونسا وہ مارا
بعد سوز و فغان بھاگا وہان سے
جو ان پیلتن ہے میرا دشمن
کہا شاہِ دو عالم نے یہ ہنسکر
دوبارا جاؤ تم سوے برادر
موطہر ہار پھولون کا منگایا
جو پائی بازوِ قدرت سے کشتی
جو تھے وہ دونون میمون جنگال
کبھی گہہ سے نہ بر بخل بالا
خدنگ جانستان کھینچا کمان سے
لگا تن پر جو اُسکے زخم کاری

اُٹھا نا کیا ہلا سکتا نہین ہے
کہ ہین تاڑ اسجگہ پر حلقہ زن سات
دگر یہ ہی غضب شہ زور ہے بند
ہلا گردون ھدے استخوان سے
دلِ سُگریون کو آیا یقین تب
چلا ہمراہ شاہِ ہفت کشور
رہا اسکو نہ کچھ لڑنے کا یارا
کہا آکر یہ شاہِ دو جہان سے
کیا صاحب یہ تمنے کیا لڑکپن
کہ تھے ہمشکل تم دونون برادر
نہو گا بال اب کی مجھ سے جان بر
قرین تر اپنے میمون کو بلایا
ہوا دشمن سے پھر مصروفِ کشتی
لڑائی مین بڑے جدال و قتال
تماشا دیکھتے تھے شاہ والا
کیا سر بال کی جانب وہان سے
ہوا نالان بدرد و آہ و زاری

اُٹھائے جو اُسے یہ ہے مقرر
یہ ہی شرطِ شہنشاہ جہانگیر
سُنا جب رام نے یہ قصۂ بال
جو تھے تاڑ اسجگہ پر حلقہ افگن
کہ بیشک صاحبِ اعجاز ہین یہ
مکانِ بال پر وہ جا کے آون
نہ لایا تاب بستِ بال سُگریون
رہا مین طاقتِ شہ کے بھروسے
گئی تھی آج ناحق جان میری
تفاوت کچھ نہ پایا یکدگر سے
شہ کونین نے با مہربانی
بدستِ پاک پہنایا وہ مالا
دلاور دونون میمون تھے زبردست
ہوئے ہم پنجہ باہم صورتِ شیر
جو دیکھا رام نے غالب ہے بال
ہوا اس تیر سے زخمی تنِ بال
تنِ زخمی سے دم آیا لبون پر

وہ ہوگا بال سے رن مین مظفر
کرے انگشتانہ جو یک تیر
اُٹھائے استخوان اُنگلی سے اُنکی
کیا اک تیر سے ساتون مین روزن
دو عالم مین ہے جسکی ممتاز ہین یہ
خرد شان بال آیا صورتِ بار
ہوا اک وار مین بیحال سُگریون
نہ سمجھا تھا مگر تم کو نکے شوق سے
عبث آیا مین ان باتون میں تیری
نہ مارا تیر مین نے اس نظر سے
ز روے عقل از بہر نشانی
ہوئی سُگریون کو طاقت دوبالا
بھڑے آپس مین وہ پیل نیست
کوئی بالا کبھی کوئی کبھی زیر
لگا پوسے ہوا سُگریون بیحال
گرا میدان مین بشکل مرغ بسمل
گئے بالین پہ تب شاہ دلاور

مارا جانا بال کا راجہ رامچندر کے ہاتھ سے اور زار نالی کرنا تارا اسکی زوجہ کا مع انگد اسکے فرزند کے



کیا تب بال نے شہ کا نظارا
کہا اے سروریہ خیل سلاطین

تو زخمی ہو کے بولا درد سارا
یہ ہے کس واسطے کار ستم یہ آئین

بوقتِ تلخ عیشِ زندگانی
کرے خون بندگانِ بیخطا کا

یہ کی تقریر با شیرین زبانی
بجائے داد ہو موجب جفا کا

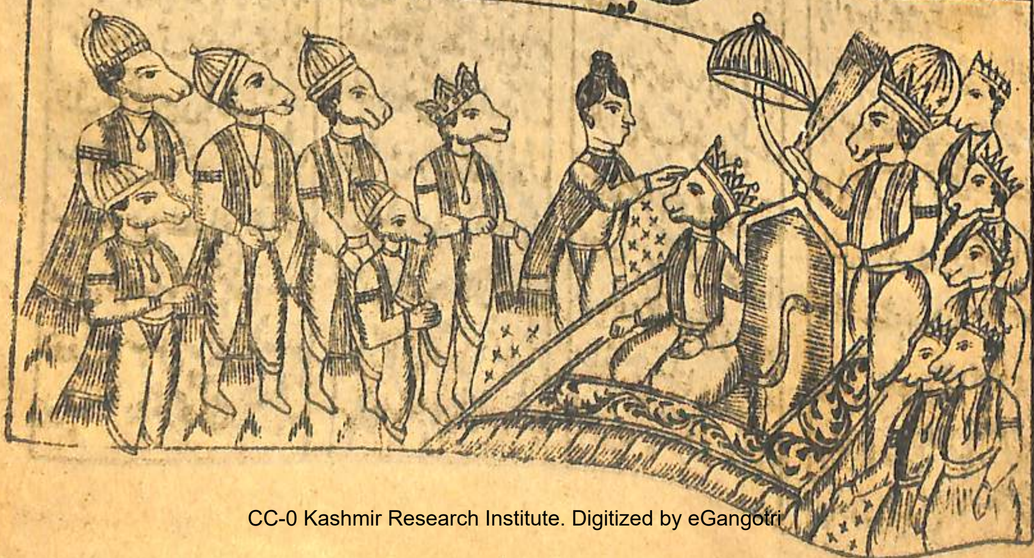
کیا کیون قتل بے تقصیر مجھکو
پُران بید مین تم نے لکھا ہے
مگر وہ دوست مین دشمن ہون تیرا
کہا اُس دم یہ شاہِ بحر و بر نے
اُنھین دیکھی جو کوئی چشم بد سے
اُنھین پر جد بدرجہ شاد رکھے
تجھے واجب ہی سب کی دستگیری
نہین بے جُرم تجھکو مین نے مارا
گُنہ بخشے ترے مین نے سراپا
ورد حشمت اگر ہو کاشش منظور
کہا تب بال نے شاہِ دل افروز
تمہارے قدمون پہ مین ہون گرچہ قربان
کبھی دریا مین تا گردون شب و روز
ملی سر تا قدم تک خاک تن پر
ہمہ تن سامنے اب میرے تو ہے
غلامی مین اُسے اب کر پذیرا
زنِ بالِ دلاور تھی جو تارا
بروئے لاش رو دی بادلِ زار

یہ دی کس جُرم پر تعزیر مجھکو
کہان ناحق یہ خونریزی روا ہے
کہ زیر نوک ناوک تن ہے میرا
کہ لکھا ہے یہ اہلِ شاستر نے
قلم بہتر ہے سر اُسکا حسد سے
رعیت عدل سے آباد رکھے
کہ تھا سر پر ترے تاج امیری
کہ ہے تقصیر تیری آشکارا
طلب کر اب جو ہو تیری تمنا
شفقت سے یہ کہون بدستور رہ
پرستش تیری کرتا تھا شب و روز
تو مجھ پہ موت کا ہی آج احسان
کبھی صحرا مین دن بھر آتش افروز
کبھی تھی گرد خاکستر بدن پر
مجھے کس شے کی صاحب آرزو ہے
کہ ہی شایستہ خدمت وہ لڑکا
بحُسن و دلبری گویا ستارا
برنگِ شمع بر بالین بیمار

عدو کو جنگ مین پیچھے نے پچھاڑا
ہوئی سُگریون سے کیا خیرخواہی
زمانے مین ہزارون مین ہین بد و نیک
زن و طفل و برادر دخت و خواہر
خصوصاً شہ کو لازم ہی فزون تر
جناب حق نے تجھکو اے ستمگر
کیا تونے تبہ ننگِ برادر
ولیکن دیکھکر تیری تباہی
اگر ہو آرزوے زندگانی
کرون سُگریون کو تیرا ملازم
دم آخر ہو تا بہتر سرانجام
کہ برسوئے جہانِ پاک و مقبول
کبھی پھرتے ہین عریان سالہا سال
ہزارون کرتے ہین تدبیر ہر دم
یہ رخصت ہوتا ہوا سے شاد تاجی
یہ کہکر بال نے راہِ عدم لی
خبر شوہر کے مرنے کی جو پائی
سراپا غم سے مارا پیسر سنگ

بھلا کیسے تمھارا کیا بگاڑا
کہ بخشی تمنے میری بادشاہی
ترے آگے ہین دشمن و دوست سب ایک
اے ناداں یہ ہین چارون برابر
جہان تک خاندان مین ہون برادر
گیا تھا لشکرِ میمون کا افسر
ستم سے تیرے ولخستہ تجھے بندر
پذیرا مین نے کی سب عذرخواہی
تو بخشون تجھکو عمرِ جاودانی
کہ ہے پرداخت اسکی تجھکو لازم
بنا آخر تری شفقت سے سب کام
عبادت مین تری رہتے ہین مشغول
کبھی گردن پہ اوڑھی شیر کی کھال
دم آخر پہ آتا ہے نہین نام
کریگا اب تری انگد غلامی
شہنشہ نے اُسے جنت مین جا دی
بروے لاش بیتابانہ آئی
پراگندہ کیے موے سیہ رنگ

## شبیہ تخت نشینی سُگریون کی



جو دیکھی آتش غم کی ترقی
کیا سگریون کو تارا سے ہم عقد
کہا تب رام نے ای نیک اقبال
کرو اب جانکی کی جستجو تم
یہی آئین ہین مہر و وفا کے
عدو دو دوست ورنہ بے سخن ہے
فرشتون نے بہ رنگ تازہ گلشن

بجھائی شہ نے با آب تشفی
لٹایا شاد میمون نے بہت نقد
کہ آئی اب قرین فصل برشکال
کرو میمون روانہ چار سو تم
کہ آئے آشنا کام آشنا کے
جو ہے بیخ آشنا مین خندہ زن ہے
بنایا تھا بروے کوہ مسکن

ادھر سگریون کو لچھمن نے جا کر
دہان انگد کو اور وہی گواہی
رہونگا کوہ پر جب تک ہی برسات
وفاے عہد اب لازم ہی بھائی
وہی ہی دوست جو دے نصیحت
یہ کہکر الغرض دونون برادر
مقیم اچھا ہوئے دونون برادر

بٹھایا آپ تخت سلطنت پر
کیا قائم مقام بادشاہی
پھرا ہون ہر طرف سرگشتہ و زرد
اسی دن کے لیے ہے آشنائی
شریک دوست ہو با مہر و الفت
بسوے کوہ آئے شادمان تر
بیاد جانکی با حال مضطر

## ذکر آنا فصل باران کا اور بیتاب ہونا راجہ رامچندر جی کا فراق مین جانکی جی کے

عجائب موسم باران ہے خوشتر
جب آیا موسم ابر گہر ریز
ہوئی ہر سو روان باد بہاری
ہوا فیض ہوا سے دشت گلزار
ہوا سے ابر نے صحبت جو کی گرم
لگا سبزہ ہر اک سو لہلہانے
ہوا گرم ازدحام گل سے کہسار
جھکی ہر گل پہ ہر جا شاخ سنبل
ہوئے ہر خار و پھولون سے معمور
فروغ آتش گل سے لب آب
دلا ہو جبکہ یون کیفیت ابر
سحاب و برق ہو ٹھنڈی ہوا ہو
فراق جانکی مین با دل زار
کہین بلبل کو دیکھا گل سے ہمدوش
کہین نسرین سے باہم نسترن تھی
کہین دیکھے لبالب چشمہ آب
جو دیکھا سنبل پرپیچ کا خم
جو یاد آئی وہ مژگان صورت نیش

سمان کیا ہی گھٹا کا آسمان پر
ہوا رعد آسمان پر شور انگیز
مشام سبزہ مین کی مشکباری
زمرد گون ہوا دامان کہسار
عروس غنچہ کی جاتی رہی شرم
لگی ہر گل پہ بلبل چہچہانے
کیا شہر چمن کا سرد بازار
رخ رنگین پہ ہو جیسے کہ کاکل
ہوئی ہر برگ سے پژمردگی دور
نظر آتے تھے جو بیمار سرخاب
دل عاشق بھلا کیونکر ہو صبر
غضب ہے گل سے گر بلبل جدا ہو
شہنشہ نے جو کی گلگشت کہسار
کہین شمشاد سے قمری ہم آغوش
کہین خوشبو سے جو ہی خندہ زن تھی
بہ رنگ ظرف مستان مے ناب
بیاد کاکل سیتا کیا غم
ہوئی خار الم سے جان دل ریش

عجب کیا فصل باران کے کرم سے
گھٹا مین کوندتی تھی برق تابان
ملے باہم جو برق و باد و باران
ہوئی منعم تہیدستان گلشن
کیا ابر سیہ نے چرخ پر شور
ہوا شبنم سے جام بادہ ہر گل
ہجوم گل ہوا وہ ہر چمن مین
شجر ہمسایہ تھے جو سال بھر سے
زمین پر خشک تھے جو چشمہ آب
ہوا آب روان سے دشت و دریا
نہ ہو محبوب جسکے بر مین یاران
بہار ابر مین کب ہی مرغوب
نظر آئی عجب کیفیت دشت
کہین سبزہ پہ طوطی بولتا تھا
کہین نرگس کی دیکھی بیدار
لب جو دیکھکر سرسبز شمشاد
بیاد چشم سیتا با دل زار
چمن مین دیکھا گلہاے رعنا

گل و لالہ کھلین شاخ قلم سے
بہار آب مین آتش نمایان
ہوئے گل ریز مثل بادہ خواران
ہوا ہر غنچے کا پر زر سے دامن
ہوئے دہقان زمین پر ہر طرف شور
ہوا ہر غنچہ رشک شیشہ گل
ہوا سب چلنے لگی رگ رگ کے بن مین
ہوئے تازہ یکایک بر سرے
ہوئے سب فیض ابر تر سے سیراب
ہوا دریا ہجوم گل سے صحرا
اسے ہو ابر باران تیر باران
جدا ہو عاشق شیدا سے محبوب
ہوئی پر چشم تمنا جو گلگشت
نظر ہر ذرے مین گھوتا تھا
تماشاے چمن مین بست و شکار
خد سیتا انہین آیا بہت یاد
ہوئی نظارہ نرگس سے جو بیمار
کیا اور و خیال روے سیتا

ہنر معا جب دم لب بیاں ندان — بہائے اشک مثل ابر نیسان
جو یاد آیا لب پان خوردہ کا رنگ — ہوئے غم سے مثال غنچہ دل تنگ
پھر دیکھے گل و بلبل ہم آغوش — تصور سے ہوئے سیتا کے ہمدوش
بہار و ابر سے خوش آئے ہر روز — کہ جیسے بر میں ہو ماہ دل افروز
ہو لپٹوں میں جس عاشق کے دلدار — اوسے آتشکدہ ہی صحن گلزار
جو دیکھا شہ نے سود و شست صحرا — فراق جانکی میں یہ تماشا
ہوئے غم سے نہ بیں [illegible] نیت — چبھے غم کے جگر میں خار کلفت
بہت کی شکل باران خشک بھی — بہت کی رعد کے مانند زاری
ہوئے بیتاب غم سے [illegible] برق — ہوئے سیل سرشک چشم میں غرق
غرض اس طرح سے تا موسم ابر — رہے بیکل اوسے آرام دے صبر

## مشغول ہونا سگریون کا عیش و عشرت میں بوجہ پانے حکومت کے اور فراموش کرنا تلاش سیتا کی اور آزردہ ہونا راجہ رامچندر جی کا بوجہ موقوع اس امر کے اور بھیجنا لچھمن جی کا سگریون کے پاس واسطے یاد دہی تلاش سیتا کے بتاکید تمام

وداغ خامہ ہی جوش میں پیر — کہ لکھتا ہی یہ حرف مشک تحریر
ہوا مشغول عیش و رنگ و نزہت — ہوا مفتون بشور رنگ و نزہت
کبھی کرتا تھا میں مشغول گلگشت — شکار افگن کبھی جانب دشت
عروج نشہ عشرت میں جو شہ — ہوا کوتاہ بیں جانے سے باہر
رہا یوں عیش و عشرت میں جو مشغول — گیا دل سے تلاش جانکی بھول
ہوئے جب منقضی ایام باران — کہا شہ نے یہاں لچھمن سے ای جان
بلا سگریون کو اور رنگ افسر — ہوا مغرور مال و ملک و زر پر
کروں کل سلطنت سے اسکو اخراج — مہر انگد پہ رکھوں صبح کو تاج
کیا لچھمن سے جب اسطرح ارشاد — بوقت صبح وہ فرخندہ بنیاد
گیا برسات کا موسم سراپا — نہ بھیجا تونے کچھ احوال سیتا
نجانی قدر کچھ تاج مہی کی — مگر طالع نے تیرے کوتہی کی
زبس کی عجز سے دندان نمائی — کمال شرم سے گردن جھکائی
اگر سوسن صفت ہر مو زبان ہو — نہ یک مو شکر شہ مجھ سے عیاں ہو
[illegible] تری منتکشی سے — رہا محروم شہ کی بندگی سے
بجز دیں بخت کی یہ حشمت — ہوا حاصل مجھے شہ کی بدولت
یہ چتر و جاہ و تخت و تاج ہیرا — نہ ہے چرخ بریں محتاج میرا
وہ طالع ہو منور آج والا — کیا اب بندروں نے گرد ہالا
قدم پر عجز سے انگد کو ڈالا — ہوا معمور دینار و درم سے
یہ ویرانہ ترے نقش قدم سے — دیا طوطی صفت با شکریں قال
اگر مانند بلبل سالہا سال

ہوا جب شاد یا پور سگریون — رہا دل میں بہت مغرور سگریون
ہوا پائے بے مشقت دولت و گنج — ہوا معروف ناو نوش بیرنج
کبھی گلشن میں سیر بوگل سرشار — کبھی کرتا تھا ان میں سیر گلزار
زر و زور و غرور تمکنت سے — ہوا غافل امور سلطنت سے
رہا غافل بعیش و کامرانی — نہ کی کچھ جستجو میں جانفشانی
گئی بارش ہوا آغاز سرما — نہ پایا کچھ ولیکن حال سیتا
ہوا ازبس مے نخوت سے بیہوش — کیا مطلب مرا دل سے فراموش
نشوے شہر پہنچا جب انگد — تو کر آگہ اوسے گل ای باد [illegible]
گیا پیش سپہ سالار ہنیمون — کہا غصہ سے ای سردار ہنیمون
ہوا تو پادشہ جسکی بدولت — ابھی کے کام میں کی تونے غفلت
یہ کہکر شاہ ہنیمون بادم سرد — ہوا غیرت سے شکل زعفران زرد
کہا میں ہوں غلام شاہ نامی — ازل سے ہے مجھے عہد غلامی
کروں گر شکر لطف شاہ میں قال — زباں ہو مثل برگ گل جو لالی
رہ عقل و خرد سی ای شہنشاد — کیا پیر فلک نے مجھکو [illegible]
تری بخشش سے ابر روح پرور — ہوا میں قطرہ نا چیز گوہر
خبر لچھمن کی تارا نے جو پائی — لیے آغوش میں انگد کو آئی
ہوئے دیدار سے ازبسکہ وہ شاد — کہا لچھمن سے اے فرخندہ بنیاد
ترے رخسار سی ای صبح امید — ہوا کاشانہ میرا مثل خورشید
شناہ شاہ میں ان نغمہ پرداز — تو ہو سوسن صفت یکسر [illegible] آغاز

غرض کی عذرخواہی حد افزون
کہا اے شاہ گر میری خطا ہے
کرونگا بندگی تیری شب و روز

چلا ہمراہ لچھمن شاہ میمون
وے تجھسے مجھے چشم عطا ہے
بصد رو جانفشانی با غم و سوز

ہوا آگر ادب سے شہ کے پابوس
دل و جان سے شریک درد و غم ہون
ہو سلطان شہ میمون سے راضی

دل شہ سے گیا سب رنج و افسوس
رفیق و مونس رنج و الم ہون
بڑون کی اپنے دل سے اعتراضی

## آغاز سندر کانڈ بھیجنا سگریون کا گروہ بندر کو واسطے جستجو جانکی کے طرف صحرا کے

سخن سنج زمانہ اب یہان سے
کہ سوے کوہ و دشت و بحر جا کر
یہ سنکر حکم سلطان خیل در خیل
لگے کرنے تفحص باغ در باغ
نہنگون سے ہر اک دریا مین پوچھا
ہوا کانٹون سے پا ہر ایک کا ریش
بحال جانگزا و صورت یاس
سبھون نے شرم سے غمناک ہو کر
کہا شاہ جہان نے اے دلاور

خبر دیتا ہے یون راز نہان سے
کرو تم جستجو سیتا کی یکسر
ہوئے میمون روانہ صورت سیل
بیابان در بیابان راغ در راغ
پلنگون سے ہر اک صحرا مین پوچھا
چبھے پاؤن مین کانٹے صورت نیش
سب آئے پھر کے شاہ دہر کے پاس
اٹھایا سر نہ زانو سے وہان پر
کریگا کام تو میرا مقرر
خبر سیتا کی جا کر لائیگا تو

کہ شاہ بوزنہ نے با دل شاد
خبر سیتا کی لاویگا جو میمون
چلے صحرا بصحرا قاف در قاف
ہوئے مشرق سے مغرب تک جہانگرد
پھرے ہر کوہ و صحرا مین بہت دن
پھرے یکسر جو ریگستان مین تن
دفور شوق سے احوال سیتا
حضور راعم تھے وہ سب پشیمان
روان ہو جا بہ صحرا شتابی
جہان مین نیکنامی پائیگا تو

کیا سب بندرون سے اپنے ارشاد
کرونگا اسکو شاہ کوہ و ہامون
خس و خاشاک سب تنکے ہوئے صاف
پھرے ہر سو نیستان مین جوانمرد
سراغ جانکی پایا نہ لیکن
ہوئے پا آبلون سے رشک گلشن
شہ عالم نے ہر بندر سے پوچھا
ادب سے تھے وہان حاضر ہنومان
کہ ہے اب غم ہی دلکو اضطرابی

## جانا ہنومان میمون اور جاموونت شاہ خرسان اور انگد پسر بال کا واسطے تلاش سیتا کے اور پہنچنا ہنومان جی کا سمندر پھاند کر لنکا مین اور مارنا پسر راون کا اور جلانا لنکا کا اور خبر لانا سیتا جی کی

زروے خواب پیر نکو خواہ
شہ کونین نے با مہربانی
شہ خرسان رفیق شاہ میمون
کبھی جویان تھے سوے باغ و بستان
صبا کیطرح آوارہ تھے دن رات
وہان رہتا تھا اک کرگس نکو ذات
جو دیکھے اسنے فربہ خرس میمون
کرونگا نوش انکو تا ہوا سیر
ڈرے گئے سے میمون اپنے دل مین

رہ مقصود سے یون کرتا ہے آگاہ
انگوٹھی اپنی دی بہر نشانی
ہوا وہ رہنما سے کوہ و ہامون
کبھی پویان سوے دشت و نیستان
تپہ پاتے نہ تھے سیتا کا ہیہات
جٹایو کا برادر نام سنپات
ہوا دلشاد و خندان حد افزون
رہونگا بھوک سے بیفکر تا دیر
پڑا لرزہ ہر اک کے آب و گل مین

کہ سبقت سے ہنومان دلاور
ہوا مستعد روانہ قاصد شاہ
غرض بن بن ہبا اور شاہ خرسان
میان دشت و سوے چشمہ آب
بہت مضطر تھے تینون حسرتین
ضعیف و پیر زال و بے پر و بال
کہا دل تھا نہ تنگ فاقہ سے
وہ کہتا جیتا بس جہو کو بھی
گیا گم گشتہ ہیبت سے

ہوا رخصت شہ میمون سے اٹھکر
کیا سگریون نے انگد کو ہمراہ
چلے باہم بیابان در بیابان
تلاش جانکی مین بیخورد و خواب
سمندر پر گئے ناچار محزون
نہایت تشنہ اور فاقے سے بیحال
خدا نے آج بھیجا مرہم ریش
کہ پہنچے یہ سمندر کے کنارے
لگے کرنے آگے دست بستہ

کہا اے کرگس پیر کہن سال
دیا اُسنے جو کارِ رام مین تن
اُسی کی جستجو مین اے برادر
رہ در ہم عزاے غم ادا کی
شعور دیرِ زور سے دونون برادر
گیا جوشِ جوانی سے مین اُڑکر
زبس مجبور اُڑنے سے ہوا جب
ہوا دیرِ دیش کا اب قول سچا
شہرِ لنکا جو ہے مشہور راون
نظر مین میری وہ روشن جبین ہے
کہا تب شاہِ خرسان نے برادر
کہا انگد نے جا سکتا ہو مین پار
کہ تجکو رام نے بخشا ہی یہ زور
نگہبان موج یم سے وہ ترا ہے
کہا اُسنے کہ تم ٹھہرو یہان پر
گزر بد موج سے بیخوف بندر
سمندر مین چلا اسطح بندر
وہم پرواز جس طائر کا سایا
کبوتر چرہ و شاہین شہباز
چڑھا اک کوہ پر وہ جاکے اُنچا
بنا ہر خانہ مینا کار زر سے
میان شہر زیبا قصر راون
وہ تھا رفعت سے برتر پایہ اُسکا
چمک بُرجون کی اُسکے تا فلک تھی
ہزارون دیو پہرہ پر نگہبان
جو دیکھا ہر طرف دیو ونکا انبوہ
کیا دلمین پھر اپنے رام کو یاد

فزون تیرا ہو ہر دم عز و اقبال
بلا پُستان جنت مین نشیمن
بحکم رام پھرتے ہین گے مضطر
تو واقف کی ہمت ابنِ صبا کی
اُڑے اک دو ہم اوج فلک پر
قریب چشمۂ خورشید انور
دعا دی مجکو اک درویش نے تب
ہوا آنا تمھارا آج اس جا
اُڑا لایا ہی وہ سیتا کو دشمن
کہ چشم نسر طائر دوربین ہے
ہوا ہوں پیری سے مین بکہ در لاغر
اڑے پھر تا ہی یار و سخت دشوار
تو ہی کچھ اندیشۂ اسدم قلزم شور
جہازِ چرخ کا جو ناخدا ہے
خبر سیتا کی مین لاتا ہوں جاکر
لنگ آب چلا پانی کے اندر
چلے جسطرح آتش مین سمندر
نظر پانی مین اس ظالم کو آیا
پکڑ لیے پاتے تھے زنہار پرواز
نظر آیا وہان سے شہر لنکا
مرصع سقف در لعل و گُہر سے
معطر چار سوی قصر گلشن
کہ قصرِ چرخ تھا ہمسایہ اُسکا
سبق آشنا بندہ چمک تھی
گزر انسان کا نہ و غل دیوان
کہا یون نے دلمین بسر کوہ
سوے لنکا چلا ابنِ صبا شاد

رہے فرخ ترا بخت مظفر
کسی شیطان نے دیکھے اُسکو مارا
کیا حالِ برادر اُسنے جب گوش
کہا ہم اور جٹائُو دونون بھائی
نہ لایا تاب وہ خورشید کی تب
جلے پر آتشِ مہر سما سے
یہان آئیگا انگد تھا کہا رام
نمایان ہونگے اب پھر پر و بال
یہان بالغ ہو ہنیا بجی سے
جسے بل ہو سمندر پار جاوے
کمالِ ناتوانی سے ہون مجبور
ہنومان دلاور تھا جو خاموش
سمندر کے تجھے طوفان کیا غم
غرض ابنِ صبا بے غم و باک
یہ کہکر ساحلِ دریا کی جست
نہ بیمِ موج نہ گرداب کا ڈر
یہان آب تھا اک دیو پُرفن
پکڑ کر اُسکا سایہ وہ ستمگر
اُسے ابنِ صبا بس قتل کرکے
عجائب شہر دیکھا طرفہ بازار
معطر ہر طرف باغ و گلستان
رواق چرخ سے رفعت مین بالا
طلائی برج اُسکے زر فشان سب
در و دیوار اُسکے سب سنہلے
[illegible] شیطان کا دیکھا اک لشکر
یہان یاور نہ کوئی یار تیرا
فرشتون نے ادھر سیتا کو بھیجا

فدا اُسپہ ہو تیرا برادر
عروسِ رام کو لیکر سدھارا
کیا غم ہجر کا دل سے فراموش
سنا کہنے تھے ہم مطلق جدائی
ہوا سوے زمین گرنے دونون دا بس
گرا مین خاک پر اوج ہوا سے
مسلم ہو گئے پر بے رنج و آلام
مفصل تم سنو سیتا کا احوال
بہت گھبرا رہی ہے بے کسی سے
خبر سیتا کی وہ لنکا سے لاوے
مرے نزدیک مطلق کچھ نہ تھا دور
کہا اُس سے شہِ خرسان نے ذی ہوش
کہ مالک ہے ترا خود ساکن یم
گیا آہنگ لنکا جست و چالاک
قدم جس کوہ پر رکھا ہوا پست
ہوا وہ صورت ماہی شناور
ازل سے تھا پرندونکا وہ دشمن
ہوا سے کھینچ لیتا تھا زمین پر
کنارے پر گیا دریا اُتر کے
چمن ہر خانہ و ہر کوچہ گلزار
کھلے جسمین گل نسرین و ریحان
نگار و نقش مین گلشن سے اعلا
جڑاؤ لعل و گوہر مین مکان سب
لگے برجون پہ سونے کے پھریرے
بہم لڑتے تھے کُشتی ہر جگہ پر
گزر لنکا مین ہے دشوار تیرا
کہ دیکھو زور دل ابنِ صبا کا

خوش آئی مادرِ یاران سرِ راہ
یہ کہکر چل دیا منھ مثلِ گلخن
خبر سیتا کی مین لنکا سے لاؤن
ولے سُرسا نے کچھ کہنا نہ مانا
گیا سُرسا کے آگے خشمگین تر
کیا سُرسا نے منھ تب چار فرسنگ
کیا ہیمون نے تن کوتاہ ناچار
کریگا یہ جن و عفریت کو زیر
زنِ جن اک بنامِ لنکنی تھی
کہا تو کون ہے کسکا ہے بندہ
چلا بیخوف تو کون اے جفاکار
ہوا پُر خون دہانِ تنگ اسکا
کہا برہما کا سب سچا ہوا آج
سحر سے قاصدِ شاہِ زمانہ
گیا زیرِ رواقِ شاہ لنکا
ہوا پیدا ار آوازہ جرس پر
صدا یہ سُنکے ہیمون اندرِ ہوش
بشر کا کھینچتے ہین جن پہ بہا ست
عجب کیا ہے کہ ہو میرا مددگار
گراے شاہنشہِ کونین کے یار
جو دیکھی صورتِ ہیمون ہوا شاد
کہا ہون اے برادر قاصدِ رام
ادھر ہے دونون بھائی صید افگن
خبر پائی کہ ہے لنکا مین سیتا
عیان کر مجھ سے جو اسکا ہو بھید
کرونگا جان و دل سے خیر خواہی
ولے چوکی وہان ہے ترجٹا کی

کہا ہیمون سے اُسنے ای نکوخواہ
کرے تا لقمہ ہیمون کو ہمہ تن
شہِ کونین کو جاکر سناؤن
بہت مشکل ہوا ہیمون کو جانا
وہ دوڑی کھولکر منھ مثلِ اژدر
نظر آیا قدِ موزون سے پھر تنگ
نکل آیا دہن مین جاکے یکبار
بصورت بوزنہ باطن مین ہے شیر
جسے حس و بشر سے دشمنی تھی
چلا بیخوف یون لنکا کے اندر
کہان بندر، کہان راون کا دربار
رُخِ شبگون ہوا گلرنگ اسکا
کرو اب شوق سے لنکا کو تاراج
پھرا تا نیم شب خانہ بخانہ
کسی جا پر نظر آئی نہ سیتا
ببھیکن شاہ لنکا کا برادر
تحیر سے ہوا سرتا قدم گوش
یہان آیا کہان سے رام کا دوست
کہ ہوتے ہین بہو تمین ابھی نکوکار
مری مشکل مین ہو تمدم مددگار
کہا ای دوستدارِ نیک بنیاد
کہ ہے وہ بادشاہِ خاص و عالم
ہو بے رونق فزاے دشت و گلشن
اسی کی جستجو مین مجھکو بھیجا
کہ ہے تجھ سے مجھے اب چشمِ امید
سر آنکھون پر مرے فرمانِ شاہی
رسائی ہے بہت مشکل ہوا کی

مین آئی ہون ترا زور آزمانے
کہا ہیمون نے تب سُرسا سے ہنسکر
تب آؤن تیرے آگے دست بستہ
کیا آبِ غضب نے جوش تن مین
دہان ہیمون نے قد اپنا بڑھایا
کئی بار اُسنے منھ یون ہی بڑھایا
اُسے جب عاقل و ہشیار پایا
دعا دیتی ہوئی سُرسا گئی گھر
درِ لنکا پہ تھی کافر کی چوکی
جہانتک شہر کے تھے مرد و زن
یہ سُنکر بوزنہ نے بے محابا
کہا ابنِ صبا سے ای خوش انجام
یہ کہکر وہ ہوئی غلطان زمین پر
صبا کیطرح ہیمونِ خردمند
ہوا مایوس دل مین قاصدِ شاہ
لگا دلشاد لینے رام کا نام
کہا دل سے یہ کس گل کی مہک آج
کرونگا اس سے اب مین آشنائی
دہان ہیمون نے تب زیرِ مکان سے
یہ سُنتے ہی نہ دلمین تاب لایا
کدھر آیا کہان تیرا مکان ہے
شہنشاہِ دو عالم رام و لچھمن
اُڑا لایا کوئی شیطان پُر رام
یہان کے تو ہے نیک و بد سے آگاہ
ببھیکن نے سُنا جب رام کا نام
اُڑا لایا ہے شاہِ لنکا اسکو
گذر تیرا کہان ہوگا ہنومان

نہ پائیگا تو مجھ سے آج جانے
سوے لنکا مجھے جانے دے مادر
نہ مجھ وارستہ کا تو روک رستہ
لگا کف آنے ہیمون کے دہن مین
دہانِ تنگ مین اُسکے نہ آیا
قدِ بالا نہ ہیمون کا سمایا
یقین اسدم دلِ سُرسا کو آیا
گیا خوش بوزنہ لنکا کے اندر
وہ نادان دیکھکر بندر کو چونکی
ازل سے ہون مین اُنکی جانکی کی
بروے لنکنی مارا طمانچہ
ہوا معلوم تو ہی قاصدِ رام
گیا ابنِ صبا لنکا کے اندر
پھرا ہر کوچہ و برزن مین ہر چند
خروسِ صبح نے دی بانگ ناگاہ
کہ تھی اُسکو ہمیشہ اُلفتِ رام
کہ جسمین سر بسر بو ہے وفا کی
نہوگی آشنا سے بے وفائی
کہا آہستہ یون شیرین زبان سے
ببھیکن اُٹھکے زیرِ بام آیا
اگر ہو دوستدارِ حق کا یہان ہے
عیان ہین مثلِ مہر و ماہ روشن
عروسِ ناز پرور جانکی نام
اگر لایا ہو کوئی دلبرِ شاہ
کہا ہیمون ازل سے بندۂ رام
بہ اسوک باٹکا بٹھلایا اسکو
ہزارون دیو اُسجا ہین نگہبان

کہا کچھ غم نہین اے شاہِ دیوان — شہ کونین ہے میرا نگہبان
وہان آیا شہِ وہ فرق ناگاہ — لیے کافر بتانِ چند ہمراہ
فرشتے دیکھکر جنکو ملین ہاتھ — نظر آئین وہ پریان دیو کے ساتھ
کہا راون نے اے ماہِ دل افروز — تری مین یاد کرتا ہون شب و روز
جدائی ہے تری اب ناگوارا — دکھا دے آج روی عالم آرا
خبر تجھکو نہین اے بے حیا ہے — مرا مالک شہِ ارض و سما ہے
کہان شاہِ دو عالم اور کہان جن — قریب آئے ہین تیری موت کے دن
ہوئی خاموش اتنا کہہ کے سیتا — ہوا آتش غضب سے شاہِ لنکا
یہ اپنے دلمین کر کے نیت جزم — کیا قتل عروس رام کا عزم
وہ تھی اونکی سب زوجونمین ممتاز — سبھون کی حسن و خوبی مین سرافراز
کہا شوہر سے ای فخرِ شیاطین — نہین ہے بادشاہونکا یہ آئین

کرین بیگانہ زن پر ظلم و بیداد — کرین عصمت کسی لاکے برباد
چلا یہ سن کے شاد و فرحان — ہوا شاخِ شجر مین جا کے پنہان
ادا مین ایک سے تھی خوبتر ایک — جواہر مین سراپا غرق ہر ایک
نظر آیا جو سیتا کو وہ دشمن — لجائی اور سمٹی وہ ہمہ تن
نہین معلوم تیرا دل کدھر ہے — مرے دلکی نہین تجھکو خبر ہے
کہا تب جانکی نے ای ستمگر — قضا اب کھیلتی ہے تیرے سر پر
مجھے لایا تو اُس کے غائبانہ — نہین غیرت ہے ای خصمِ زمانہ
خبر لنکا کی لے جلد اسیہ قلب — زرِ خالص ترا ہوگا مسِ قلب
علم کی تیغ اُسنے ہمدمِ برق — سرِ ہر تھی جو آبِ زہر مین غرق
زنِ راون جو اک سرو سہی تھی — جمال و حسن مین رشکِ پری تھی
وہ رشکِ بوستان آنکے تھی ساتھ — لیے ناز و ادا سے ہاتھ مین ہاتھ

## ہنومان جی کا سیتا جی کے پاس اسوک باٹکا مین ہی رامچندر جی کی انگوٹھی لیجانا



یہ سیتا ہی عروسِ شاہِ کونین — پرستش اسکی کر بالا اے قرۃ العین
زروے بید قتلِ زن خطا ہے — خلافِ بید کرنا ناروا ہے
کہا دیوون سے سیتا کو ستاؤ — شتابی بر سرِ مقصود لاؤ
ہوئی سیتا یہ سنکر دل مین غمناک — ہوئی غم سے دُرافشان نرگسِ پاک
ہوا آنکھونکا اشکِ خون سے وہ حال — کبھی گوہر نکلتے تھے کبھی لعل
غضب غم سے ہوا تن آتشین بار — ہوئی ہر آہ سوزان سے شرربار

سیہ رو ہو نہ دنیا مین حیا سے — ارے کافر ذرا ڈر تو خدا سے
کہا مندودری نے اسطرح جب — ہوے لنکا پتی ناچار وہ تب
اسے یکماہ کی دیتا ہون مہلت — پھر آگے حق مین اسکے ہے قباحت
سرِ مژگان سے کی وہ خون فشانی — ہوئے قطرات خون لعلِ یمانی
سحابِ چشمِ تر نے وہ کیا جوش — اڑا غیرت سے بحرِ شور کا ہوش
گرے جو گرم آنسو خون آمیز — ہوے موے مژہ ہم شکل گلریز

وہ عالم منہ پہ تھا اشکوں کا ان کا
تسلسل جیسے آب غور نے کی جدائی
ہوئی عاجز جو راون کے ستم سے
کہ اے پیر جفا اندیش و بے رحم
تو خوش کس دشمنی کا اب نکالا
نہیں صورت کوئی ہے زندگی کی
دل نالاں ہے یوں بیتاب تن میں
کوئی تدبیر کر راہ کرم سے
کہ میں نے آج شب کو خواب دیکھا
نہایت غم سے تو زار و نہار دلگیر
ذرا دل میں جو خواب ترجٹا سے
سر شاخ شجر سے جبکہ اُس جا
انگوٹھی چھوڑ دی سیتا کے آگے
ہوئی تابندہ وہ مثل ستارہ
بچشم غور اس پر جب نظر کی
فرشتے کی بھی ہے سب فکر جو تھی
کہا یہ رام کی انگشتری ہے
یہ ہے اعجاز اس انگشتری کا
تجسس کے لیے بھیجا ہے مجھکو
کہا رو رو کے ای غمخوار ہمیر
یہ سنتے ہی ہنومان دلاور
کہا ہیموں کی ای فرخندہ انجام
ملے تم کس طرح شاہ جہاں سے
ہوا باور دل سیتا کو اس دم
کہ میری یاد با عہد وفا ہی
نہ دن کو چین ہے نہ شب کو آرام
برنگ زاہدان پھرتے ہیں بن بن

فلک پہ جس طرح ہو کہکشاں کا
فغاں آونے کی آشنائی
لبوں پر جان آئی درد و غم سے
غریبوں پر نہیں ہے کچھ تجھے رحم
کہ گرداب بلا میں مجھکو ڈالا
کہ ہر دم درد و غم کی ہے ترقی
کہ بلبل جس طرح بے گل چمن میں
کہ مجھکو ڈالا ہے ہجر درد و غم
کہ اک بندر نے پھونکی آ کے لنکا
کہ جلد اس خواب کی ظاہر ہو تعبیر
لگیں پشیمانیاں سیتا کے پا سے
ہنومان دلاور نے یہ دیکھا
کہ جب کے دیکھنے سے رنج بھاگے
کیا سیتا نے حیرت سے نظارہ
شہ عالم کی پہچانی انگوٹھی
غنی ایسی کہاں سچی انگوٹھی
تری بخت رسا کی مشتری ہے
نہو گا ڈر تجھے جن دیو ہی کا
نشانی یہ عنایت کی ہے تجھکو
نہاں ہے کس لیے لا رہبر
گرا خوش ہو کے پاؤں جا کی پر
تو ہی لایا ہے شاہنشہ کا پیغام
ہوئی قربت تمہیں حاصل کہاں سے
انگوٹھی ہاتھ میں لی شاد و خرم
یکایک گوشۂ دل سے لگائی
پئے ایذا ہے ہر دم دیو خودکام
جلائے آتش غم نے تن و من

دل سیتا پہ ہجر شہ سے اس دم
ہوئی غمخوار و مونس بیقراری
نہ دیکھا خرام جسکے کوئی دمساز
ارے بیدرد کیا میری خطا ہے
کہا رو رو کے یوں پھر ترجٹا سے
مصیبت میں تو ہے ہمراز میری
نہ آتش ہے نہ پانی کیا کروں ہاے
تشفی ترجٹا نے کی یہ سنکر
ہوے لنکا میں داخل رام و لچھمن
کیا جب ترجٹا نے یہ بیان خواب
کہا سیتا نے یہ سنکر بصد غم
کہ سیتا درد و غم سے جان بلب ہے
گری انگشتری دیوں میں پر
جو چمکی وہ زمین پر مشتری سی
کہا ہے کون ایسا دیو شاہین
انگوٹھی دیکھکر سیتا نے کی آہ
نگین پر نام ہے جو رام کا نقش
میں لایا ہوں پیام شاہ دوران
سنی سیتا نے یہ آواز جس دم
جو لایا ہے پیام رام و لچھمن
نظر آیا جو سیتا کو وہ بندر
بیان کر مجھسے اے بندر یہ مضمون
حقیقت کی بیان ہیموں نے ساری
کہا رو رو کے اے فرخندہ پیکر
کروں ضبط غم و فرقت میں کیونکر
کہا ہیموں نے اسے اُم زمانہ
غم فرقت سے بیکل ہیں شب و روز

ہوئی یوں مشتعل جب آتش غم
ہوئی ہمراز و ہمدم آہ و زاری
کیا اس دم فلک سے شکوہ آغاز
جو تو یوں درپئے جور و جفا ہے
مصیبت میں تنگ ہوں رنج و بلا سے
غم فرقت میں ہے دمساز میری
جلوں ڈوبوں میں کس طرح آہ اے
کہا غمگین نہو اے ماہ پیکر
مجھے ملکر کو دیا ہے ہم راون
ہوئیں بربادی سنکر دل میں بیتاب
زہے طالع قدم دیکھونگی جس دم
وبال جان فراق رام اب ہے
گرا گویا کہ گلبن سے گل تر
نظر آئی اسے انگشتری سی
کہ لایا رام سے انگشتری چھین
کہ ہیموں نے لب شیریں سے ناگاہ
یہاں پر ہے یہ تیرے کام کا نقش
جہاں نہیں نام ہے ہرا ہے ہنومان
نظر کی ہر طرف با چشم پرنم
دکھاتا کیوں نہیں ہے رو روشن
ہوئی حیران نہایت دل کے اندر
ہوے کیونکر ہم انسان و ہیموں
ہوئی شکر یوں ہے جس طرح یاری
خفا میں مجھ سے کیا دونوں برادر
کہ ہے جور عدو سے غم لبوں پر
جدائی میں تری شاہ زمانہ
زیادہ ہیں انھیں تمسے غم و سوز

خبر اتنک نہ تھی کچھ آشکارا
کہا سیتا نے فوج شہ میں بندر
کہا مجھ سے قوی زیادہ ہیں بندر
غم و رنج سفر سے ہو نہیں بیتاب
کہا سیتا میں لاکھوں جن نگہبان
چلا یہ کہکے سیتا سے وہ پُرفن
بر شیرین تھے ہر نخل انبار
رحین نغمہ سے مرغ چمن مست
ہوا جب میوۂ شیرین سے دل سیر
کہ پھل کھائے درختوں کو اکھاڑا
اُجاڑا باغ شکل باد صرصر
اکھاڑے بیخ و بن سے پیڑ سارے
قوی بازو قوی ہیکل قوی دل
وہاں جب باغبان ہیموں نے مارے
اُجاڑا باغ شاہ نیک منزل
کہ لانا زندہ ہیمونکو پکڑ کے
لیے ہمراہ شیطان سیہ فام
ہنومان قوی بازو نے کی جست
رہے سب تق سہ مثل درختان
یہانتک گرز مارے اور جنگل
کسی کا غنچہ سان لب خون سے تر تھا
ادھر دیو کا تھا اک جمع میلا
ہوئے سب زندگانی سے جو نومید
ہوئے سب غرق سیل خون تا فرق
لڑائی میں ہوا غالب جو بندر
گئے راون کے آگے سب گریہ دان
ہوا شکل چنار آتش غضب سے

جدائی تھی بنا چاری گوارا
تمھیں لیسے ہیں یہاں سمجھو تمھی
کہ توڑیں پُشت پیل و ضیغم نر
کئی دن سے ہو تمنے دانہ و آب
گُرشکل ہے تیرا اے ہنومان
گیا دلشاد سوے باغ راون
ہر ہر شاخ میوے سے گرانبار
بآب تازہ ہر گلبن بروزست
لگا پھرنے چمن میں صورت شیر
ہرا باغ راون کا اُجاڑا
ہر نخل خشک چھوڑا کل تر
جو ہوئے باغبان جھنجھلا کے مارے
نہ تو شیر زیان جسکے مقابل
در راون پہ سب جا کر پکارے
کیے سب باغبان شاہ بسمل
سراپا طوق آہن میں جکڑ کے
میان باغ آیا کود کس خام
اکھاڑا باغ سی نخل زبردست
مچایا غل بہ بانگ شور بختان
کیے منہ لال سب جسکے صورت گل
کسی کا شکل گل ٹکڑے جگر تھا
ادھر تھا باغ میں ہیموں اکیلا
بہت ہیبت سی کانپے موت بید
کہ نیلوفر میان آب ہو غرق
سب ہوا دیو کا لشکر
گئے بیجان
ہر اک شبنم تر اشک ریزان
ہر ناجا کے
ہوا غصہ کہا جھنجھلا کے
غضب

لگے کہنے اب خبر میری زبانی
دکھایا جب وہ جسم کوہ پیکر
ہوئی سیتا کے دل کو تب تشفی
اجازت ہو تو لون اِس باغ کا آم
کہا دیوؤن سے مجھکو کچھ نہیں ڈر
سماں دیکھا وہاں سرسبز چمن کا
شگفتہ ہر چمن میں لالہ و گل
غرض تھا بھوک سے ہیموں جو بیکل
دم سیر چمن شوخی سے اُس جا
جہانتک تھے گل و سرو و صنوبر
چمن میں دھوم بندر نے مچائی
ہوا غل ہر طرف لنکا کے اندر
کیا پامال سارا باغ راون
کہ باغ شہ میں اک آیا ہے ہیموں
سنی راون نے جب دیونکی فریاد
کہا راون نے جسدم یہ پسر سے
جو آئے دیو جن شور و شغب سے
چمن میں دور سے ہر شو ہلایا
چلا ہیموں مثال شیر سرکش
ہوئے تن سب کے شکل لالہ پرداغ
گل صد برگ سان باحسرت و درد
کمال عجز سے دیو سیہ لب
ہوئے زخمی بضرب شاخ پرخار
کیا ہر چند شیطانون نے غوغا
ملایا خاک و خون میں خیل دشمن
سنا دہ فرق نے سب دیو مارے
نہ لائے بوزنہ کو جو پکڑ کر

گرے تیجے سوے لنکا فوج رانی
زمین پہ پانون اور سر آسمان پر
ادب سے بوزنہ نے عرض تب کی
بر شیرین کرو تمہیں نوش دلخواہ
کہ دشمن ہے نگہبان ہے قوی تر
عجب عالم نظر آیا چمن کا
خرامان ہر طرف طاؤس و بلبل
فرح سے خوب کھائے توڑ کر پھل
کیا ابن صبا نے یہ تماشا
کیے پامال ہیموں نے سراسر
کہے تو باغ میں آندھی سی آئی
کہ آیا ہے کہیں سے ایک بندر
نہیں زنہار ہاتھ آتا ہے دشمن
کیا ہے ظلم اُسنے حد سے افزون
کیا اپنے اچھے لڑکے کو ارشاد
چلا دلشاد وہ حکم پدر سے
کیا ہیمون پہ حملہ ہر طرف سے
کوئی نزدیک ہیبت سے نہ آیا
سبھون کے توڑ ڈالے تیر و ترکش
ہوا سینہ ہر اک کا غیرت باغ
سیہ کارونکو چہرے ہو گئے زرد
اتار آسا ہوئے دندان نما سب
پڑی گویا سبھون پہ مار پر آ
ولے آسیب ہیمون کو نہ پہونچا
ہوا کشتہ اچھے فرزند راون
ہزارون دیو اک بندر نے مارے
نہ آنے پائے وہ لنکا کے اندر

گرا جی ایک تھا فرزند راون
سراپا فیل وہ ضیغم سے قوی تن

قوی بازو قوی پشت و قوی دست
ہوئے پندار و نخوت سے سدا مست

پسر کا ولیمین اون کو جو تھا داغ
بلا کر اسکو بھیجا جانب باغ

وہ کافر باغ مین اسطرح آئے
درختون پہ گھٹا جسطرح چھائے

سیہ کارون نے آکرون کی کی رات
سر ہیمون پہ کی تیرونکی برسات

گیا لشکر ستمگارون کا درہم
ہوا سے ابر ہو جسطرح درہم

کسی کا پیٹ چنگل ہو گیا چاک
کسی کے منہ سے کاٹے کان اور ناک

بہت دیوؤن کے مارے تیز خونخوار
دئے ہیمون پہ سب خالی گئے وار

جو دیکھا ابن راون نے کہ زنہار
نہین ہیچ تاہی ہیمون اب گرفتار

کہا گر تو ہے پابوس برہمن
تو کر زنار کو اب طوق گردن

درون رشتۂ زنار آیا
بکار رشتہ گلا اپنا بندھایا

گرفتاری مین ہیمون کے تھا شوق
کوئی زنجیر لایا اور کوئی طوق

بجا فوج عدو مین شادیانہ
ہوئے ہیمونکو لیکر سب روانہ

نظر آیا جو راون کو وہ ہیمون
ہوئی چشم غضب لوہو کی خون

نہ دیکھا ہے کوئی ایسا گستاخ
کہ توڑے باغ کے سب پیڑ و شاخ

پراگندہ کیا سب تو نے لشکر
مگر لائی قضا تجھکو یہان پر

ارے مین رام کا پیغامبر ہون
کہ ہون ابن صبا اور نام ہیمون

اسی کی جستجو مین بے محابا
سمندر پھاند کر آیا ہون اسجا

ابھی ہی خیر جو باعزت و جاہ
کرے تو جانکی کو میرے ہمراہ

عداوت مین نہین کچھ منفعت ہے
اسی کی بندگی مین مغفرت ہے

مناسب ہے کرون مرشد کی بیعت
مجھے کیا خوب کرتا ہی ہدایت

کرو سب ملکے اسپر تیغرانی
کہ تن کو اسکے ہو سر سے گرانی

خلاف بادشاہان ہی یہ قانون
کہ پیغامی کا کیجیے بیگنہ خون

یہ سنکر الغرض بولا ستمگر
کہ چھوڑو بوزنہ کو دم جلا کر

ہو دیوؤن کو جب یہ حکم راون
گرے ہیمون پہ ہر جانب سے دشمن

شتابی ظالمون نے اسکی دم پر
لپیٹا صورت مشعل سراسر

ہوئے حیران دیوان سیہ بخت
اٹھا لائے سبھونکے جامۂ رخت

برنگ عدو جو وہ پر غضب تھا
جہانمین میگھناد اسکا لقب تھا

بدر آیا وغا خونین نہنگے
بمیدان جدل غرتین پلنگے

یہان باغ آیا وہ سیہ کار
ہزارون ساتھ اسکے دیو کفار

نظر آیا انھین ہیمون جو شہزور
مچایا ظالمون نے رند سان شور

زبس تڑپا برنگ برق ہیمون
گرا جسپر وہ سیہ پر پی گیا خون

جسے پکڑا اسے دانتون سے کاٹا
لہو ہے خون سر بسمل کا چاٹا

ہوئے سب غرق بہتا یا لہو مین
پریشانی پڑی فوج عدو مین

بہت جادو کی دیوؤن نے تدبیر
کسی ڈھب سے ہوا ہیمون نہ تسخیر

منگایا رشتۂ زنار باریک
گیا لیکر اسے ہیمون کے نزدیک

جو کی فرزند راون نے یہ گفتار
ہوا ابن صبا لڑنے سے ناچار

بندھا ہیمون جو دیوونمین پڑا غل
ہوئے دلشاد و خندان سب جزو کل

غرض دیوؤن جدونہ کو پکڑا
سبھون نے ملکے زنجیرونمین جکڑا

حضور خسرو عفریت شیطان
گئے ہیمونکو لیکر شاد و خندان

زبان تلخ سے بولا ستمگر
ارے تو کون ہی کس کا ہی بندر

کیا ولیمین تو نے خوف راون
لڑا دیوؤن سے بیباکانہ دشمن

سنا جسدم کلام دیو ناپاک
کہا ہیمون نے تب اون سے بیباک

ستم تو نے کیا ہے دیو خود کام
کہ لے آیا اڑا کر زوجۂ رام

مجھے دیوؤن نے بے تقصیر مارا
نہ دیکھا جز لڑائی مین نے چارا

فلک پر مہ زمین پر تا ہی ماہی
رہے لنکا مین تیری بادشاہی

کہا راون نے سنکر از رہ قہر
بلا کیا خوب بندر مجھکو مرشد

غرض راون نے دیوؤنکو بلا کر
کہا ہی یہ بہت گستاخ بندر

بھبھیکن نے کہا تب ای برادر
ستم لازم نہین ہے بوزنہ پر

سزا مارے در ہو جو اسکے لائق
نہ لے تو اپنے سر پر خون ناحق

جلیگی دم تو ہوگا جی سے عاری
کہ دم ہوتی ہی ہیمون کو پیاری

تلاش پارچہ مین کی تگ و دو
جہانتک ہاتھ آئے کہنہ و نو

جو دیکھا بوزنہ نے یہ تماشا
بڑھائی دم کئی فرسنگ اسجا

سفید و سرخ و سبز و نیلہ و زرد
جہانتک تن مین پہنے تھے وہ دم پر

غضا تو بھی نکی کپڑوں نے دم پر
ہوا صرف اسقدر روغن وہان پر
دم ہیمون ہوئی افروختہ جب
بذوق و شوق سے پھر تماشا
علم کی دم بسوئے چرخ اخضر
صبا نے اپنے بخشے اسکو شہپر
لگی ہر موج قصر زرین آتش
کبھی کود ایہان پھاند وہان پر
جو کی اس برج سے اس برج پر جست
سیاہی سے ملی سونیکی زردی
دم ہیمون ہوئی نار شرربار
ہوا آتش سے گلخن ہر گلستان
سراپا شعلہ افشانی سے بے ریو
سراپا تن جو آتش سے ہوا داغ
ہوئی آتش وہان یون شعلہ افروز
تمامی جنس بزازان نامی
ہوئے یہ سنکے خوش بزاز ناکام
انھین آیا وفور غمسے کمخواب
جلی دوکان حلوائی کی جب دم
گمان کرتے تھے سب ہیر خود منند
پڑا جو موج آتش کا تھپیڑا
ہمکتی سوختہ تیران تھین ہر سو
بچھوڑا کوئی دیوار و در و بام
بھڑک اٹھتی تھی یون پانی بھی دو اور
سی آتش کے سب ہین یہ سراپا
بھبھکین نبود کچھ تھا جو برحق
بجھائی دم کو دریا مین پڑا شور

ہوئے کفار تب جامہ سے باہر
چراغون کو نہ تیل آیا میسر
تماشائی ہوئے پیر و جوان سب
ہوئے سب جمع اوباشان لنکا
ہوائی کی طرح اوج ہوا پر
گئے کیطرح وہ پہونچا فلک پر
ہوئے نالان جن و شیطان سرکش
اڑا آگہ اس مکانسے اس مکان پر
گیا بالا کبھی آیا سوئے پست
ہوئے برج طلائی لاجوردی
لگے جلنے تمامی شہر و بازار
نہ سرو چمن سرو چراغان
ہوا ہر نخل آتشبازی کا دیو
ہوئے طاؤس سان ہر طائر باغ
چنار آسا ہوئے ہر شعلہ پرسوز
ہوئی آتش سے جل جلکر تمامی
کہ تھے آنکھو نکے اندھین گھر نام
رہے بستر پہ ساری رات بیخواب
کہون کیا تھا جو شیرینی کا عالم
شکر پارے ہین یا ہین یہ قند
لگا دوکان کا کچھ تھل ٹپڑا
شب تاریک مین جسطرح جگنو
کبے پختہ جلا کر جسرہ خام
کہ روغن سی ہوا آتش تیز جسطور
زمین پر زرد گردون پر ستارے
نہ آنچ آئی لنکا کو اسکے مطلق
سراسر آب شیرین ہوگیا شور

ہزاروں من منگا کر تیل ڈالی
ہوئے مجبور جب شیطان سرکش
ہوا چاروں طرف لنکا مین غوغا
نظر کی دم پہ پہونچے وہان جب
جلانے کا ادھر تو تھا بندوبست
ہوا پر ہر طرف دم کو ہلایا
زبس ابن صبا تھا شوخ و گستاخ
برنگ برق ہیمون تیز پر تھا
فروغ نار سے لنکا مین تھا دور
ہوئی جو باد و آتش مین بہم لاگ
ہوا ہنگامہ آتش وہ برپا
پڑے ہر شاخ پر دو شعلہ نار
برنگ شعلہ ہر بوٹی جڑی تھی
پڑی جو شعلہ جوالہ کی تاب
لگی بازار مین آتش سراپا
بہ نیرازی مین انداز چمن تھا
متاع سوختہ پر جب نظر کی
یہ تھا آتش کا اسجا گرم بازار
دکانہین سکی جتنی تھالیان تھین
وہ انگارہ کی تھالونسے لپک تھی
یہ رنگ آخر وہان آتش نے بدلا
جلائی اسنے لنکا بالا بالا
بہت شیطان دوڑ کے لیکے پانی
وہ لو آتش کی اٹھتی تھی کہ حق ہی
گرے جو برج زر لنکا سے جلکر
غرض اسطرح سب لنکا جلائی
پڑی آتش کی گرمی سی تباہی

دم ہیمون سیہ کاروں نے تر کی
لگادی عاقبت گھبرا کے آتش
چلو دیکھین عجائب ہے تماشا
کہ آتش مشتعل ہے تیز تر آب
زمین سے ناگہان ہیمون نے کی جست
ہوا سے زور آتش نے جو پایا
لگا وہ جست کرنے کاخ بر کاخ
کہ پل مین اسطرف پل مین ادھر تھا
ہوا ہر برج زر غبارۂ نور
لگی ہر خانہ و ہر قصر مین آگ
قیامت کیطرح تھا شور و غوغا
کھلے ہر نخل گلشن مین گل نار
کہ ہر شاخ گل افشان پھلجھڑی تھی
ہوئے و انغ سیہ جل جلکے سرخاب
عجائب ہر دکان مین تھا تماشا
کہ تھا جو پارچہ وہ گلبدن تھا
کف افسوس مل مل چشم تر کی
کہ تھا بازار رشک صحن گلزار
ہر اک مین آگ کی چنگاریان تھین
ورق کی برفیون کی یا چمک تھی
کہ جامن ہوگیا جل جل کے خرما
جلے کرتے رہے سب آہ و نالا
بجھانے مین بہت کی جانفشانی
اسی کا عکس اب تک یہ شفق ہے
وہی ہین کوہ نیلم جا بجا پر
سمندر مین قدم سوزان بجھا کر
ہوئے دریا مین بیکل مرغ و ماہی

ہوا آتش سے پانی سر بسر گرم
حباب آتشین پانی کے اوپر
کہا اے مادرِ مخترِ زمانہ
عطا کیجے زراہِ مہربانی
ترے دیدار سے اے قرۃ العین
وبالِ جان ہے اب شہ کی جدائی
سمندر ہے یہ لنکا شور افگن
کہا سیتا سے تب ہیمون نے رو کر
تشفی رکھ ذرا اے ماہ پیکر
اُتارا اپنا چوڑا من شتابی
نہین ہے عاشقِ شیدا کو اب تاب
ہوا آکر شہِ خرسان سے ہمدوش
چلے کرتے ہوئے وصفِ ہنومان
خبر لو لایکایک آکے دربان
بروزِ احسن و فالِ نکو تر
خبر سیتا کی سُنکر شاہ ہیمون
سبھون نے باکمالِ پارسائی
سمندر پھاند کر لنکا کو پہونچا
کسے طاقت تھی جو لنکا مین جاتا
تو سُنکر گفتگوے شاہِ خرسان
نشانی دیکے شہ نے دلربا کی
غمِ فرقت مین تیرے جان بلب ہے
شہنشاہِ جہان یہ حال سُنکر

برنگِ بحرِ چرخِ سبز تر گرم
پھپھولے تھے وہ جسمِ سوختہ پر
مین اب لنکا سے ہو تار ہون روانہ
برائے شہ کوئی اپنی نشانی
ہوا تھا کچھ دلِ بیتاب کو چین
پڑی ہے روح و قالب مین لڑائی
نہنگِ جانستان ہے تمہین آن
کہ حکمِ شہ سے ہون ناچار مادر
کہ لاؤن رام و لچھمن کو بلا کر
دیا اسکو کہا با اضطرابی
جدائی مین پڑی ہے بیخود و خوار
کیا دلشاد انگد کو ہم آغوش
ہوئی مشکل تیرے دم سے آسان
کہ آئے جاموننت انگد ہنومان
ہوئے سُگریو کے پابوس آکر
ہوا انبساط و دلمین حد سے افزون
قدم پر رام کے کی جبہہ سائی
بھگایا لشکرِ عفریت سارا
سمندر سے خبر سیتا کی لاتا
ہوئے شاہِ دو عالم شاد و فرحان
بہت تعریف کی ابنِ صبا کی
گرفتار غم و رنج و تعب ہے
ہوئے دلمین بہت غمگین و مضطر

رہین مُرغابیان پانی کے اندر
غرض ہیمون دُمِ سوزان بجھا کر
بجا لاؤن جو کچھ ارشاد ہو اب
ہوا سیتا کو یہ سُنکر بہت غم
ستم ہے تیرے حق مین تیرا جانا
جگر خون ہے لہو سے چشم تر ہے
مین ہون ماہی صفت اس بحرِ غم مین
وگرنہ کر کے مین لنکا کو تاراج
کرینگے جنگ وہ راون سے آکر
کہ کہنا رام سے دیگر نشانی
ہوا رخصت غرض سیتا سے بندر
سُنایا حالِ لنکا ابتدا سے
میانِ سُگریون شاد کر کے
ہوا سُگریون خوش تب دلکے اندر
شہِ خرسان نے حالِ شہرِ لنکا
غرض سب جسنے ہیمون و ہنومان
کہا تب جاموننت انگد نے رام
گیا راون کے آگے بزعمِ رنگین
جوانمردی جو کی ابنِ صبا نے
ہنومانِ دلاور کو بُلا کر
کہا ہیمون نے اے خانِ کونین
مہینے کی امان راون نے دی ہے
کہا سُگریون سے با دیدہ تر

سمندر مین ہو جس صورت سمندر
گیا ہنستا ہوا سیتا کے آگے
کہ جس سے رام کا دلشاد ہو اب
کہا ابنِ صبا سے رو کے اسدم
کہ دم ہوگا ترے پیچھے روانہ
لبون پر جان آنکھون مین جگر ہے
فرو کر جائیگا بس کوئی دم مین
حضورِ رام لیچلتا تجھے مین آج
تجھے لیجائینگے جلدی چھڑا کر
کہ جلدی بھیجیے اب مہربانی
وہین سے جست کی پھاندا سمندر
ہوئے دلشاد وہ ابنِ صبا سے
بر شیرین و ہانپر خوب کھائے
کہا لائے خبر سیتا کی بندر
کہا سردار ہیمون سے سراپا
ادب سے آئے پیشِ شاہِ ذیشان
کہا ابنِ صبا نے سب ترا کام
خبر سیتا کی لایا چست و چالاک
نہ ہی طاقت ملک کو وہ خدا نے
بٹھایا اپنے پہلو سے قرین تر
جدائی مین تری سیتا ہے بیچین
پس یکماہ عزمِ جان گشتی ہے
کرو اے راستہ جلدی سے لشکر

## آغاز لنکا کانڈ لشکر کشتی کرنا راجہ رامچندر کا واسطے جنگ راون کے اور روانہ ہونا فوج خرس و میمون کا طرف لنکا کے شہر سُگریون سے

کتاب و بید سے پر گُن سال
بیان کرتا ہے یون لنکا کا احوال
کہ سُنکر حال سیتا رام و لچھمن
ہوئے جب کینہ جوے خونِ دشمن

بحکمِ بادشاہِ ہر دو عالم
جوان و کودک و پیران دانا
کرین کیا ہم شمار خرس و میمون
ہوئے تھے وہ خرس و میمون جمع خونریز
شہِ میمون نے پانچون کو برابر
بحکمِ رام خاقانِ زمانہ
لیا دامان رایت فتح نے چوم
جوانمردون نے کی نصرت سے یاری
بفالِ احسن و تاریخ میمون
بجا لشکر نے نہضت کا نقارا
روانہ تھے خرس و میمون یون نہ دریا
بیانِ فوج شادان دونون بھائی
غرض یون شاہ دریا دل کا لشکر
خبر جسدم ہوئی لنکا مین یہ فاش
زبس ہیبت سے گھبرایا بھبھیکن
رہے گلگشت و چمن مین جبتلک آب
رہے تیرا ہمیشہ بخت بیدار
سُنا مین نے ادھر سے رام و لچھمن
بظاہر تو نہین کچھ سرکشی ہے
تو اچھا ہے جو ہوون تجھ سے راضی
بھبھیکن سے کہے یہ ہوئے جو تب نفرین
کہ اے بے عقل و نادان و سیہ دل
زیادہ دبس نکر اب ہرزہ گوئی
کہا سنتے کہ اے سردار لنکا
کرو تم کار آم کی اب جا کے خدمت
بگڑتا ہوا اگر ملنے سے یہ کام
گئے کاخِ دماغ شاہ لنکا

کیا سُگریون نے لشکر فراہم
پلنگ و پیل و ضیغم سے توانا
کہ تھی زور و تلخ سے بیش افزون
کہ چنگل جنگ کے تھی شمشیر سے تیز
جُدا اُنکا نہ کیا سردار لشکر
ہوا لشکر سُوے لنکا روانہ
سعادت کا ہوا تابندہ مقسوم
ہوا اقبال ہمراہ سواری
ہوئے اسوار رام و شاہ میمون
چلے کرتے ہوئے طے دشت و صحرا
سوے صحرا گھٹا اُمڈی تھی گویا
ظفر کرتی تھی آکر پیشوائی
سمندر کے قرین پہونچا جو لشکر
ہوئے ترسندہ سب شیطان و اوباش
گیا با دیدۂ تر پیش راون
رہے تیرا گلِ اقبال شاداب
کہ ہے تو بھائیونکا ناز بردار
سُوے لنکا ہوی ہین صید افگن
نئے سیتا مگر لشکر کشی ہے
کرین سیتا کو دیکر عذر ماضی
مجھے راون کے دلین صورت تیر
جہا مین کون ہے میرے مقابل
نکالو جلد تم حاضر ہے کوئی
بیارک ہو تجھے دربار لنکا
شرف ہو خواہ حاصل خواہ ذلت
کہون جا کر زبانی تیرا پیغام
جو تھا پُر دودِ نخوت سے سراپا

ہزارون خرس و میمون کوہ پیکر
ہوئے سب جمع اسی خیل در خیل
لیے ہاتھونمین ہر اک آہنی گرز
نل و نیل و ہنومانِ دلاور
کیا انگد کو لشکر کا ہراول
نشانونکے پھریرے ہوت برق
لگے تیرون نے اوج چرخ پر سیر
ہوئی پہلے روان افواج خرسان
جلو مین سیکڑون سردار نامی
سُوے لنکا چلا رگھونش کا لشکر
بھم تھا بندرون سے یکجا دل
یہ کہتے تھے لیساول ہر قدم پر
ہوا لشکر فرد کش بر لب آب
بھبھیکن نے خبر جسدم یہ پائی
کہا اے شاہ لنکا صاحب بخت
فلک پر جبتلک ہے ماہ روشن
جنابِ پاک مین کہتا ہون کچھ عرض
بہت میمون ہین ہمرہ تجھ سا شہزور
روا ہے کھینچیے اپنی طرف سے
یہ کہتا ہون برادر خیر خواہی
ہوا غصے سے برہم صورت مار
مرے آگے بشر رکھتا ہے کیا جان
رہِ خشم و غضب سے لات ماری
گنہ ہو عفو اب ہوتا ہون رخصت
دلے یہ عرض کرتا ہون دوبارا
مرے کہنے سے گر ہو صلح باہم
نکی پند برادر اسنے کچھ گوش

توانا و تنومند و تن آزار
کہ تھی ہر اک کو دلمین جنگ کی میل
کرین سو ٹکڑے جس سے کوہ البرز
سکند و گند سے میمونِ قوی تر
خبر بولا شہنشہ سے یساول
درخشندہ ہوا ہے از غرب تا شرق
کھلے پرچم ہمانے وا کیے پر
چلا ضیغم صفت سرتاج خرسان
جبین پر جلوہ گر داغ غلامی
خروشان صورتِ ابرِ سیہ تر
کہ ہو برسات کا جس طرح بادل
بڑھے آو جوانانِ دلاور
ہوئی آب و خورش سے فوج سیراب
کہ آئے لیکے لشکر دونون بھائی
رہے قائم ترا یہ افسر و تخت
رہے پھولا پھلا تیرا یہ گلشن
پذیرا آج کرنا تجھکو ہے فرض
فرو کش ہین کنارِ قلزم شور
مدارا سے عدو عز و شرف ہے
پھر آگے جس طرح ہو حکم شاہی
زبانِ تلخ سے بولا ستمگار
بشر پر ہر طرح غالب ہے شیطان
کیا دربار سے باہر بخواری
بر آئی آرزو تیری بدولت
نہو خاطر پہ گرچہ ناگوارا
نہ کرنا چاہیے لشکر فراہم
ہوا بوئے خودی سے خود فراموش

## آنا بھبھیکن کا جدا ہو کر راون سے واسطے ملاقات حاصل کرنے سری رامچندر جی کے اور سرفراز ہونا خلافت پر لنکا کی

چلا دل شاد لنکا سے بھبھیکن
شہنشہ سے یساول نے یہ کی عرض
شہ بھیمن جو ہمدم ہمنشین تھا
مبادا کینہ آور ہو دغا سے
توقع سے عدو کے مجھکو ڈر ہی
کہا شہ نے برای نیک و روشن
محبت سے جو آیا ہی بھبھیکن
جبین بندگی رکھی زمین پر
لبعد شفقت منگا کر آب دریا
سگ و سارن ہو وجاسوس راون
بصد خواری کیا لشکر سے آزاد
پھرے ہمراہ چار سوائے نیک باطن
وہ خرس و بوزنہ ہین جمع شہزور
گیا تھا پھونک جو لنکا کو بندر
ہوا ظاہر جو دیکھی انکی سج دھج
نہین معلوم کیا کی خیر خواہی
بلے طاقت مین ہی جو صورت پیل
جہان تک فوج و لشکر ہو وہان آب
شہنشہ نے کنار بحر اس جا
بھبھیکن نے یہ سنکر شہ سے کی عرض
نہ کشتی ہی نہ کشتیبان یہان ہے
اگرچہ ہی وہ تیرے تیر مین زور
یہ سنکر شہ لب دریاے اعظم
سمندر نے نہ کی گفتار شہ گوش
کرو نہین ایک تیر آتش سر بر

بشوق بندگی رام و لچھمن
کہ اے دارائے چرخ و مالک ارض
کہا اسنے شہ عالم سے اسجا
مناسب ہی حذر نا آشنا سے
مجھکے ہمدم کمان سدم خطر ہی
مرے آگے ہین یکسان دوست دشمن
مراہی دوست گو ہو لاکھ دشمن
گرا پائے شہ مسند نشین پر
جبین پہ اسکے قشقہ شہ نے کھینچا
یہان آگئے تھے ہمراہ بھبھیکن
گئے لنکا کو وہ باشور و فریاد
بتائی انتہاے فوج دشمن
کہ جسکے آگے ہین پیل مانند مور
سبھون سے وہ نظر آتا ہی کمتر
اتر آئے فلک سے چاند سورج
اسے لنکا کی بخشی بادشاہی
کہ ہو دیکھے سے اسکے روح تحلیل
اسکی رائے پر ہین کار کن سب
بھبھیکن سے کہا ای شاہ لنکا
سمندر کا بڑا ہے طول اور عرض
پیاپے موج کا طوفان یہان ہے
کرے خشک ایک پل مین قلزم شور
بجھا کر کا دبیٹھے شاد و خرم
کیا تب دل مین آب تہ نے جوش
ابھی ہو خشک اکدم مین سمندر

ہوا حاضر ادب سے باسر و عین
بھبھیکن نام راون کا برادر
کہ ہے یہ دشمن شہ کا برادر
نہین واجب ہی اس سے آشنائی
جو ہو وارشاد ای شاہ خردمند
حمایت مین مجھ ہی آوے جو کوئی
غرض شہ نے بھبھیکن کو بلایا
شہنشہ نے جو پایا یار جانی
بدست پاک سر پر تاج رکھا
بحکم شاہ دونون کو پکڑ کر
کہا راون سے ای سردار لنکا
جو کیجے غور با چشم تامل
غضب ہین جرس او ریمون ہین آفت
میان فوج دو لڑکے ہین حسن
انھین کہتی ہی خلقت رام و لچھمن
شہ حمد ور اک سنکر یون ہی نام
خرد و رجا مونت اک ریچھ ہی پیر
زیادہ کیا کہے ممکن ای شاہ و شاہان
وہ کر تدبیر با چکر فلک موج
نظر آتا نہین کو سون کنارا
جگر ایسے کہان جن و بشر کے
دکھین حسب قانون ای شہنشاہ
پے درخواست بحر تا بسہ روز
کہا لچھمن سے با صد اضطرابی
جو دیکھا شہ کو دریا نے غضبناک

حضور بارگاہ شاہ کونین
ترے ملنے کو آیا ہے یہان پر
خوشامد سے مجھے دشمن کے ہے ڈر
جنونکی قوم مین ہی بیوفائی
شتابی ہم کرین دشمن کو پابند
کرون اس سے نہ ہرگز کینہ جوئی
ادب سے وہ حضور شاہ آیا
بھبھیکن پر بہت کی مہربانی
دیا خلعت کیا سردار لنکا
پھرایا بندرون نے گرد لشکر
کہین جاہ و حشم ہم کیا عدو کا
مہ و خورشید کا کم ہے تجمل
فغان فوج ہی شور قیامت
شب حشر ایک ہی اک حشر دوران
ہلا جا کر انھین سے ہے بھبھیکن
اسے کہتے تھے ہی یہ نایب رام
مشیر رام ہے وہ نیک تدبیر
لڑائی یہ نہ ہوگی فتح آسان
کہ اتری پار بحر شور کے فوج
یہان ہوگا بھلا کیونکر گذارا
سمندر پار جب جائین اتر کے
سمندر سے منت مانگیے راہ
سمندر پر رہے شہ ذوق افروز
کمان و تیر لاؤ تم شتابی
برہمن ہوگئے با صد ہیبت و تاب

حضور رام لچھمن اسنے آکر — ادب سے عرض کی گردن جھکاکر
کہ دنیا مین جہانتک بحر و جو ہے — زیادہ سب سے میری آبرو ہے

کبھی مقدور بھر اپنے نیک بنیاد — نہ کیجے قدر عالی ظرف برباد
بنانا چاہیے اس بحر مین پل — کہ اترے پار لشکر بے تامل

دو میمون ہین جو لشکر مین نل و نیل — شبیہ شیر غران صورت پیل
دعا ہے رام انکو ای فرخندہ پیکر — جو چھوڑین آب دریا مین وہ پتھر

ہنوز نہار نسل کا دو وہ غرق — ہر اک مو بات مین میری نہین فرق
ہوا یہ کہکے بس راہی سمندر — کہا شہ نے شہ میمون سے اٹھکر

بحکم شاہ میمون خرس و میمون — ہوئے سرگرم سو کوہ و ہامون
ہزارون کوہ سنگین لاکے یکبار — لب دریا گیے فی الفور انبار

جہانتک اینٹ پتھر ہاتھ آئے — اٹھاکر دشت سے دریا پہ لائے
برہمن نام شاہ ہر دو عالم — بنایا نیل و نل نے جسر محکم

## تعمیر ہونا سینت بند یعنے پل سنگی کا نل اور نیل بندرونکے ہاتھ سے اور تیار ہونا شوالہ رامیشر جی تجویز راجہ رامچندر جی کے



وہان پر شہ نے رامیشر مہادیو — بناکر کی پرستش دلسے بے ریو
ہوا آراستہ دریا پہ جب پل — سپاہ و شاہ اترے سب جز و کل

زبان پر تھا جو انکے نام رب کا — ہوا اک پل مین بیڑا پار سب کا
بظاہر تھا فقط پل کا سہارا — طفیل رام نے سبکو اتارا

وگرنہ کون پہونچاتا انہین پار — کہان بندر کہان یہ بحر زخار
غرض جب فوج شاہ نیک بنیاد — سمندر پار پہونچے جاکے دلشاد

بیابان مرغزار سبزہ و تر — کیے قائم ہر اک جا خیمۂ زر
خیام زرفشان مین رام و لچھمن — ہوے شمس و قمر سان جلوہ افگن

کسی خیمے مین اترا شاہ خرسان — شہ میمون کہین اترا بصد شان
کہین انگد کہین نل و نیل دلاور — سگند و گند سرداران لشکر

ہوئے شاداں فوج و کشتی ہر جگہ تا — پڑا چارو نطرف بید انہین لشکر
نشانونکے پھریرے آسمان پر — ہوئے تابندہ مثل ماہ و اختر

## خبر پانا راون کا راجہ رامچندر اور لچھمن جی کے آنے سے پار سمندر کے

جو خیل رفیع شاہ نیک منزل — ہوا جا کہ سمندر پار داخل
خبرداروں نے راونکو خبر کی — کہ آئی فوج شاہ بحر و بر کی

ال آب دریا موج در موج — بعشق شان بصد شوکت بصد اوج
سنا جب شاہ لنکا نے یہ احوال — غضب سے صورت آتش ہوا لال

دیو و شیطان و پریزاد — کیا ہر ایک سے اسطرح ارشاد
کرو آراستہ لشکر شتابی — نہ آئے تا کہ لنکا مین خرابی

بحکم شاہ لنکا دیو کفار
گیا پھر توپچی کو حکم راون
سپاہ و فوج و لشکر کو گروہ شاہ
کیا پھر خانساماں سے یہ احکام
چلے اسطرح سے دیو سیہ پوش
ہزاروں جنگجو کافر پیادے
سروں پر خود اور سینوں پہ جوشن
ہوئے سب جمع میدانمیں باہم
ہوا سب جمع جب میدانمیں لشکر
بجالاؤں جو ہو حکم شہنشاہ
جو تھا وہ دیگنا وا ین کشجن
بیان خیمہ اترا وہ سیہ دل
جن شیطان تھے ارکان دولت

ہوئے آمادہ سامان پیکار
کہ لائے سب سلاح و خود و جوشن
جہانتک تھے شیاطین پریزاد
کہ حاضر جنگکا ہو سب انجام
کرے جسطرح سیکالی گھٹا جوش
سپر کاندھونپہ ہاتھو نمین دے کیا
سلح بر خونریزی ہمہ تن
سپہ لیے افسوں ہزاروں تیغ بر دم
نقیبوں نے کہا راون سے جا کر
نہ اب کام میں تاخیر کو راہ
جنہیں کو وہ قیامت زشت باطن
سپاہ رام و لچھمن کے مقابل
فروکش سب ہو باشان شکوہ

کھلا سے پہلے در فراش خسانہ
بلائے سب پھر ارباب خزانہ
کہ ہوں سب تنخواہ عشرت سے دیو کس
ہوا جب حکم راون اسطرح پر
ہزاروں ناوک انداز و کمان دار
ہزاروں شہسوار و نکلے رسالے
ہزاروں پہلوانان گران سر
شمار فوج لکھوں کیا قلم سے
سپاہ و فوج ہی لنکا کی تیار
ہوا یہ سنکے راون شادمان تر
لیے سنت ستم میں برق و دم تیغ
کروں کیا عرض اس خونریز کا طول
پڑا دیو و لنکا لاکھوں کوس ڈیرا

سوئے میدان ہو خیمہ روانہ
کہا کھولو ابھی باب خزانہ
کریں تاجان شیرین کا نہ افسوس
ہوئے آراستہ سب فوج و لشکر
ہزاروں نیزہ بازان ستمگر
کہ گھوڑے جنکے انو نمین لیے
بنائے ظلم و کفر و بانی شر
کہ سیح پیچ بیشتر تھی سو بدم
در دولت پہ سب حاضر ہیں سردار
ہوا میدان میں جو ارد جا کی لشکر
سپر کاندھے پہ گویا چرخ پر میغ
کہ جا کے جسمیں گرد ون رستم بھول
قلم نے منہ شمار حد سے پھیرا

## چڑھنا راون کا برج لنکا پر اور دیکھنا تماشہ راجہ رامچندر جی کے لشکر کا اور نشان دینا سارنکا نام و نشان سرداران افواج میمون غیرہ سے

برائے سیر فوج رام و لچھمن
لب ریا یہ دیکھے خرس و میمون
توانا کوہ پیکر صف شکن ہیں
بہت ہی زور طاقت انکا تنہیں
جو آگے ہیں وہ میمون ہے خونخوار
بنام نیک انگد نامور ہے
نہیں ہے اسکے بجز زور کی تھا
وہاں کرتا ہے وہ میمون جو آرام
برنگ تیغ ناخن اسکے ہیں تیز
یہ لشکر ہے جو مثل ابر جوشن
ہر اک گھٹا ہو وہ مد فیل کا ...

چڑھا برج حصار زر پہ راون
نہنگوں کی جگر سے جو شین خون
برنگ ضیغم نر نعرہ زن ہیں
نہونسے مقابل کوئی زن ہیں
تعرف قیامت ہیں مثل اژدہا
یہی باآل دلاور کا پسر ہے
ہدم ہیں پانچ میمون اسکے ہمراہ
وزیر شاہ میمون ہی ملکدام
قوی ہیں بچہ ضیغم سے خونریز
برنگ رعد ہی ہر سو خروشان
غضب آلودہ انکا قہر سے شور

عروج بام سے دیکھا تماشا
کہا سارن نے اے سردار لنکا
نہوں اسکے مقابل ضیغم و پیل
نہیں ہو ونسے قوت یہ طاہین کم ہیں
یہ ظالم ہے قیامت کی نشانی
غضنفر بھاگتا ہے اسکے ڈر سے
زد خیمہ ہے جو سو چپ نمایاں
بروز جنگ اسکا صد مہ گرز
سپاہ پورتر سے با فراغت
یہ ہے افواج خرسان دلاور
نکالیں سینہ کو غم سے آہنت

نظر پہونچی جہانتک سو صحرا
جو دو میمون ہیں یہ خیمہ میں یکجا
یہ دونوں بانی پل ہیں نل و نیل
انہونکے ساتھ بندر دو بدم ہیں
نہیں کوئی دلاور اسکے ثانی
قیامت کا نتیجہ ہے اسکے
بہت بندر ہیں گردا اسکے نگہبان
اٹھا سکتا نہیں ہے کوہ البرز
کریں اتنی کروڑ اسکی اطاعت
ہر اک ہی کوہ سان سمیں بتر
الکھار ہوں منہ سے پیل مست
ن

چہار دہ سہ پدم ہے اُنکی تعداد
یہ طاقت اُسمین ہے باوصف پیری
جو تو یہ دیکھتا ہے جون میمون
برنگ شیر نر ہے اُنکی آواز
اِنھین کا کیسری افسر ہے ذیشان
مکان ہے کوہ کنچن گر مین اُسکا
برنگِ برق انکے گرز ہین تیز
نپش نامے دلاور گرد خونخوار
جماعت سے کرین کیا اُسکے آگاہ
سکھن اس گروہ کا مشہور ہے نام
ازل سے ہے شیاطین کا یہ قاتل
جنون سے زور اسکو بیشتر ہے
ہوا جسپر وزیر پیدا یہ دلاور
سگند و گندو و باد اور گہب ہین
یہ سب میمون ہین تب سے ہین ہمراہ
اسی مین جلوہ گر ہین رام و لچھمن
بزور جنگ ہین دونون دلاور
مکان ہے خاص گر گندر امین اُسکا
غرض سوار ایسے دیکھے کم ہین
تحیر سے بزیرِ بام آیا
اُٹھا کر گرفن سے دست ندیم
پکڑ لاؤ انھین جب کر شتابی
عجب ہے شان فوج و خیل خرگاہ
کہا تب جاموت پُر غرور دے سے
نہین مقصود ہے کچھ شور و شر

سپہ سالار ہے دہومر نکی زاد
کرے رن مین جوان کی دستگیری
ہر اک سے زور مین ہے وہ فزون
طیور روح کو ہین صورت باز
پسر جسکا وہ آیا یان ہنومان
نہین اس سے قوی دیوان لنکا
پلنگون سے سوا ہین سخت خونریز
یہ ہے اس جوق جنگی کا سپہدار
کہ ہین دو نیل میمون اسکے ہمراہ
ہراول دس پدم میمونکا ہے عام
نہین جنگی کوئی اسکے مقابل
یہی شاہِ جہان کا نامہ بر ہے
کیا اک لقمہ اسنے مہر انور
ہراول فوج میمونکے یہ سب ہین
پدم ہین چار اسکے ساتھ بندر
لبعارض غیرت گلہای گلشن
میانِ زندہ پیلان ضیغم نر
مقابل اسکے ہو منھ ہے یہ کسکا
سُنا مینے کہ اٹھارہ پدم ہین
نمک خوار ان دولت کو بلایا
کرو قتل عدو مین اب نہ تاخیر
ہوئی یہ سُنکے سبکو اضطرابی
کہ ہین شرمندہ چرخ و انجم و ماہ
عدو ہین کینہ جو ناحق حسد سے
روانہ ایلچی کیجیے ادھر سے
روانہ کیجیے انگد کو ای شاہ
غرض فی زرو نپش دینہ

بنام جاموَنت شاہ خرسان
قریب نربدا اسکا مکان ہے
بضرب پا کرین کہسار کو خاک
جوانی ہیلتین خونخوار سب ہین
شہِ روحانیان کا خیر اندیش
جو ہے یہ جوق میمون جانب راست
یہ میمون ہین ہنر بر پیشہ جنگ
شجاعت کا ہے اسکے دہر مین شور
جو یہ ہے صورتِ ضیغم قوی تن
فرشتونسے ہے اس سے آشنائی
جو نالان ہے یہ مثلِ رعد بندر
پسر ہے انجنی کا لبکہ شہزور
بنامِ مہیرآج و نیم روشن
وہ میمون جنگی لنکا پر نظر ہے
لبِ دریا جو وہ ہے خیمہ رنگین
نہین دیکھے ہین ایسے لڑکے سرکش
وہ خیمہ ہے جو رشکِ صحنِ گلشن
نہین کچھ یہ سخن تاویل سے ہے
تجمل فوج شاہِ دوجہان کا
کہا اُنسے کہ آیا سر پہ دشمن
کیا القصہ لشکر سے یہ ارشاد
خبر کی شہ کو ہرکارون نے آکر
سُنا شہ نے کہ آئی فوج راون
مناسب ہے جو ٹھہرے آشتی کی
شہ خرسان ہوا یہ سُنکے دلشاد
طریق صلح سے ہے خوب آگاہ
کیا یون نامہ اون کو قلم بند

خروشان ہے لب دریا جو ساون
مشیر بادشاہ دوجہان ہے
ملا دین خاک مین دیو دونکو بیباک
بتعداد رقم چوبیس ارب ہین
شہِ میمون کا ہے یار وفا کیش
جسے ہے جنگ کی ہر لحظہ درخواست
فقط ہین سلح انکے ناخن و چنگ
اسے ہے شصت و صد پیل کا زور
دلیر و پہلوان و لشکر افگن
پسر تارا کا ہے انگد کا بھائی
وہی ہے یہ ہنومانِ دلاور
دلیر و نمین ہے اسکے زور کا شور
یہ ہین سردار خرسان قوی تن
دوبدہ و دودہ مییند ناموَر ہے
ہر اک خیمہ ہے جسکا ماہ و پروین
دھرے آگے کمان و تیر و ترکش
شہ میمون ہے اسمین جلوہ افگن
قوی ہے شصت و صد پیل سے
سُنا اور جو شہ لنکا نے دیکھا
نہین چلتا ہے اب کچھ مکر اور فن
کہان جانے نہ پائین آدمی زاد
کہ آیا حاکمِ لنکا کا لشکر
برائے جنگ ہے آمادہ دشمن
کہ خونریزی نہو ناحق کسی کی
کہا بہتر ہے جو کچھ ہووے ارشاد

## نامہ لکھنا راجہ رامچندر کا واسطے سمجھانے راون کے اور بھیجنا انگد کا بطور قاصد کے راون کے پاس

شہنشہ نے یہ لکھا از رہ پند
کہ ای فخر شیاطین بے خرد مند

فزون عقل و خرد میں سب سے ہی تو
سبقت ہیں تیرے چشم و گوش ابرو

غرور زر عبث ای شاہ جن ہے
بہار گل چمن میں چار دن ہے

درشتی میں نہیں مطلق ہی بہبود
زیان ہی جنگ میں اور صلح میں سود

خرد ہی سلطنت کا صلح کو ساتھ
کہ اکدن ملک ہی یہ اور کے ہاتھ

جو ہی آئین شاہوں میں سلف سے
گیا آگہ تجھے اپنی طرف سے

کرون لنکا میں پھر تجکو سرفراز
بٹھاؤن تخت پر با شوکت و ناز

اگر منظور ہو تو پھر امان ہے
وگرنہ تو ہی اور تیر و کمان ہے

کھڑا راون کا بیٹا رہ میں بیباک
اسے انگد نے ٹپکا بر سر خاک

جو پہونچا فوج جن میں وہ دلاور
پڑا غل چار سو فوج و لشکر

ہوئے سب بیم جان سے دل شکستہ
بتایا اور سے لنکا کا رستہ

خبر راون سے بولا جا کے دربان
کہ بندر ایک ہمشکل ہنومان

اجازت دی شہ لنکا نے منکر
گیا دربار میں راون کے بندر

ہوا آشفتہ راون پڑھکے نامہ

تو ہی شاہ اجنہ تجکو زیبں رو
دیے ہیں حق نے تجکو ہنر بازو

جہان میں نیک و بد سے تو ہی آگاہ
نہو یون دیدہ و دانستہ گمراہ

نکر اس گنج و دولت پر توکل
کہ ہی ہر نشہ کو آخر تنزل

تکبر مال و دولت پر زبون ہے
کہ روز چند یہ دنیا دون ہے

جو ہو دو بادشہ میں صلح باہم
رہے باشادمانی جملہ عالم

ابھی تک خیر ہی سیتا کو لیکر
مشرف ہو تو با خویش و برادر

ہر خورکی میں دیتا ہون گواہی
رہی تیری ابد تک بادشاہی

دیا انگد کو جب لکھکر یہ مضمون
سوئے لنکا چلا دلشاد و میمون

غم شیطان نخوف دیوزادان
گیا فوج شہ لنکا میں شادان

کہ لنکا جسنے پھونکی تھی وہ بندر
پھر آتا ہی جلائے تاکہ لشکر

طفیل رام سی بے محنت شاق
در خرگاہ پر بندر گیا چاق

حضور شاہ آیا ہے سر عام
شہنشاہ اودھ کا لیکے پیغام

ادا کرکے ادب وصف و ثنا کا
دیا نامہ شہ ارض و سما کا

جواب نامہ لکھا لیکے نامہ

## جواب لکھنا راون کا راجہ رامچندر کے خط کا اور قدم جمانا انگد کا لنکا کے بیچ واسطے زور آزمائی کے کافروں کی اور اٹھا نہ سکنا دیوزادوں کا قدم انگد کا زمین سے اور آنا انگد کا لنکا سے راجہ رامچندر کے پاس

کیا تحریر یون خط ہو کے برہم
کہ ای شاہ اودھ اولاد آدم

نہ بیچارہ بنکالی تو سر پہ اب خون
غرور اک جن ہی فوج خرس و میمون

نبوگی نہ رہی ہو شتابی
نہ آئے بندر و ببر تا خرابی

جواب نامہ راون نے یہ لکھکر
گرا نہ تخت سے پھینکا زمین پر

کہا انگد نے ای شیر خردمند
نکی کچھ گوش تونے رام کی پند

اگر دنیا میں چاہے نیکنامی
تو کر شاہ اودھ کی تو غلامی

نہ کرنے میں تری ہو سرخروئی
گناہونکی تری ہو شست و شوئی

نہو گستاخ اب طول سخن سے
نکالونگا زبان تیری دہن سے

بشر کو مجھ سے تاب جنگ کب ہے
ترا آنا سو لنکا عجب ہے

کسے ہی حوصلہ کسکا ہی یہ دل
کہ ہو سردار لنکا کے مقابل

غرض صلح سے خاطر کو رکھ باز
طریق جنگجوئی سے نکو ساز

کہا انگد سے ای میمون نادان
جواب نامہ لیکر ہو شتابان

تری جاہ و حشم سے ہے مجھے حیف
عدول حکم سے ہوگا تہ سیف

اگر حیلہ کرے تو عذر خواہی
تو رکھیں تیرے سر پہ تاج شاہی

کہا راون نے میمون کہ خاموش
ملونگا ہرزہ گوئی سے ترے [illegible]

حماقت پر تو پھولا ای لشکری
مگر ہے طمع تجکو سیم و [illegible]

ہوا آزردہ میمون سُنکے یہ بات
کہا دیو و جن تب راون نے اُٹھکر
کہا انگد نے ناحق ہے لڑائی
یہ سُنکر فوج لنکا مین پڑا شور
جُھکے باہم ہزارون لوکفار
کسی کے زور سے ہرگز نہ سرکا
ہوئے شرمندہ سب دیو نگونسار
کہا انگد نے راون کو کہ ای شاہ
غرض رخصت ہوا انگد یہ کہکر
تحمل سب کہا فوج دشمن کا

زمین پر ہاتھ مار کہنے لگے یہ بات
پکڑ لو بھاگنے پاوے نہ بندر
کرین ہم تم بہم زور آزمائی
سبھون نے پاے انگد پر کیا زور
اُٹھائین پاے میمون تا کہ یکبار
کی زنہار جنبش کوہ آسا
اُٹھا اون سے سرسند سے تب ناچار
نہ رکھ میرے قدم پر ہاتھ تو آہ
ہوا لنکا سے ہی سو ہرت لشکر
کہا سب ماجرا اپنے قدم کا
غرض اسدم لھکر جنگ جوئی

ہوا خلجان سر سند یہ راون
کھڑے ہے جو اسجا گروہ یکیا
ہٹا دو پانون پیر اگر زمین سے
ولیکن پاے میمون نے زمین سے
ولیکن پاے میمون تھا جو اسدم
جو ہین ثابت قدم راہِ خدا مین
تجھکا حسبدم قدم پر شاہ لنکا
قدمبوس شہ ارفع و اسما ہو
ادب سے آکے پیش رام و لچھمن
یہ ٹھہرا مشورہ تب آخر کار
نہ سویا رات بھر لشکر مین کوئی

زمین پر گر پڑا تاج فرزین
ہوئے انگد پہ باہم حملہ آور
زمین ہم باز سب اس شور و کین سے
نہ کی جنبش کسی دیو لعین سے
زمین مین مثل بیخ نخل محکم
اُٹھین لغزش کہان کفر و ریا مین
قدم اپنا وہین انگد نے کھینچا
کہ تیرا دین و دنیا مین بھلا ہو
دیا نامہ کہا پیغام راون
کہ پھر جنگ ہو سب فوج تیار

جانا انگد کا محفل راون مین اور شرط واسطے اُٹھانے پیر کے اور نہ اُٹھنا پیر کا کسی سے



جانا لچھمن جی کا فوج خرس و میمون لیکر واسطے جنگ ہونے کے میدان لنکا مین اور آنا میگھناد پسر راون کا مقابل لچھمن جی کے اور زخمی ہونا لچھمن جی کا میگھناد کے تیر سے

سحر جب جھکے زرین خود سر پہ
کہ پھر جنگ و دشمن جا بکانہ
لگا لشکر مین طبل جنگ بجنے
ہنومانِ والا و نل و نیل
دلیرانہ جوانانِ زبردست

سوے مشرق سے نکلا شاہ خاور
سو میدان کو وہ لشکر روانہ
سپاہی سب لگے ہتھیار سجنے
چلے لشکر کے آگے صورت سیل
سو میدان چلے تھے ہو کے جست

ہوا امیدار شاہِ ہر دو عالم
سُنا جب شاہ میمون نے یہ ارشاد
کیا خرس و میمون نے یہ انبوہ
لبالب برق بیرق سر گردون
چلے سب خرس و میمون با دل شاد

شہ میمون نے فرمایا یہ اسدم
دیا لشکر کو اپنے حکم دلشاد
کہ جسکو دیکھکر کانپا تن کوہ
درخشندہ میانِ فوج میمون
کیا تب رام نے لچھمن سے ارشاد

کہ پھر جنگ دشمن سے برادر
دلیرانہ کمان و تیر لے کر
وہ آیا جب سو میدان ہیجا
چلے میدان مین تیغ و تیر باہم
چلے فوج عدو مین صورت سیل

روان ہو تم پئے امداد لشکر
چلے ضیغم صفت ہمراہ لشکر
شب حشر اک ہوئی گویا کہ برپا
ہوئی لشکر مین دار و گیر باہم
کہین انگد کہین نل اور کہین نیل

کیا ارشاد یہ لچھمن نے تسلیم
ادھر سے میگھناد آیا مقابل
مچائی کافرون نے دھوم رن مین
بڑھے آگے جو تم ان میمون
ہوا ہنگامۂ جنگ و جدل گرم

بجا لائے ادب سے رسم تعظیم
دیے لاکھون سپاہی طیش دل
کہین جس طرح غوغا یوم رن مین
سو میدان برنگ سیل جیحون
جو تھے دل سخت کافر وہ ہوئے موم

## جنگ کرنا میگھناد کا ساتھ لچھمن جی کے میدان لنکا مین



برنگ برق چمکی ہر طرف تیغ
ستمگارون سے آیا جو سیہ دل
فزون دیوؤن سے تھا وہ زور بل مین
ادھر انگد نے اسباب جفا مین
پڑی دیوؤنکو لشکر مین ہزیمت
کہا ای نامداران جہان گرد
یہ سنکر دیو پھر میدان مین آئے
تسلی دیکے پھر لشکر کو لایا
ہوئی نادیر باہم بارش تیر
گرے لچھمن کے رن مین پر ہوکے بسمل
ہزارون دیو جو تھے ان دنون
پڑی ناگاہ لشکر مین خرابی

جھکے کافر ہر اک صورت میغ
ہنومان دلاور کے مقابل
ہزارون دیو مارے ایک پل مین
اٹھائی گرد میدان وغا مین
ہزیمت فوج نے جانی غنیمت
سمجھتا تھا کہ مین راون جو نامرد
سراپا قلزم خون مین نہالے
مقابل آپ لچھمن کے وہ آیا
وہان پر اس نے کیا تیر
فراق ام مین بیتاب بیدل
اٹھانے آئے پہ اٹھے نہ لچھمن
ہنومان دلاور نے شتابی

نظر آتا تھا گو سوسن گلگشت
کیا گرز و تبر سے اسکو کشتہ
ہوئے سب خاک و خون غرق تا فرق
ہوئی فوج عدو پر حرص غالب
جو دیکھا میگھناد تند خو نے
رداے بیوفائی تمکو کب ہے
گریزان پھر ہوئے دیوان ناکام
ہوئی دونون مین آویزش برابر
تن لچھمن پہ ماری ایک برچھی
ہوئے زخم گران سے سخت بیچین
اٹھانے سے وہ اٹھے نہ تہمتن
لیا آغوش مین لچھمن کو غمناک

لہو سے ارغوانی دامن دشت
ہوا میدان زمین لاشون کا پشتہ
تبر پڑتا تھا سر پر صورت برق
کئی دیوؤن کی خالی جان قالب
کہ منھ پھیرا گروہ جنگجو نے
تمہارے حق مین روپوشی غضب ہے
ہوا ان شرمچن تب غضبناک
تماشا دیکھتے تھے دونون لشکر
سنان ہر فسون سے جسکے تر تھی
بدل تھا ورد نام شاہ کونین
زمین و چرخ کا ہو بوجھ جس پر
اٹھا لایا حضور رام چالاک

ہوئی جب فوج ہیمون غمسے ابتر
پسر نے باپ سے کی عرض جاکر
کے عشرت سے شب بھر گرج گرج

ہوی دلشاد سب پوستمگر
کہ ہین نے مارا دشمن کا برادر
سحر گہ ہین ادہر ہی رام کی فوج

بجا فوج عدو مین شادیانہ
ترے اقبال سے ہوی شاد و والم
ادہر تو دوری تھا بیش از آون

سو لنکا ہوا لشکر روانہ
ہوا دنیا مین میرا بول بالا
سنو اب اسطرف کا شور و شیون

## آگاہ ہونا راجہ رامچند کا زخمی ہونے لچھمن جی سے اور فریاد و زاری کرنا درد و غم سے اور لانا ہنومان کا سسکھینا بید کو لنکا سے اور بتانا بید کا سجیون مور دوا واسطے شفا ہونے زخم لچھمن جی کے

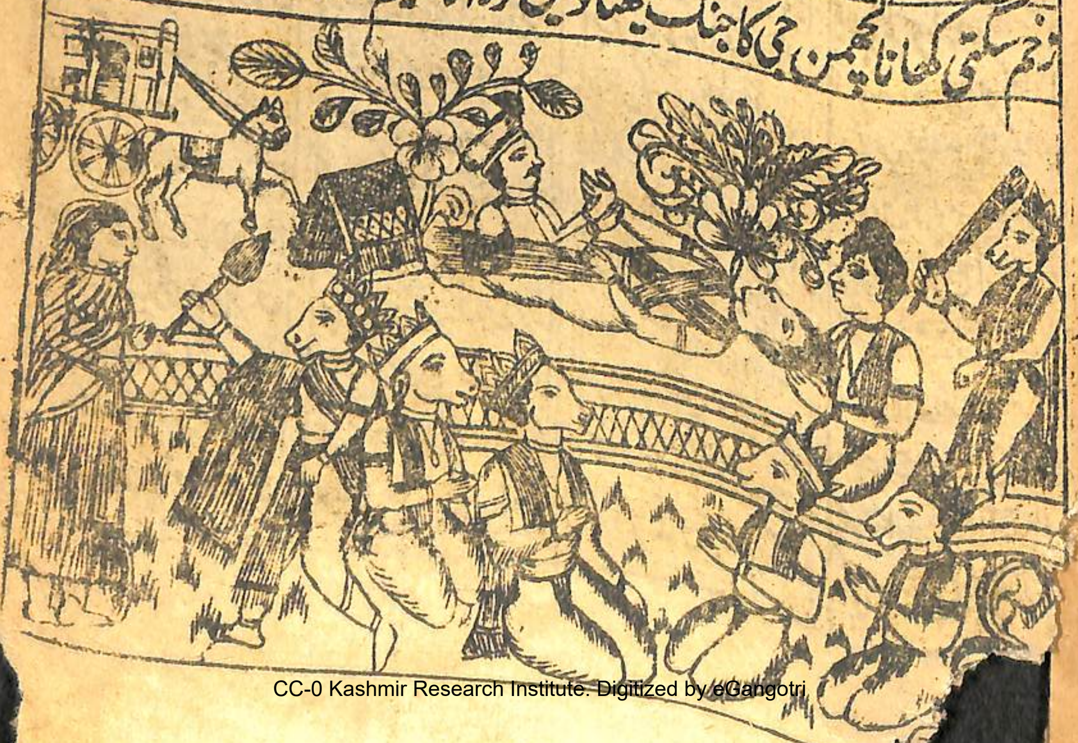
بحکم نیک نامان کنگ تقریر
ہوئی لوگون سے درد بھائی کے بیتاب
پدر کا غم نہ گرز اٹھا جو
ہوا فکر غم لچھمن سے حال
جو دیکھی شاہ نے صورت نہ لت
کہا سوز درد سے اے غمخوار بھائی
بھبھیکن جیسے کہا لنکا مین ہو اے شاہ
سسکھینا نام ہے لنکا مین مشہور
کہا یہ سنکے شہ نے ای ہنومان
بحکم شاہ ہیمون وہ دلاور
در دو کہی خانہ اسدم وہ دلاور

نصیحت کرتا ہی یہ حال تحریر
کہ ہاہی جسطرح بیکل ہو ڈآب
ہوا وہ رام کو رنج اور
تر شک خون سے آنکھین بنے لال
بہت غم سے ہوا بے صبر و طاقت
تجھے لازم ہے لچھمن کی دوائی
طبیب پرخرد ہو اس دل آوگار
جو آئے وہ تو بتیاں مرض ہو دور
تو ہی تیر انہیں غم ہجر ہر آن
گیا مثل صبا لنکا کے اندر
شب مہتاب مین کرتا تھا آرام

کہ دیکھا شہ نے جب حال برادر
ہوئی غم سے برنگ برق بیچین
ہوی غمسے وہ شہ کو بیقراری
کہوں کیا جوش گریہ وان تھا
بچشم تر حضور شاہ آیا
ترے باعث جو ہو لچھمن کو آرام
ازل سے ہاتھ مین اسکے شفا ہے
شفا لچھمن کو ہو اسدم جو آئے
شتابی ہو روانہ سوی لنکا
وہ وارد ایک ساعت مین سکھینا
جگانے کی کہان ہمت کو تھی تاب

کہ ہے جان زخم کاری سے لبون پر
سحاب آسا کبھی تر چشم عین
کہ غش تھا سر گہری کبھی لچھمن طاری
زمین پر اشک کا دریا روان تھا
بھبھیکن شاہ لنکا کو بلایا
تو سب ہون سرخرو ہو بادشاہ نام
دہ شہر سے طبابت مین سواہی
جبے ہو وہ لنکا سے لائے
تسلی ہو اگر آئے سسکھینا
ہوا داخل سسکھینا کے مکان پر
اٹھا لایا اسے با بستر خواب

## زخم سکتی کھانا لچھمن جی کا جنگ مسگھناد مین اور آنا حکیم لنکا کا واسطے علاج کے



ہوا اسجا جب اس غم سے بیدار
تری حکمت سے ہو جو اسکو آرام
سجیون مور بوٹی کوہ پر ہے

بھبھیکن نے کہا اے یار غمخوار
تجھے خلعت ملا اور ہو مرا نام
وہ کوہ اس رزمگہ سے دور تر ہے
دگرنہ صبح کو مشکل ہے جینا

دوا اس زخم ناوک کو ہو کامل
سکھینا نے کہا از رہ حکمت
جو پیش از صبح حاصل ہو دوا ہو
ہوا خاموش یہ کہکے سکھینا

جتا دے تا یہ صحت پائے بسمل
دوا اس زخم کی ملنا ہے دقت
بفضل رام لچھمن کو شفا ہو

## جانا ہنومان جی کا واسطے لینے سجیون مور بوٹی کے طرف کوہ شمالی کے اور اٹھا لانا کوہ دروناگر کا اور مارا جانا کال نیم دیو کا راہ مین اور شفا پانا سری لچھمن جی کا

خدا دیتا ہے جسکو نیکنامی
ہزارون یلتین بھی خورش ہیون
ہوئی ابن صبا کو مضطرابی
اکیلے جاکے لنکا کو جلایا
کیا طول فسانہ کا نہ کچھ بیان
خبر راون کو بھی ہوئی آکے شیطان
کہ روکے جاکی تا راہ ہنومان
میان راہ کی کافر نے یہ گھات
ہوا میمون عطش سے کہ دیکھ جیا
قدم چھوتے ہی اسکا ایک ماہی
گدر سے اسکی باتیا ہی
یہ کہکر آڑ گئی بالائے گردون
دوا کے واسطے پھر وہ دوا دو
چلا تھا جبکہ میمون رہ دلاور
یہان دیکھا تو ہے اک سیر گلشن
کہ دیو وہ بحکم شاہ راون
ہوا ہر چند کہ سبز فکر مین غرق
کہ تھوڑی رات ہے باقی مبادا
چلا جب جھکے سر پر کوہ میمون
کرتا ہر دو عالم دقت تکلیف

ازل سے اسکو تھی بابت گرامی
کہ تھا ایک ایک سے گلچین افزون
کہ سوکھ کوہ مین جاؤن شتابی
خبر سیتا کی بیباکانہ لایا
ہوا رخصت شہنشہ سے ہنومان
کہ سوکے کوہ جاتے ہین ہنومان
یہان وقت سحر لچھمن ہو بیجان
بنایا اک گلستان طلسمات
گیا اس نہر تا نہین از پئے آب
پری تھی نہر ہوئی گردو نکو راہی
ہوئی آکر یہان با شکل ماہی
بہ پیش کال نیم آیا وہ میمون
شتابی کوہ پر پہنچا رد اسرو
کہا یہ تھا سکھینا نے وہان پر
کہ ہر بوٹی ہے مثل شمع روشن
لیکے تھی بیتون مین بجا روشن
نہ پایا کچھ چراغ و برگ مین غرق
تلاش برگ مین ہو صبح اسجا
ہوا مغموم دل مین جد سے افزون
بھرت کی پیشتر کرتے ہین توصیف

سکھینا نے بتائی وہ دوا جب
کسی نے اپنے مین پائی نہ طاقت
دیا تھا حق نے اس میمون کو وہ دل
ازل سے تھا جو مقبول خدا
چلا لشکر سے سو کوہ دلشاد
نبرد کال نیم آیا وہ مکار
غرض ابن صبا سے پہلے جا کر
وہ کافر سب سے افسونین جو یکتا تھا
بنایا دیو نے اک چشمہ اسجا
کہا مین پھر آتی ہون کو کنش
میان باغ یہ درویش ہی ہو
میان باغ ظالم کو پچھاڑا
زمین کوہ پر در طرفۃ العین
کہ جو بوٹی ہے مثل شمع روشن
نہ تھی ہر بوٹیان روشن نمایان
کہ تا ڈھونڈھے جو کوئی سر کوہ
وہان اسکی ہوئی یون عقل ہیر
غرض وہ رہ گئے دونا گروہ بر
خیال آیا یہ رستے مین ہا نیز
دہان میمون کی جبدم ہوئی نسبت

ہوئے حیران کہ دمہ فوج کوہ سب
کہ سو کوہ رکھی پائی جرأت
کیا اک گام جیسے ملازم شور
رہا میمون نہ کار سخت مین بند
اڑا اوج فلک پر صورت باد
ادھر بھیجا اسے جلدی تکرار
قریب کوہ پہنچا وہ ستمگر
میان باغ بیٹھا بنکے درویش
گیا اس چشمہ پر میمون دانا
ہوا آزردہ مچھ سے ایک نے ڈس
کیا ہی حکم سے راون کے یہ دیو
اسے مارا وہ باغ نو اجاڑا
ہوا ابار د بفضل شاہ کونین
وہی لایا کہ ہے بیشک سجیون
ہزارون تھی چراغ اسجا منور
پھر ایا لوش وہ بار نج واندوہ
کہ لیچلے اٹھا کر کوہ سر پر
سوئے لشکر ہوا راہی سبکسر
بھرت کا دور دیکھو ان آج چلکر
لگی ہی عشق کی بھو لا روار

خداوندی سی تھا مالک کی آگرہ
بھرت کرتے تھے یاد رام جس جا
یہ جاتا ہے سر پر کوہ بھاری
زمین سے ایک تیر کاہ مارا
جو کی ہیمون نے استمداد رام کی یاد
کرا ای غمگسار رام و لچھمن
کہا لنکا مین ہوتی ہے لڑائی
طبیب شہر لنکا نے سجیون
بتائی غش کل تھی جیتی کی جیسی
غلام شاہ ہون ایک باشان
جو بیش صبح پہونچون یہان کوہ
بھرت سے کی جو ہیمون نے یہ تقریر
اٹھا کر کوہ رکھون تیری سر پر

تکبر نے کیا یہ اسکو گمراہ
ادھر این حیا گزرا قضا کا
براہ آسمان با بے قراری
ہوا ہیمون کا زخمی بازون سارا
بھرت بیتاب دوڑے سنکے فریاد
ہوا کیونکر ادھر تو جلوہ افگن
چڑھے ہین فوج لیکر دونون بھائی
بتائی ہے دوا سے زخم لچھمن
نظر آئین مجھے لکھون ہی ویسی
مجھے کہتے ہین سب ہیمون ہنومان
شفا لچھمن کو ہو اور دفع اندوہ
ہوئے حال برادر سنکے دلگیر
بزور تیر پہونچاؤن شبگیر

بڑوں کا آزمانا کھیل جانا
پڑی چشم بھرت ہیمون پہ ناگاہ
ہوا دو در میان لشکر رام
زمین پر تب گرا با رنج و اندوہ
ہوئے نام برادر سنکے حیران
مقام و نام اپنا سب بیان کر
وہان لچھمن ہوئے ہین آج بسمل
بحکم بادشاہ ہین دو دنیا
نہ پہچانی وہ تب ہی بیٹے زنہار
ہزارون کوس ہے انجا سے لنکا
دگر نہ پھر یہ برگ سبز نے ہار
کہا ہیمون سے اے مرد آزادہ
ہنومان دلاور نے کہا تب

ہو اسو کو ادھر ہیمون روانہ
وہ سمجھے ہے کوئی یہ دیو گمراہ
غضب سے چھوڑ دئیے پونجو دکام
گرا خوف و فرق سے اور غرق ہی کوہ
ہنر دیو نہ آئے شتابان
دل بیتاب کو میری نشان کم
شہنشہ ہین بہت اس غم سے بیدل
مین آیا تھا دہ بوٹی لینے یہان
اٹھا کر لیچلا تب کوہ ناچار
مجھے رستے مین ناحق تمنے روکا
عبث ہو مین اسیر حلقہ قہر
نکر اندیشہ مطلق اپنے دلبر
ہوا ہی تیری قارت سے مجھ آہ

اڑانا بھرت کا ہنومان کو مع دوناگر تیر پہ بٹھا کر



ہوا مین اپنی نادانی سے گمراہ
غرض شبگیر و درمیان لشکر رام
گھڑی دو اکی تھی رات اور غم تھا فزون
سکھینا نے وہ تب لیکے باغور

پذیرا ہو مرا اب عذر دلخواہ
تری شفقت سے پہونچونگا بآرام
سجیون ہو آیا لے سنکے ہیمون
ملی زخم تن لچھمن پہ فی الفور

تری اقبال سے اے شاہ یہ کوہ
غرض رخصت ہوا ہیمون یکہ
سر بالین جو پہنچا جوانمرد
شفا حاصل ہوئی لچھمن کو فی الفور

اٹھا لیجاونگا بے رنج و اندوہ
سوارا ہی اٹھا کر کوہ سر پر
اتارا آکے ہیمون نے وہان کوہ
لگا بوٹی نے زخم تن کو فی الفور

ہوا اٹھکر خرامان وہ گل اندام
برادر سے ہوئے ہمدوش تب رام

ہوا رخصت وہ جیبا حب فن
جو اسپر لب لباب جیب و دامن

ہوئی نوبت خوشی کی طرفہ ساز
ہزارون کو بہت بہجی اسکی آواز

جو گریان شام سے تہو مثل شبنم
ہنسے گل کی طرح وہ صبح ہم

نعفان جو شیشہ ساغر تہو ہر آن
ہوئی شادی بہی شکل جام سرشار

ہوا رقص و ترنم کا جو چرچا
فرشتے دیکھنے آئے تماشا

فرشتون نے گزر دیکھا جو شغل
ہوئی زہرہ کو ساز و مشغل

غرض چندی رہا یون ناچ اور رنگ

ہوا شادان بہت شاہ زمانہ
بجا لشکر مین ہر سو شادیانہ

کہین کیا ہم ہوئی جو شادمانی
فرشتون نے بہت کی گل فشانی

ہوا شور طرب لشکر مین ہر سو
ہوئے دلشاد وحشت سے مین ہر سو

جو تھے افسردہ گل نخل ہرے تب
ہوئے وہ برگ گل کی طرح شاداب

بھبھیکن جا ہوئی نوبت شاہ ہمون
ہوئے دلشاد و خرم حد سے افزون

ہوا جو محفل عشرت کا شہرہ
فلک سے آئی پھر رقص زہرہ

ہوا اسبلہ عجیب لشکر کے اندر
کہ ہر جا ناچتے تھے ریچھ بندر

بجا لشکر مین پھر نقارہ جنگ

## آگاہ ہونا راون کا شفا پانے لچھمن جی سے اور بلانا وزیرون اور مشیرونکا واسطے مشورہ جنگ کے اور صلاح دینا واسطے جنگ کنبھ کرن بھائی اسکے

گریبان صبر جسدم ہوا چاک
اٹھا بستر سے راون تخت غمناک

مشیر و ہمدم و ارباب دانش
فراہم سب ہو راون کے احباب

تمامی جا کے اک شاہ لنکا
ہوئے حاضر ادب سے اسکے اسجا

ہوا آغاز دور ساغر غم
ہوئی سرشار سب جنگ و جدل

کہا راون نے ای ارباب محفل
تھے درپیش ہی اب سخت مشکل

جن شیطان گرفتار بلا ہین
گزند خصم سے رو در قفا ہین

نظر آتے ہین کچھ ایسے زبردست
ہوا جنسے ہمارا حوصلہ پست

برادر وہ جو تیرا کنبھ کرن ہے
عدو کش شیر در لشکر شکن ہے

نہین ہی کچھ بشر سے حاجت جنگ
فقط کافی ہین اسکے ناخن جنگ

شیرونکو بلایا صبح اٹھکر
صلاح نیک سے ہون تا کہ رہبر

زبر و نائب و دیوان سرور
دبیر و بخشی و جرنیل و سالار

سرود و ساقی و رود و جام
کیا سب نے کم کا خاتمہ سر انجام

رباب و مطرب و ساقی ہوا پست
کھلا راز نہان جو سب دو دست

کرو تدبیر فکر دور بین سے
کہ دشمن دو رہو اس سرزمین سے

نہین معلوم یارو وہ بشر ہین
قیامت ہین قضا ہین یا قدر ہین

مشیرون نے کہا تب ہوکے دلگیر
کہ دفع خصم کی ہی سہل تدبیر

بہت دن سے ہی وہ آلودہ خواب
نہایت بھوک سی ہوگا وہ بیتاب

تن راون مین آئی روح تب
نہال خشک پائی جسطرح آب

## جگانا کنبھ کرن کا واسطے جنگ راجہ رامچندر کے اور کہنا راون کا سرگزشت لنکا کی کنبھ کرن سے

قضا آئی ہو جب مخلوق کی آہ
اسے ہو مرگ خواب عیش ناگاہ

وہ ظالم سو رہا تھا جسجگہ پر
وہان راون نے بھیجا ایک لشکر

پھرے تھم دیکھنا رن مین تماشا
وہ کہا جائیگا ہند نے سمجھایا

پڑا تھا وہ زمین پر صورت کوہ
کیا جا کر وہان دیوون نے انبوہ

ہوا بیدار اسدم وہ نگون سار
بلائے خفتہ ہو جسطرح بیدار

جو ٹھہرا مشورہ یہ انجمن مین
کہ بھیجو کنبھ کرن کو آج رن مین

کہا دلبر نلا و اضطرابی
جگاؤ برادر کو شتابی

شیاطین الغرض پہرو سب
گئے بالین پر اسکے شبا شب

کیا دیوون نی آسجا شور و شیون
بہت کی ہاتھیون نے مالش تن

ہوا جب خواب سے وہ فتنہ بیدار
کیا نعرہ برنگ رعد یکبار

ستارے ملگئے چرخ برین پر
کہا اون سے کیا ہے کام تیرا
شہ عفریت بولا اے برادر
شہ عشرت کے بیٹے رام لچھمن
کیا ہے کون نے وہ ظلم اشکار
ہوا ماریچ اوسجا گشتہ ناکام
کیا ہیمون نے ایسا ظلم اوسجا
ہوا دلمین جو اوسکے خوف دشمن
جو تھے دیوان فرکھہ اور تھو وہ
نہین اب دست ظالم سوا مان ہے
کہ اب دونون برادر کو تو پابند
کہا جوشِ غضب سے بے محابا
ذرا سی بات کو تو نے دیا طول
گوزن و گور جاموش و بز و میش
خوشی سے تو شکر صہبائے گلگون

تزلزل پڑ گیا جسم زمین پر
کیا کیون خوابِ شیرین تلخ میرا
ہوا کیا اب گذرتا ہی جو دلبر
نبی آدم بشکلِ مادر دشمن
کھڑو ودو لچھمن کو بے تقصیر مارا
اوڑا لایا مین چھپکر زوجۂ رام
کہ پھونکا شہر لنکا سراپا
دلیرون سے ہلا جا کر بھبھیکن
دگر سربر قوی بازو گران تو
کہ ہر جانب ہے شورِ دشمنان ہے
نہین تجھ سے سوا کوئی تنومند
غضب تو نے کیا اے شاہِ لنکا
خودی سے اپنے ہاتھ جگو گیا بھول
طلب کر کے تمامِ عقل سے بیش
کہ ہین بھر گزک سب جو ہو میمون
سنا دلشاد و شب بھر نغمہ نے

بہت کرتا ہوا فریاد و غوغا
ستایا کس نے اے بیچارہ تجکو
رہا تو خواب مدہوشی مین غافل
انھون نے کردِ ظلم سے صحرا مین آکے
ہوئی یہ سنکے مجکو بیتابی
خبر کے واسطے لنکا کے اندر
خبر لا رام و لچھمن اوسکی سنکر
جو تھا وہ محرمِ راز برادر
ہوئے سب زنگ مین آگشتہ تیر
سو تیری بند کھا کوئی یاور
یہ سنکر کنبھ کرن نے طیش کھایا
عبث ہے شیر و ان کے سخن پر
شہ عفریت نے دیکھا جو یہ طور
برادر سے کہا اچھا جب ہوش
غرض کہہ سنکے یہ دونون برادر
کیے خالی ہزارون شیشۂ مے

آگیا ظالم بتزر دُ شاہِ لنکا
جگایا تو نے کیون بیوقت مجکو
ہوا لنکا مین شورِ حشر نازل
تراشے گوش و بینی سب بکھاری
گیا ماریچ کو لیکر شتابی
ہوا ناگاہ وارد ایک بندر
برائے جنگ آئے تیرے بندر
کیا لنکا کو غارت اوسنے بلکل
نہین چلتی ہی اب کچھ میری تدبیر
جگایا ہی تجھے مین نے برادر
مثالِ اژدہا غصہ مین آیا
ملایا خاک مین دشمن نے کا یہ گھر
خم و ساغر ون منگوا کے پی افیون
عدو کی فکر کردے فراموش
ہوئے مشغول ناو و نوش یکسر

## بیان جنگ کنبھ کرن کا راجہ رامچند اور لچھمن جی سے

ہوا جب کنبھ کرن بالیدہ ہوش
سوئے میدان ہوا اوسی رخصت
سنگ سنگدل زدین بدن سب
خبر شاہِ دو عالم نے یہ پائی
کہا شہ نے سبھون سے ای خداوند
شہنشہ سیر دیکھین جنگ کی آج
کہ ہین سب بندگانِ خسروانی
گروہ لشکر سوئے میدان روانہ
ہجوم خرس و میمون کیا کہون آہ

بہ رنگِ قت پڑا وہ بلا کو کشتہ
جلادیو لعین شکل قیامت
شیرِ کرش دہ شکل کرگدن سب
کہ آیا کنبھ کرن اون کا بھائی
تیرے اقبال مین ہی فتح پابند
کرین ہم فوجِ دشمن جاکے تاراج
بدل آمادہ بہرِ جانفشانی
کہ واجب ہے عدو کو تازیانہ
کہ مور و پشہ کو ملتی نہ تھی راہ

اوٹھا از بہرِ جنگِ رام مغرور
لیے ہمراہ لاکھون دیو خونخوار
ہوا وارد بشکلِ غول ناگاہ
شہ میمون شہِ خرس شہ جن
شغالِ ناتوان کا شیر کہان دل
کرین فوج عدو مین گر جو مستی
ہوا یہ سنکے خوش شاہِ دو عالم
غرض سب فوج حکم بادشہ سے
ہوا اسوار خاقانِ زمانہ

بلے ہو نشہ سے عقل و خرد دور
ہزارون کافر و شیطان غدار
بیابان و غا مین دیو گمراہ
سب آئے پیش شاہِ نیک باطن
کہ ہو شیرِ نیستان کے مقابل
نہین ہمکو دریغ سرفروشی
کہا سگ لون سے ارشاد سردم
چلے میدان کی جانب بار کر کے
ہوا لشکر سوئے لنکا روانہ

بڑھا میدان میں آگے رتھ فتح
صدا کوس فتح تھا ہر طرف تھی
ادھر سے لشکر دیو سیہ دل
اڑائی خاک دیوون نے زمین پر
کیا دیوون نے حملہ بندرون پر
ہوئے زخمی جو آ کر خرس میمون
دہ مارے پل کے شیطانو نے چنگل
مینڈ و گند سرداران دل شیر
ہنومان و لاور نے بھی کی جست
ادھر گرز انکا سطرف چلتے تھے خنجر
پا اسدم گرم بازار قضا تھا
مبارز جنگجو دونون طرف تھے
دہ مارے دشمنو نے گرز سنگین
اجل سرپر غنیمونکی کھڑی تھی
بضرب تیر ٹوٹے سب رگ کانسے
جو دیکھا کنبھ کرن نے بے تامل

ہوئی لشکر سے ہمدم ساعت فتح
ندا نے قتل و کشتن صف بصف کی
ہوا افواج میمو نکے مقابل
اندھیرا چھا گیا چرخ و زمین پر
گرے رتھ چور نیہ کافر شکل اژدر
ہوئی لشکر مین ہلچل حد افزون
پریشان سب ہوگئے پل مین خرد و کل
خروشان زخمین ہوئی خونریز
ہوئے زخمی ہزارون دیو یکدست
عجب ہر دیو سے لڑتے تھے بندر
قیامت خیز میدان وغا تھا
پئے سودا کئے خنجر بکف تھے
ہوئی چار و طرف شور شیاطین
ہر اک ساعت میں دنیا کی گھڑی تھی
ہوئے منہ لال سبکے رنگ پان سے
کہ آیا فوج شیطان مین تزلزل

بڑھے آگے جوانمردان لشکر
غرض پہونچی روا رو فوج میمون
مچائی بندرونے دھوم رن مین
ہوئی پیکان ناوک جشن ریزن
بچا باقی نہ کوئی بندرونکے
کیا رچھون نے نرغا دیکھ چالاک
نل و نیل و ہنومان شیر نر آد
ادھر انگد پلا فوج عدو مین
گزند مرگ سے بیباکی ظالم
روان تھے تیر و خنجر ہر طرف سے
بہم لڑتے تھے خرس و دیو بدمست
نل و نیل و مئیند و گند لچھمن
پریشان جب ہوئی تب آئی خواہش
گئے اک پل مین سب تن کی سی مار
بچے جو مرگ کے پنجے سے سرکش
دبا دیونکو کافر نے دہ سا

خروشان تھے سیہ دل بے ترحم
سو میدان برنگ سیل جیحون
ہوا محشر بپا گویا کہ رن مین
ہوا میدان سبھا آتش انگیز
گئے زخمی جزو کل خنجرون سے
نچھوڑا کافر و شیطانکا و بال
شتابی لیکے پہونچے گرز فولاد
ڈبوئے سیکڑون کافر لہو مین
اڑاتے تھے زمین پر خاک کھلا
چلا تھی دھر پکڑ کی ہر طرف سے
قضا کھولے ہوئی پھرتی تھی آغوش
بڑھے میدان مین پانچون شیر افگن
کہ جگ چھوٹا نشل ہر زدو ماری
دغا بازی سے جیتی بازی ہار
دہ بھاگا چھوڑ کر سب تیر و ترکش
خود آیا جانب میدان ہیجا

## جنگ کرنا کنبھ کرن کا راجہ رامچندر اور لچھمن سے اور مارا جانا کنبھ کرن کا اُنکے ہاتھ سے



زِ خنجر تھا بدِ کافر مین نے گرز
تماشا بندرون نے کیا کیا واہ
ہزارون کو بس بھاگے ازدہ و حوش
پئے آب و طعام اک وزغدار
قضا را جا گئے کاتھا وہی دن
نل و نیل دلاور کو پچھاڑا
بغل مین شاہ میمون کو دبا کر
پکڑ کر ٹانگ ٹپکا برسرِ خاک
ہنڈو گند نے دیکھا جو یہ حال
خروشان تھا جو نمین وہ بد ذات
تنِ کافر پہ مارا گرزِ آہن
سو ہر ابنِ صبا دوڑا ستمگر
گرا وہ خرس پر جا کر گرا پھر
پئے امدادِ لشکر جلد آ کر
اِدہر لچھمن اُدھر سے شاہِ خرسان
قدم ہاتھی کا مُمکن تھامنا ہے
وہ ہارا اگرچہ سو جان و جگر سے
اُٹھایا خنجرِ بُران غضب سے
فریب و مکر ظالم نے کیے بس
جو دیکھا شاہ نے دشمن کا نیرنگ
سرِ نشانہ ہوا اُسکا نشانہ
ہوا جب وہ ہدف تیرِ قضا کا
جہانتک تھے جن و عفریت اوباش
جو پھیرا جنگ سے منہ خود بنیرو
ہوئے جو دوڑنے سے راہ مین لنگ
بچے جو تیر و خنجر سے ستمگر

سرا پا تھا بشکلِ کوہِ البرز
نکل بھاگے جدھر جسکو ملی راہ
نہ تھا کچھ نشۂ نوشی سے ہوش
پس شہنشاہ وہ ہوتا تھا بیدار
جگا لائے تھے جب شیطان پر فن
کیا خالی دلیرون سے اکھاڑا
ہوئے لنکا چلا میدان سے کافر
گرا وہ بندر و نیر جا کے ناپاک
کہ آیا لشکرِ میمون مین بھونچال
بیکایک آگئے انگد سنے جڑی لات
کیے شل دست و بازو فرق گرزلے
ہٹا لیکن نہ میمونِ دلاور
صفِ میمون مین جھنجلا کر گرا وہ
ہمین ظالم کے نیچے سی چھڑاؤ
برابر شاہ کے پہونچے شتابان
وہ بشکلِ اجل کا سامنا ہے
پھر اچیتا ہے پڑاون کو ڈرا سے
ہوئے شاہِ جہان پھینکا تعب سے
چلا لیکن نہ شاہ وہر سے بس
کیا قتلِ عدو کا دل مین آہنگ
گرا دے زمین پر چار شانہ
مچی فوجِ عدو مین شور و غوغا
وہ بھاگے کنبھ کرن کی چھوڑ کر آس
کیا حملہ انہون پر بندرون نے
کیا ابنِ صبا نے انکا جو رنگ
ہوئے لنکا گئے با دیدۂ تر
ہوئی گرد سے جانی گل افشان

دُلہن جو اُسکا تھا گلخن سے افزون
گئے سوراخِ بینی سے نکل کچھ
جو تھا قانونِ دیو ظلم پیشہ
بوقتِ میکشی کرتا تھا وہ نوش
جو آیا تھا وہ بھوکا رن کے اندر
بضربِ ناخن و دندانِ شیطان
شہِ میمون کو آیا نہ مین ہوش
کیا جب اسنے یون ہنگامہ برپا
وہ ان آنے کیا لشکر فراہم
اِدھر ابنِ صبا پہونچا شتابی
بہت غصے مین آیا دیو ناپاک
چلے دونون کے باہم گرز اور مشت
ہوئے جب خرس و میمون سخت بیدم
سُنی جب شاہ نے فریادِ لشکر
ہوا جب شاہ کے آنے سے آگاہ
حضورِ شہ جو آیا دیو گمراہ
کیا غلِ رعد کے مانند ہمین
کیا یون حملہ اس کافر نے شہ پر
سرِ شورش بہت میدان مین مارا
نکالا تیر ترکش سے شتابی
گرا یون شور سے میدان مین عدو
نظر آیا جو بیڈھب جنگ ڈول
نہ لائے تاب گرز و خنجر و مشت
کیا پابند جو دستِ اجل نے
رہ لنکا جو ہیبت سے گئے بھول
بجا طبلِ ظفر افواجِ شہ مین
ہوئی خوش خرس و میمون با دل و جان

کیے اک لقمہ لاکھون خرس و میمون
پڑے جو ہنسی کافر کے کھسیل کچھ
کئی لاکھ شاہ سوتا تھا ہمیشہ
گوزن و گور لاکھون میش و خرگوش
ہزارون کھا گیا یکمشت بندر
گرا غش کھا کے میدان مین ہنومان
تڑپ کر اُسکے کاٹے بینی و گوش
مچایا بندرون نے شور و غوغا
کیا پھر بند و بستِ جنگ باہم
حضورِ دیو باصد پیچ و تابی
شتابی صورتِ افعی غضبناک
دکھائی کافرِ خونخوار نے پشت
پکارا تب کہ اے شاہِ دو عالم
شتابی پہونچیے بشکلِ ضیغم
پڑا لرزہ تنِ کافر مین ناگاہ
نظر آیا قیامت قامتِ شاہ
پڑا لرزہ تنِ چرخِ کہن مین
کرے وہ داد اُنپ جسطرح ہر پیچ
قیامت چارسو کی آشکارا
کیا سر صورتِ تیرِ شہابی
گرے نخلِ کہن جسطرح یکبار
دلِ میمن کا فرو نکے پڑ گیا ہول
دکھائی رنے مانندِ سپر پشت
انھین لے اپکڑ کر نیل و نل نے
انھین انگد نے راجہ کے ترسول
خفتہ آئے اپنی بارگہ مین

## جنگ کرنا میگھناد کا لچھمن جی سے اور مارا جانا میگھناد کا لچھمن جی کے ہاتھ سے

دم جرأت ہر اک کلک سبک خیز
کرو ثبت صفحہ مین با صورت شیر
سُنا راون نے جب حال برادر
بہت کی غم سے اسنے آہ و زاری
بہت سنگین سے رقت طاعین نے پائی
بہت فوج اور بہت فیل و حشم سے
روان ہو فوج لیکر سوے میدان
پسر اسکا ابن باکل نیک اختر
زیادہ جنکو تھا طاقت مین یارا
بجا ڈنکا پڑا پھر فوج مین شور
وہان تھا یون غریو روی لچھمن
ہوئی دونون طرف سے تیر یون سر
ہوئی تر خون سے یون میدان کی خاک
ملی مہلت ندا ے الامان سے
تفنگ تیر و تیغ و گرز و خنجر
وہ مارے بندرون نے گھس کے جنگل
بچا سردار اور کوئی نہ افسر
پڑا چارو طرف دیوون مین غوغا
چھپایا دیو ظالم پیش لچھمن
وہ بہتر سیارے فلک سے مار افسون
ہوئی طوق گلو مار گزندہ
شہ خرستان نے دیکھا جبکہ یہ رنگ
ادھر شاہ دبلایک نے شتابی
بہان جنگ دیوان شاہ فیروز
سو لنکا روان ہو بت باد

برنگ تیغ بران ہو روان تیز
شیاطین مضامین کو کرون زیر
دفور غم سے سر مارا زمین پر
بہت کی چشم تر سے اشکباری
پکڑ لاتا ہون جا کر دونون بھائی
بہت فیل و خر و طبل و علم سے
نہ ہونی پائے تا دشمن گریزان
بڑھا میدان مین آ کر لیکے لشکر
ہوئی سب جا کی میدان مین صف آرا
بڑھی آگے جوانمردان شہزور
کہ زمین جس طرح مہتاب روشن
کہ برسے جسطرح ابر سیہ تر
کہ پادر گل ہوئی شیطان ناپاک
گریزان تب ہوئی دشمن وہان سے
چلانے لگا فرزند بندرون پر
ہوئی النار اک پل مین جنون کی
تنون مین سب کے لپٹے سانپ اژدہے
کیا پھر کافرون نے آکے نرغا
کیے لاکھون طرح کی جنگ مین فن
پڑا غوغا میان فوج میمون
ہوئی پژمردہ دل میمون زندہ
دلیرانہ ہوئے آمادہ جنگ
گرڑ سے یون کہا با پیچ و تابی
پھنسا ہی حلقہ مار انہین امروز
کہ تا ہو لشکر شہ غم سے آزاد

بروے نامہ کر جوہر نمائی
بدست بادشاہ خاص اور عام
کیا از بس فغان و گریہ و شور
یکایک میگھناد آیا خروشان
یہ کہکر اور بلا کر فوج دیوان
کہا سگریون نے انگد سے کہ شاہا
نکرنا جان کا افسوس جانی
مین ندو کیسری شرار و نیشان
ہوئی تیار لچھمن حکم شہ لے
مقابل جب ہوئی دیوون سے شیر
ہوئی ہیکل نہ میمون تیرگی سے
ہوئی زخمی ہزارون خرس و میمون
نہ دیکھی دشمنون نے جب رہائی
پھری پھر دیو ظالم کر کے جھرمٹ
ولیکن کافرون کی تھی یہ شامت
قیامت لشکر میمون مین آ گئی
پڑی راون کے لشکر مین تباہی
دوان تھا یون پسر راون کا زمین
کیے سرخ خدنگ تیز پیکان
وہان تیر ہلاہل سے سراسر
کسیکی کچھ نہین چلتی تھی تدبیر
پکڑ کر پالے ابن شاہ لنکا
ازل سے قاتل ماران ہے تو
مدد کا تجھ سے ہی اسدم طلبگار
اڑا وہ شاہ طائر صورت باز

کہ مثل تیغ ہو جا شعلہ صفائی
ہوا مقتول جب وہ دیو خودکام
ہوا آزار دہ راون غم سی بیزار
کہا راون نے کیون غصے سے پیچان
چلا ابن شہ لنکا غزلوان
کہا ای فرزند بال نیک بنیاد
کہ ہی مردون کو زیبا جانفشانی
سگند و گند نیل و نل ہنومان
سوے میدان چلی پھر خیمہ گہ سے
مچایا ہر طرف دیوون نے اندھیر
چلے فوج عدو مین تیرگی سے
بہے فوج عدو مین چشمہ خون کا
رہو آ الامان آخر بلائی
ہوی سب لشکر میمون سے غٹ پٹ
انھین پر آگئی الٹی قیامت
بنائی جسب ذروے رہائی
سو لنکا ہوئی شیطان لاہی
کہ پھیلا سیہ جسطرح بن مین
کہ اڑتے تھے برنگ مار پر ان
ہوئی سب شعلہ افشان مار و اژدر
انھین سم ہو گئی مار گلوگیر
براوج قلعہ پھر میدان سے پھینک
تری منقار ہی ہر دوس کی خونخوار
تجھے لازم ہی جانا ای وفادار
ہو لنکا مین داخل شوخ و طرار

سانپ برسانا میگھناد کا بزور علم تیراندازی کے جنگ لچھمن جی مین اور آنا گرڑجی کا اور پھینکنا جاموَنت کا میگھناد کو

غضب کار مار پر منقار کی تیز
ہوے سب ضیح جب مار ان افسون
خرد و شان خرس میمون نے جو کی
بضرب تیر و خنجر قاف تا قاف
کیا دیوون نے جب دم شور و شیون
دوان آیا بہ شکل پیل رنگین
لڑا ہر طرح کی کافر لڑائی
کیا میدان مین سحر و افسون
سوا اسکے نہ دیکھی کوئی تدبیر
جدا ہو کر تن کافر سے اک ہاتھ
سلاح و ساز بھاگی چھوڑ کر سب
بجی لشکر مین ہر سو نوبت فتح
ملے لچھمن سے شہ عالم سے آکر
ہوا دلشاد خاقان سخن سنج

ہوئی منقار وہ پیکان سے لبریز
ہوئی آزاد فوج خرس و میمون
تصادم سے ہوئی فوج عدو پست
کیا دیوون سے میدان وغا صاف
ہوئے ہشیار غش سے اپنے اون
سلاح و ساز پہنے سارے تن مین
قضا آخر ہی ان کی آئی
دکھائی ساتھ اپنے فوج میمون
زدے پھر مار از زور سے تیر
گرائے سکان پر تیر کے ساتھ
لڑائی سے پھرے منھ موڑ کر سب
ہوئی حاصل سپہ کو دولت فتح
ہوئے پابوس سارے چھوٹ و بند
لٹائے سیم و زر کے گنج بے سنج
خوشی آئی ہر اک لشکر مین پنہان

غذا اسکی جو تھی مار ستمگار
جو پہونچا بر محل اسطرح تریاق
کیا یکبار حملہ سب نے مل کے
نہ لایا کوئی تاب جنگ میمون
پسر کو دیکھکر آئی اسے شرم
جو آیا پھر وہ لچھمن کے مقابل
ارابہ سے اتر کر وہ بہ تعجیل
ہوا ظاہر جو کافر کا یہ نیرنگ
ہوا اس تیر سے بیجان ستمگر
گری کافر کی جب میدان مین لاش
ہوا میدان خالی شور و شر سے
فلک سے کی ملک نے گل فشانی
کہا احوال سب فتح و ظفر کا
کیا اشفاق سے تشریف عنایت
ہوا رقص طرب کا ساز و سامان

ہزارون مار کے وہ کھا گیا مار
اٹھے سم خوردہ خواب تلخ پر جلد
پراگندہ کیا دیوؤنکو مل کے
ہوئی آفت انھون پر جنگ میمون
چلا میدان کو وہ دون گاہ پھر گرم
نظر آئی رہائی اسکو مشکل
بھڑا لچھمن سے آکر صورت پیل
ہوئی تب خشمگین لچھمن دم جنگ
سر ظالم گرا دھڑ سے زمین پر
ہوئی نالان گریزان غم سے پاتال
ادھر لچھمن نے پھر فتح و ظفر
پھر الشکر بفتح و شادمانی
سر دشمن حضور شاہ رکھا
سپہ کو گنج سردارونکو خلعت

## آگاہ ہونا راون کا مارے جانیسے بیٹے کے اور فریاد و زاری کرنا غم مین اور آنا زوجہ میگھناد کا راجہ رامچندر کے پاس واسطے لینے سر شوہر اپنی کے اور پانا سر کا اور جلنا اسکا ساتھ لاش شوہر کے

ادھر کا جو حال تو سنیے کہا سب
غم فرزند سے مندودری کا
جو دیکھا غور سے باندی شوہر
جو ہے تحقیق میری پارسائی
دعا تھی یہ کہ شوہر کو ازل سے
اسکے ہاتھ سے ہو رمین بجان
جو کچھ ہو سرگزشت ابی بازپرس
کہ ابن شاہ دسرتھ رام و لچھمن
برادر رام کا چھوٹا ہے لچھمن
اسی نے تیر مارا میرے تن مین
رہا قالب مین پر خون مین تر
غم شوہر مین چشم خونفشان سے
ہوا یون درد و غم سے دل افسردہ
جو زن ہو یا کہ امن نیک سیرت
تپ فرقت سے آیا دل مین دھیان
غرض لیکر کنیزون کو وہ بیوا
وہان مندودری تھی غم سے روتی
بہائے اشک خون وہ چشم تر سے
کسی سے ہی زندگانی کی یہان آس
مری ہو زندگانی اور حرا نام
وہان جانے مین بدنامی ہی مجکو
بوقت صبح کل لنکا مین لاکر
خیال خام کر یہ دل سے باہر
حیات کو موت کو مختار ہین وہ

حقیقت شہر لنکا کی سنو اب
ہوا صد پارہ مثل گل کلیجا
گری بالائے کرسی سے زمین پر
بیان کر آج از روئے صفائی
کری قبضے مین عالم زور و بل سے
نہ جیتے اور کوئی جن و شیطان
رقم کر اب اسے لوح زمین پر
ملے گئے ہین پھر جنگ راون
ادھر کے نہایت ہی شریر و شوخ و پر فن
کہ مین نے جان کی تسلیم رن مین
اٹھا کر لے گئے سر ریچھ و بندر
بہائے لخت دل شور و فغان سے
کہ جیتے جی ہوئی گویا کہ مردہ
جدائی ہی اسے شوہر کی آفت
چلون ہمرہ شوہر کے مین اس آن
گئی نالان حضور شاہ لنکا
لیا آغوش شفقت مین بہو کو
بہا دریا خون راون کے گھر سے
اجازت ہو تو جاؤن رام کے پاس
کرون ہمرہ شوہر جا کے آرام
ھنسینگے لوگ نہ اور خرس تجکو
تجھے دونگا قصاص خون شوہر
کہ نخوت ذی تری غارت گیا گھر
جہان مین قاتل کفار ہین وہ

سنا حال پسر راون نے جب دم
سلوچن زوجہ فرزند راون
کہا رو رو کہ ای بازو و جانان
کیا کسنے جدا تن سے تجھے آج
رہے ہیجوا جو بارہ برس جو
ہوا پیدا ترا قاتل کدھر سے
بہ کلک رگ زمین پر ہاتھ نے تب
بہت ہین ساتھ انکے خرس و میمون
نہین ہی اسکو اکدم خواب آرام
جدا بازو تن بیجان کر کے
زن ابن شہ لنکا نے اٹھکر
وہ حالت ہو گئی شور و فغان سے
غم شوہر مین یاد روز نہانی
بھڑک اٹھی جو دل مین آتش غم
جلانا اب مجھے بہتر ہی تن کا
بہو کا دیکھکر یہ حال راون
کہا حد سے فزون فرزند کا غم
نہ ہو بیتاب اے آشفتہ درد و غم سے
سر شوہر وہان سے جا کے لاؤن
کہا راون نے ای لخت دل من
تجھے ہی آج کی شب صبر کا
سلوچن نے کہا ای شاہ لنکا
نہین بہتر ہی یا مالک سبی عداوت
اجازت دے کہ ہون جا کے سرگرم

گرانا لاش زیر تخت ہیدم
شستا مین تھی اپنی جلوہ افگن
جو روز نیمن ازل سے تجھ پہ شہ بان
کہان دھڑ ہی کہان سر ہی کہان تاج
نہ مطلق صحبت زن سے خبر ہو
کرون کیا عرض مین کیہ یدرے
حقیقت جنگ کی لکھی ہا سب
کہ ہر اک بل مین ہے دو تو فسی فرزند
سنا ہی بندگی رام سے کام
پر ناوک اڑ الایا وہان سے
پڑھا اسدم جو حال مرگ شوہر
ہو دریا رون اشک لعل ان سے
ہوئی دشوار اسکو زندگانی
شرار آہ کے اٹھتے تھی ہر دم
کہ بے شوہر ہے مرنا خوب زن کا
پر رویا جس سے شرمندہ ہو ساون
لگی رونے بہو سے ملکے باہم
کوئی پھرتا نہین جا کر عدم سے
تن اپنا ساتھ شوہر کے جلاؤن
مرے دشمن ہین لچھمن رام دونون
کرونگا کل مین دونو کو گرفتار
بڑھاپے مین ہوا ہی مجکو سودا
عداوت ہے تری حق مین قیامت
خداوند حقیقی سے ہی کیا مند

نہ بولا سنکے یہ غیضے سے راون
سر شوہر جو پاؤن اے شہنشاہ
زہے قسمت مرے شوہر کی اے شاہ
اگر ہو دوست یا ہو دشمن شوم
نہو رنج و غم شوہر سے دلگیر
کہا ظاہر ہے عالم پر یہ شاہا
نہین تجھسا کوئی فریاد رس ہے
ہوا فرزند راون نامور آج
ز راہ لطف اب اے رام و لچھمن
غرض شہ نے یہ سنکر شور و شیون
سر شوہر سے بولی تب سلوچن
سر شوہر نے تب اُس پارسا کے
کیا رخصت سلوچن کو دیا ہے
جو تھی وہ عاشقی مین یار شاطر

ہوئی پابوس شہ آکے سلوچن
جلون مین قالب شوہر کے ہمراہ
تری شفقت سے پائی خلد کی راہ
پھرے کوئی ترے در سے نہ محروم
اگر منظور ہو اے نیک تقدیر
کہ تو فریاد رس ہے بیکسون کا
کہ ہر مظلوم کا تو داد رس ہے
بدولت تیری پایا خلد کا راج
عنایت ہو سر فرزند راون
کہا اے زوجۂ فرزند راون
جو ہین ہو پارسا اور پاکدامن
کیا خندہ وہان پر کھلکھلا کے
سمندر پہ گئی وہ ماہ پیکر
جلایا زندہ تن مردے کی خاطر
محبت سے ہوئی وہ خاک جلکر

نہو تیرا آہ دلمین بے قراری
کہون کیا سرگذشت پیچ در پیچ
کرم مجھپر بھی کر اے شاہ آفاق
غنی شہ نے جو یہ فریاد زاری
پلا کر چشمۂ حیوان کا پانی
حیات اور موت کا حاکم تو ہی ہے
قضا ہی ہر کس و ناکس کے درپے
تجلی بخت کی ہر دم کہان ہے
کہ تیرے فیض سے عقبےٰ مین آرام
ہنسے تیرا سر شوہر جو اس جا
تو ہو تو خندان اس انجمن مین
ہوئی یہ دیکھکر خوش رام و لچھمن
برنگ شمع سوز دل سے اُس جا
عجب ثابت قدم تھی عشق مین واہ
کہ تھی پروانہ وہ تھا شمع شوہر

کہا شہ سے زروے اشکباری
کہ بے شوہر ہی میری زندگی ہے
کہ ہون دیدار شوہر کی مشتاق
کہا اُس سے براہ غمگساری
ترے شوہر کو بخشون زندگانی
شہنشاہ جن و آدم تو ہی ہے
جیے لاکھون برس آخر فنا ہے
کہان پھر تم کہان پھر یہ سمان ہے
کرو نمین پہلو شوہر مین آرام
کو بخشون سر تجھے اے ماہ سیما
کہ گل جسطرح ہو خندان چمن مین
دیا اُسکو سر فرزند راون
جلی وہ ساتھ شوہر کے سراپا
جلی وہ شمع سان لیکن نکی آہ

ستی ہونا سلوچنا کا مع سر میگھناد شوہر اپنے کے جو مہاراجہ رامچندر جی سے واپس پایا تھا



جانا راون کا دیوا ہراون حاکم زمین کے پاس بسطے طلب امداد کے

اردو شاستر اب عابد ہے
نہ دیکھا اُسنے تب غمخوار کوئی

نہوکِ خامہ یون کرتا ہے تحریر
عزیز و ہمنشین پایا نہ کوئی

کہ جب راون کے فرزند و برادر
نہ دیکھا آخر اقبال کو یار

ہوے سب قتل میدان مین سراسر
نہ پایا و لیو گروون کو مددگار

ہوا دل میں پُر نور غم سے دلگیر
مگر سر فارا اک زیر زمین ہے
اگر وہ دوستانہ از پئے رزم
غرض متشوہ ٹھہرے اُسکے ادن
وہیش یہ زمین تھا شور اسکا
اسی کا راج سب یہ زمین تھا
غرض لنکا سے شہ جب بصد یاس
کہ آئے ہین اُدھر دو آدمی زاد
انھون نے سیکھنا دو گنبہ و مار پیچ
وہ ہی داد گر تو نوجوان ہے
مناسب ہے تجھے امداد میری
سُنا راون کا اہرادن نے جب حال
بشر کو تاب کیا ہی میرے آگے
کرونگا ذبح پیش لعبت دیر
سر و در قص کا دیکھین تماشا
کیا راون کو جب اوسنے تفہیم
ہوا دعوت سے جب سیر راون
کہا ایک آندھی جاونگا جب

کہا دل سے اگر دن کیا ہاتھی تدبیر
زمین کا صاحب تاج و نگین ہے
مری خاطر سو میدان کرے عزم
گیا زیر زمین گھبرا کے راون
ادب کرتے تھے مار و مور اُسکا
میان خاکیان بالا نشین تھا
گیا اُس دیو ناہنجار کے پاس
بنام رام و لچھمن فتنہ ایجاد
ملائے خاک و خون مین جنگ کر پیچ
دلیر و شیر گیر و پہلوان ہے
رہ شفقت سے سُن فریاد میری
کہا با صد تشفی اے نکو فال
پلنگ و شیر مجھ سے ڈر بھاگے
کرونگا نذر تیری جان کی خیر
کہ کیا ہی زندگانی کا بھروسا
ہوئی کچھ یاس کچھ امید کچھ بیم
ہوا رخصت سمجھکر دیر راون
اُڑا لاونگا ہوگی روشنی تب

نہین ایسا کوئی دیو گرامی
بڑا ہی ذی شعور و صاحب داد
تو بر آئے سراپا خواہش دل
وہان حاکم جو تھا وہ دیو نابا
زمین مین خستہ زن فشکل خر اطین
مثال اژدہا تھا صاحب گنج
گرایا ہی ستمگر پر شتابی
جنون سے تاب طاقت مین ہین افزون
نہین ایسا دلاور اب ہی کوئی
کرے میدان مین گر تو آج شبخون
طریق سلطنت سے تو ہی آگاہ
سر آنکھون پر مرے احکام تیرا
سو میدان بوقت شام جاکر
خوشی سے ای شہنشاہ نکو فال
جو گذری عیش سے خوش گھڑی ہی
غرض اہراون راون ہان پر
کہا راون نے کچھ دیکھی نشان اب
چلا القصہ کون سنکے یہ بات

دم مشکل جو ہو جاب اپنا حامی
کرون اُس دُو کر سے جا کے فریاد
شتابی منطفی ہو آتش دل
مثال مار رہتا تھا تہ خاک
اُسے کہتے تھے اہراون شیاطین
خراج خاکیان لیتا تھا بے رنج
کہا رُو رُو کے سب حال خرابی
بہت ہی ساتھ فوج خرس و میمون
کرے میدان مین اُنسے کینہ جوئی
تو بھاگے صبح فوج خرس و میمون
مدد شاہو نگی کر قسم شہنشاہ
کرونگا جان و دل سے کام تیرا
اُڑا لاونگا مین دونون برادر
پیئین اُمروز ہم تم بادہ لال
کہ آخر تو اجل سر پر کھڑی ہی
بدور مے ہوئے مشغول یکسر
کہ جاتو کیون گی نھین اے اوتم جب
ہو لنکا مین اجل رات ہی رات

## آنا اہراون کا آدھی رات کو لشکر مین راجہ رامچندر جی کی بھبیکن کی شکل بنکر اور اُڑا لیجانا راجہ رامچندر اور لچھمن جی کا پاتال لوک مین

بحسب وعدہ وہ دیو جہان سوز
ہوا خوش دیکھکر آندھی کو راون
اجازت تھی بھبیکن کو جو ہر دم
کیا قسمت نے ہوش بوزنہ گم
وہان آرام مین تھے رام و لچھمن
نسیم مشکبو چلتی جو تھی نرم

اُڑا غار زمین سے دوسرے روز
قریب فوج شہ آیا وہ دشمن
گیا نزدیک اُس بیت سے ظالم
شتابی اپنی مُنہ سے کھولدی دم
بفرش سنگ بادلہا ہی روشن
بخواب خوشدلی سوتے تھے سب گرم

میان شب چلا ناسند سر
ہنومان دلاور صورت شیر
بھبیکن کو ہنومان نے جو دیکھا
جو پائی دیو نے اُس مکر سے راہ
میان فوج تھا یون جلوہ شاہ
جو لیف خام زبانی جوعر

اندھیرا چھا گیا روی زمین پر
سر لشکر گھرا تھا بادل سیر
ضرورت کچھ وہ کار رشتہ کی سمجھا
ہوا داخل میان فوج ناگاہ
فروزان اختر و نمین جسطرح ماہ
سمجھو پر پختہ کی جادو غفلت

سیا چھے الیا جا ہوا جھٹ پٹ
اُتارو ے زمین سے سوگئے گردون
ہے بیدار سب گردون پہ انجم
چمکا رُخ کی سحر بکار پر تھی
رُخِ انور کی اسکے یون چمک تھی
غرض وہ دیو سیہ دل تیز رو تھا
گئی جادہ مین دھر کے پہونچا

نہ لی ہرگز کسی ہیمون نے کروٹ
پڑے سوتے رہے سب شہ ہیمون
شب مہ مین ہوئے خورشید وہ گم
تجلی برق کی کہسار پر تھی
کہ مثل برق ہر جا لپک تھی
قریب خانہ پہونچا مثل صرصر
مکان مین سنگدل صرصر کے پہونچا

گیا بالین شہ پر بے محابا
رہی نمازن بخواب عیش غافل
غرض وہ لے اُڑا جب آسمان پر
ہوا پر رو رشکِ شمع کافور
لیے جاتا تھا کافر بالا بالا
وُلے مہر پر جو بارِ دو جہان تھا
یہ دیکھو قدرتِ حق وہ ستمگر

اٹھا کر سنگ اپنی سر پہ رکھا
گیا لے لعل و گوہر وہ کامل
پڑا عکسِ تجلی سب جہا پر
چمکتا تھا برنگ شعلہ طور
ملا ایک چرخ پر کرتے تھے نالا
تن کافر گرانی سے گران تھا
اجل کو لیگیا سر پر اٹھا کر

## بیدار ہونا راجہ رامچندر و لچھمن جی کا مکان مین اہراون کے اور فریاد کرنا جُدائی سے لشکر کی اور سرانجام کرنا اہراون کا واسطے قتل دونون برادر کے

مکان اپنے جب دیکھا وہ تنہا
نہ انگد ہے سگریون نے ہنومان
ہوئے گم ہمین ہوش دونون بھائی
کہان ہین اب ہنومان دلاور
یہی ہے کیا تھا عہد و پیمان
نہ پائے دیکھنے دیدار سیتا
سمجھ زار بحث دل بہلانے
ادھر دلشاد اہراون نے اسجا
پرستش گہ تھی اک اسکی وہ ناپر
خبر آدون نے لنکا مین پائی
ہوئے دلشاد لنکا کے زن و مرد
یہ تھا سرکوچہ و برزن مین چرچا

ہوئے بیدار جب دونون برادر
نہ نیل و نل نہ شاہ خرس نیشان
کہ لشکر مین یہ کیا آفت آئی
کہان ہین وہ مہندی پیل پیکر
نہین ہوتا ہی باطل قول مردان
رہا پہلو مین اپنے خار سیتا
گل تر شاخ مژگان پر کھلانے
ہر اک جانب سے زہر تماشا
ہوئے سب جمع احباب ستمگر
کہ مارے جاتے ہین اب دونون بھائی
ہے آتش کین سینے کی سرد

جو کھولی آنکھ دیکھا خانہ غیر
نہ وہ نیزی نہ وہ بیرق نہ وہ فوج
ہمین غار زمین مین کون لایا
کہان ہے شاہ ہیمون شاہ خرسان
ہوئی برگشتہ کیون اول وہ قسمت
یہ کہکر الغرض دونون برادر
بہم وہ دیکھنے تھے زار و مضطر
بلائی اپنی سب قوم بنی جان
ہوا رقص و طرب آغاز ہر سو
بہت شادان ہوا اہراون ستمگر
ہوئے سب پیر و جوان سب جمع کمگر

نہ وہ لشکر نہ وہ میدان کی سیر
نہ وہ سبزہ نہ وہ دریا نہ وہ موج
گرد دیو دونے لشکر مار کھایا
رخ یاری کیا کیون ہم سے یزدان
ہوئے کیون بدگمان ہم سے جیمبر
ہوئی رُو رُو کے آب اشک مین تر
برادر شہ کو غم شوہر بے
کیا ظالم نے قتلِ شہ کا سامان
ہوا اُٹھ ودد غنا کا ساز ہر سو
خوشی سے ہو گیا جامے سے باہر
لگے گانے بجانے ہر جگہ پر
کہ دیکھیں گے سحر ملکر تماشا

## بیدار ہونا شاہ ہیمون اور شاہ خرسان کا اور شور برپا ہونا راجہ رامچندر اور لچھمن جی کا لشکر مین اور آہ و زاری کرنا تمام لشکر کا رامچندر جی اور لچھمن جی بھائی کا اور پوچھنا بھبھیکن سے نشان و پتا بھبھیکن کا اور جانا ہنومان جی کا پتا لینے لانا دونون بھائیون کو

[illegible] ظالم
[illegible]

سنو اب حال تو رام کا تم
[illegible] صبح [illegible]

کہ ناگہ خفتگان لشکر جو کیا تھا
[illegible] سا ہی گئی خالی

ہوا وقت سحر لشکر مین ہیجان
نہ لعل بیبہا ہوتے ہی لالی

تمہیں دیکھا کلونوں نے باغ آباد
پڑی فوج شہنشہ میں تباہی
کسی نے صبح تک پھاڑا گریبان
کسی کے دل سے شق غنچہ تمام شب
[illegible] کی بیدو رونے سے اشکباری
کسی نے کچھ کرو تفتیش احوال
کہ حال غیر تھی وشوامتر کی یار
شہ عالم نہ جب کی دست [illegible]
نہیں بیہوش تھا ہمراہ [illegible]
ملک تک [illegible] پہنچے [illegible]
کریں کیا حال ہم تا دیدہ روشن
کہا [illegible] اے شہنشاہ
[illegible] کہ شاہ کی عرض
فقط [illegible] نہیں آگاہ
[illegible] ہوں سکو [illegible] کے فی الحال
[illegible] شاہ لنکا
[illegible] یکایک سب فراموش
بھلا تو نے کیا جو کچھ کیا خوب
وگرنہ جو ہے گا سو کریں گے
جواب سخت کا موقع نہ دیکھا
عتاباً نہ کیجیے آپ تقصیر
[illegible] خدمت سے کر کے بیوفائی
ہرن [illegible] جو دشمن [illegible]
کہ وقت صبح کل با شور و شیون
شباہت کا مری اسکو ہی [illegible]
نہیں [illegible] اور و دولون
[illegible] جو [illegible] ہوشیار [illegible]

چمن آیا نظر بے سرو شمشاد
مچا اک شور از مہ تا بہ ماہی
ہوا مانند شبنم کوئی گریان
کسی کے چشم میں طوفان کا تھا جوش
سمندر [illegible] طوفان جاری
کہ گزرا کیا یکایک شکوہ یہ حال
کہ پایا بارگاہ شاہ میں بار
[illegible] خدمت میں اسے دم مجکو مہلت
ہوا پھر غیب سے گیا آشکارا
کہ نکلا اژدہا زیر زمین سے
چھپے پیچھے میں کیسے رام لچھمن
کہوں کیا ہو تونی اپنی میں آہ
کہ کہنا [illegible] دوست [illegible] فرض
خدا جانے گیا کب چھوڑ کس راہ
تو کر تفتیش اس سے [illegible] فال
لیا کل خوب بدلہ کنبھ کرن کا
ہزاروں آفرین ہیں [illegible] گوش
بتا واب کہاں ہیں دونوں محبوب
اسی میدان میں ہم بھی لڑ مرینگے
زبان نرم سے آہستہ بولا
نہیں ہرگز ہوئی مجھ سے یہ تقصیر
جہاں میں [illegible] کسنے پائی
سلف سے دہر میں [illegible] ہونا
گیا تھا پاس [illegible] کے راون
کرے جس وقت چاہے آشکارا
مری [illegible] شبیہ آیا ہو دشمن
[illegible] کیا سچ اپنے [illegible]

لگا حیرت سے تکنے ایک کو ایک
کہوں کیا آہ حال [illegible]
کوئی مانند گل صد پارہ دل تھا
کسی کا دل تھا پر خون [illegible]
شہ میمون نے فرمایا کہ یارو
گیا لشکر سے کون اور کون آیا
یہ سنکر الغرض کہنے لگے سب
جو رنج جنگ سے بے چین تھا دل
پلنگ آیا سو گھبرا سے کوئی
وہاں لنکا سے آیا دیو کوئی
وہ لے اغلب ہی آگے ہو تنو مان
کہ وقت نیم شب آیا ببھیکھن
رہا مجبور حکم شاہ سے میں
نہیں معلوم حال غیب مجکو
یہ کہکر با کمال اضطرابی
وہ لطف شاہ وہ جود و عنایت
محبت دوستی اچھی نباہی
ابھی تک خیر ہے ای شاہ لنکا
یہ سنکر شاہ لنکا پانے تا فرق
کہا میں نے [illegible] رام لچھمن
کہ [illegible] امر میرے شاہ والا
ہو [illegible] سے مقابل [illegible]
نہیں مطلق مری اس میں خطا ہے
سراپا وہ خمیر قہر و کین ہے
سوا اسکے نہیں ہے دیو کوئی
وہاں پہنچے جو میمون لاولد
[illegible] سے خبر [illegible]

نہ کہہ سکتا تھا کوئی کچھ بد و نیک
ہوا رنگ رخ ہر اک کا گرگون
کوئی غم سے سہی سان پاگل تھا
اڑاتا تھا کوئی مثل صبا خاک
گرو بر باد اپنی جان [illegible]
میان فوج کسنے دخل پایا
رہے بیدار ہم تا دوپہر شب
ہوئیں سر آنکھیں [illegible]
[illegible] آیا لب دریا سے کوئی
بوقت شب براہ کینہ جوئی
کہ ہے وہ بارگاہ شہ کا دربان
کیا بہر صلاح جنگ دشمن
ہوا مانع نہ کچھ افسوس ہے میں
لہذا ہر کچھ اسی کافر کا ہے
پکڑ لایا ببھیکھن کو شتابی
وہ شفقت وہ محبت وہ رعایت
ادا کی خوب شرط خیر خواہی
بیان کر مجھ سے سچ سچ حال سارا
ہوا اب سرنگوں شرم میں غرق
نثار نقش پائے رام لچھمن
اسی سرکار کے آب و نمک کا
ہوا جل بھنکے خود سر تا قدم خاک
[illegible] کرنے میں یہ [illegible]
حکومت اسکی سب زیر زمین [illegible]
کرے ایسا جو مکر [illegible]
نہیں زندہ ابھی [illegible]
ادھر [illegible]

چلا سیمون والی بجور دخواب
سراغ گنج گم گشتہ مین سا کہ
غرض با صد تلاش و جانفشانی
بندھا تھا رودی لنکا جو وہان تار
کہا دربار نے ای نادان بندہ
نہین ہے جا لنکا کچھ تجھکو افسوس
نہین ہی خبر کے آنیکا احکام
خبر قتل بشر کی مین نے پائی
اجازت دی مجھے ای نیک بنیاد
ہوا تقریر سیمون سے بہت تنگ
ٹھیرا سینہ سی سینہ فرق سی فرق
رہے تا دیر باہم زیر و بالا
رہی القصہ دونون مین جو کشتی
یہ قسمت تھا یہ توانائی یہ پشتی
تامل مین رہا سیمون دمے چند
ہوا یہ سنکے حیرت مین ہنومان
کہا لنکا جلا کر جب چلے تم
ہوئی اس تخم سی ماہی گرانبار
رہا طفلی مین مجھ دفن [illegible]
ہوا یہ سنکے سیمون [illegible]
زرِ دیوان [illegible]
جو دیکھا شاہ کا سیمون نے یہ حال
نظر آیا بجو شکل شیر سیمون
ہو خوش اسطرح سے دونون بھائی
جسے پکڑا کیا [illegible] دوپارا
جو دیکھی ظالمون نے یہ خرابی
[illegible] بجمے انبوہ
ادھر طرف [illegible]

سو پاتال پہونچا صورت آب
چلا وہ صورت [illegible] خاک
سنی اسنے صدائے نغمہ خوانی
صدا نے یہ پہونچا صورت تار
تو آیا کس طرح اس امر زمین پر
بتا دی سچ تجھے کسکا ہی جاسوس
کرو نہین عرض کہدو تو اگر نام
تماشا دیکھنے آیا ہون بھائی
کہ ہر ہر شکم جان اپنی برباد
جہالت سے ہوا آمادہ جنگ
ہوی دونو ملے جب جنگ خونین غرق
پھر اک نے حوصلہ دلکا نکالا
مثال پہلوانان با صد درشتی
نہ دیکھی ایک مین کچھ بھی وقت کشتی
کہا تب اسنی مین تیرا ہون فرزند
کہا کہتا ہی کیا ای طفل نادان
بجھائی آب بحر شور مین دم
ہوا اسسے شکم سی مین نمودار
جوانی مین کیا صید پلنگان
اُسی کی دم سے اسکو کر کے پابند
سر و دم رقص مین مشغول [illegible]
[illegible] کھینچ [illegible]
[illegible]
ملے پیار کو جیسے [illegible]
مثال بیل [illegible] مارا
ہوئی غصے سے [illegible]
مثال اژدہان جانب تو وہ

ہوا نیچے زمین کے گم تو پایا
تلاش آب حیوان مین بصد جاہ
یقین جانا سنکر شور و غل
خبر پائی شہنشہ کی وہان ٹھیک
یہان ہے دیو چین کی بادشاہی
یہان دیوان ظالم کا ہے جلسہ
کہا ہین ہون ہنومان دلاور
نہین حاکم تیرا ہو ڈر مجھے ہے
دہا نیر کی جو سیمون نے یہ تقریر
جوش غصے وہ زور مین دونون [illegible]
چلے دونون طرف سے جنگ پر جنگ
دلیری سے جراءت کینہ جوئی
کہا حیرت سے تب سیمون نے ملعون
بہت شہ زور و شیر دل ہے یہ لڑکا
دکھاؤنگا میدان نہین کبھی [illegible]
نہین [illegible] خواب آ نگا دشمن
عرق تن سے تر ہو ٹپکا جو زمین
ہوا [illegible] مرد و فام
بہت مدت ہوئی [illegible]
گیا کاشانہ ظالم مین جبیان
نظر آئے جہان دونون برادر
پلنگ آسا گیا غصے سی اندر
شہنشاہ دو عالم نے جو دیکھا
ہوا نیچے بہت کی حست ادہر
ہوا الٹا جو سیمو نکو [illegible]
مچایا شور پر شور صورت مست
گرے سیمو پہ ظالم جکہ یکدست

مثال کرم خاک رخنہ جو پایا
مثال خضر ظلمات کی راہ
یہان ہین دونون بھائی تامل
گیا بیخوف و غم دربان کے نزدیک
[illegible] یہان پر مرغ و ماہی
تماشا آج ہو قتل بشر کا
شہنشاہ جن و آدم کا جاکر
نہین کچھ خوف شور و شر مجھے ہے
سمجھا جب شیطان بے پیر
لپٹے مثال ضیغم [illegible]
[illegible] سینہ ہو دونون [illegible]
نہ ہارا دیر تک دونون مین [illegible]
کہا لاکھون دیو [illegible] رن مین
نہین ہی خوف اسکو اپنے جی کا
[illegible]
ہوا فرزند پیدا کیسے تن سے
پری زادہ تجھے ماہی کی شکم مین
پلا آغوش مادر مین باآرام
کہ ہو ہمین شاہ اہر دن کا دربان
ہزارون جمع دیکھ دیو ناپاک
پھنسے جسطرح کانٹو مین گل
گیا ان بزدلون مین شیر صفدر
کہ آیا باد کا فرزند بانکا
ہوا وہ شیر صید [illegible]
قیامت آشکارا کی [illegible]
چمکنے برق سا [illegible]
برنگ شیر سیمون [illegible]

وہان وہ چنگ و ناچ سے گیا وار — سبھون کے توڑ ڈالے اسنے ہتھیار
خبر ناگاہ اہراون نے پائی — کہ ہے ترم طرب مین کچھ لڑائی
خوشی کے بیچ یہ کیا شور و شر ہے — کہا سب نے یہ شر ہر بشر ہے
نہین آ شیر یہ لڑکے بچو بھاگے — پلنگ و شیر سے ہین لڑنیوالے
سمجھو تم کہ یہ لڑکے ہین معصوم — حیات و موت ہے سب انکی محکوم
انھین کا ایک بندہ ہے یہ میمون — کیا جسنے ہزار دیو کا خون
نہ چند تلخ سے ہو برسر کین — نگر برباد انہی جان شیرین
کہا ای حیلہ انگیزان نامرد — دکھاؤنگا تمہین کہا رخ زرد
دل و جان سے وہی اپنا ہے مقصود — کہ جس سے خسر لنکا ہو خوشنود
پھر کو بخت و ہر چرخ کو کب — جوان دونکی پھرتی ہے زبان کب
ہنومان دلاور نے تڑپ کر — دہ مارا گرز سنگین اسکے سر پر
زن گرز سے میمون نے لپک کر — وہین آتش مین ڈالا کاٹکر سر
لگے آپس مین جھگڑنے خانہ برباد — کہ جس سے جب ہوا مرده شاد
بہت تھا جمع انجا خود چھوڑا — دہان لوزنہ مین سبنے چھوڑا
غرض جب میوہ ترسی ہوا سیر — کیا نعرہ تڑپکر صورت شیر
ادھر ابن چھبانے شاد و خوشتر — لیے آغوش مین دونون برادر

کیا اک پل مین ندی خون بہتی — بلائے خاک مین بیابان سے سمند
برائے رفع بیتابانہ آیا — کہا بندہ کو اسکی کون لایا
بلائی غیر اپنا افسر تخت — کیا برباد تونے انکو بخت
جہانتک تختۂ ارض و سما ہے — انھین کے دست قدرت سے بنا ہے
یہی معبود دونون ہین جہان کے — یہی مقصود ہین کون و مکان کے
ابھی پہنچیں دونوکو یہان سے — وہین ہونچا دیا دیو جہان سے
ہوا یہ سنکے اہراون غضبناک — ہوا آشفتہ مثل مار در خاک
ہنسینگے مجکو سرداران لنکا — ابدتک نام میرا بد رہیگا
ادا کرنا ہے سب اقرار مجکو — نہین مرنے سے ہے انکار مجکو
غرض کہکے ظالم نے پے رزم — اٹھاکر تیغ میمون پر کیا عزم
کہ جسکی ضرب سے وہ دیو ناپاک — گرا بیہوش ہوکر بر سر خاک
لب خندان کیے وا مثل گلشن — ہنسے دیکھکے سب مرد و زن
وہ شیرینی وہ حلوا معطر — طعام خوشگوار و میوہ تر
جو میمون نے وہ پائی نعمت گرم — ہوا آسودہ خانہ باد دل ترم
نہ آیا کوئی ہیبت سے مقابل — گریزان سب ہوئے دیو سیہ دل
سوے لشکر ہوا دلشاد راہی — لیکر اپنے بختی بادشاہی

مارا جانا اہراون کا ہنومان جی کے ہاتھ سے اور لیجانا ہنومان جی کا راجہ رامچندر اور لچھمن کو لشکر مین



اڑا مانند عنقا بر سر اوج — بشکل فتا آیا جانب فوج
سر لشکر اتارے دونون بھائی — بہار رفتہ پھر گلشن مین آئی

رخِ روشن سے انکی وقت گلگشت
شہِ میمون ہوا پابوسی کر
زبس ابنِ صبا بے محنت و رنج
درِ عشرت ہوا ہر دل پہ مفتوح
سپاہِ عیش کی لشکر کشی تھی
پھری ہر دو بر و زمین منادی
ہزاروں لولیانِ شوخ ناہید

ہے پھر مشرقستان امن بہشت
کیا خوش شہ نے چھاتی سے لگا کے
لے آیا اژدہے کو مار کر گنج
پھر آئی ہر تن پژمردہ میں روح
ہوئی دستک ہر اک دل پر خوشی کی
کلابِ چین سے آباد شادی
ہوئیں مشغول رنگ جشن جا دید
سبھوں نے ملکے ہنگامِ تماشا

ہوئے عیار ارو دلشاد میمون
ہوئے خوش جامونت و نیل و انگد
ہوئے ظلمات سے دلشاد و خندان
مبدل عیش و عشرت سے ہوا رنج
کیا دہقانِ غم کو تاخت و تاراج
ہوا رنگ سرود و عیش کا غل
سدا شیو اندر برہما نارد سیر
ہنومان اور لاور کو سر آیا

ہوئے اندوہ سے آزاد میمون
سپاہِ غم کو لشکر سے کیا رد
مثالِ خضر لایا آبِ حیوان
لٹائے سب نے گوہر گنج در گنج
زمیندار ان عشرت کو دیا باج
فرشتے سیر کو آئے خجستہ دل
ہوئے سب رام کچھمن سے بغلگیر

## خبر پانا راون کا مارے جانے سے اہیراون کی اور نہایت ناغم میں آنا اسکے اور سمجھانا مالاونت وزیر کا مقصد صلح میں

کہا احوال سب جس نے ادھر کا
گریزاں سب وہ آکے پیش راون
کہ اہیراون بصد زور آزمائی
ہوا دار قضارا ایک میمون
وہ آفت تو نہ تھا از دو تبل میں
جو آیا سنکے اہیراون شتابان
فرو دام میں ہوا وہ تا بہ حلقوم
سنا راون نے جب دیوون سے حالی
برائے مشورہ اسکو بلایا
کوئی تدبیر کر یار اے رتن
تو ہے اس خاندانکا خیر اندیش
زبس دستور تھا ہشیار دانا
ہزاروں نازنین دلکش حور
فزون ہو ماہ سے جاہ و تجمل
اگر دلکو ترے ہو حور کی چاہ
نہیں کمتر ہیں دانا الفت [illegible]

سنو اب سرگزشت شاہ لنکا
کہا اسطرح سے باشور و شیون
اٹھا لایا تھا سر پر دونوں بھائی
کیا اسنے طلاطم حد سے افزون
بلا مثل قضا دیو انکے دل میں
کیا اسکو بضربِ گرز بیجان
ہوا ناگاہ زیرِ خاک معدوم
ہوا آشفتہ غم سے دیو دجال
ادب سے پاس وہ راون کے آیا
باسانی ہو جسمیں دفع دشمن
مرا ہو لطف تجھپر بیش در بیش
بچشم عقل دیکھا تھا زمانہ
بچشم دلربائی مردم نور
جہاں تکنے میں تیری ہی جز و کل
ابھی جنت سی دوری آ گئی دونکو
مدت آفت محبت زن
کہی دام [illegible] فتنہ انگیز
عشق [illegible]

کہ اعزا اران اہیراون سے بار یو
کہ شاہا کیا کہیں ہم طول جھگڑا
حضورِ بخت تھا عزم قتل فردا
مثالِ شیر نر آیا غضبناک
کیے مجروح اربابِ پرستش
وہ گھونسا اسنے اہیراون کو مارا
نہ پہونچا پھر کوئی انجا ولادا
وزیر شاہ لنکا ایک تھا پیر
کہا راون نے اے دستور ذی ہوش
نکرنا پاس کچھ ہرگز ادھر کا
ہوا برگشتہ میرا طالع بخت
کہا راون سے اے شاہنشہ ارض
عطا کی ہیں خدا نے تجھکو سو گنج
پریشان کرتی دلکو ہوا ارمان
برائے یک عروس آدمی زاد
نہ دیکھے غیرون کو گرچہ ہو حور
شہنشہ تجھکو یہ زیبا نہیں ہے

بچے تھے گرز میمون جو کچھ دیو
بنا اک پل میں بگڑا اکیل سارا
ہزاروں جمع تھے سردار اسکا
میانِ بزمِ عشرت بیغم و باک
کیا سب نوش اسبابِ پرستش
ہوا فرق زمین جس سے دو پارا
وہ زندہ لیگیا دونوں برادر
بنام مالونت یک تدبیر
تو ہے دیوان لنکا سے وفا کوش
کہ تو پروردہ ہے میرے پدر کا
کہ کار سہل مجکو ہو گیا سخت
امان ہو جانکی تو بچہ کہ بن عرض
زر و لعل و گہر ہیں گنج در گنج
تو حاضر ہو ابھی سارا یہ شان
کیا ویران سارا ملک آ کر
کہا تب [illegible] سر سے کا
زنِ بیگانہ پر دعویٰ نہیں ہے

ندی بیگانہ زن پر ہاتھ سو دل ... کہ حق حق ہے شہا باطل ہے باطل
رہی تا سب یہ تخت و تاج قائم ... رہے لنکا مین تیرا راج دائم
ہوا جب کہکے چپ پیر خردمند ... لگی راون کی دلکو زہر یہ پند
کہا اے پست ہمت دون طبیعت ... ولی نعمت کو کرتا ہے نصیحت
ہزارون ختریں شاہونکی مہرو ... مین لایا چھین کے بازور بازو
نہ سیتا کو مین نے تقصیر لایا ... پئے دلجوئی ہمشیر لایا
کیا مین نے نہ گر انسان کو زیر ... تو ہونگے حاکمان بحر و بر شیر
غرض راون نے غصے کو سنبھالا ... برون شہر نائب کو نکالا
خلاف رائے سلطان رام جستن ... بخون خویش باشد دست شستن
غم دشمن سے دل بے طاقت و تاب ... ہوا مندودری جا کے ہمخواب
غرض مندودری نے بادل و جان ... جو دیکھا حال شوہر کا پریشان
نہین ہے دل جو مجھپر آج مایل ... مگر ہے الفت سیتا مین بیدل
خجل ہے حور میری دلبری سے ... فزون ہون خوبروئی مین پری سے
لب گلرنگ یہ خال سیہ فام ... نمائی روے صبح و چہرۂ شام
یہ غمزہ یہ کرشمہ یہ اشارا ... کرے کب چشم نرگس آشکارا
مرا جوبن ہے رشک اختر ماہ ... مقام حیف ہے تجکو نہین چاہ
مرا قد یہ نہین آفت سے کم ہے ... بلے اس سرو کا سایہ ستم ہے
غضب ناجنس کی ہے آشنائی ... انھین باتون مین ہوتی ہے لڑائی
حذر کر جانکی سے چاہے گر خیر ... کہ اپنا اپنا ہے اور غیر ہے غیر
شتر ریدہ رکھکر زیر دامان

کہا یہ قبول اتنا کرو تم ... دولے رام کے سیتا کو دو تم
کہا گر مان لے بہتر ہے میرا ... نہین مجبور مین بندہ ہون تیرا
ہوا چین بر جبین یہ سنکے یکبار ... دوا تلخ سے جسطرح بیمار
یہ گستاخی یہ شوخی یہ فضولی ... تجھے اس جرم پر دیجے سولی
نہ آیا کوئی ہیبت سے پئے جنگ ... مگر انکو نہ تھی کچھ غیرت و ننگ
نہین مشتاق ہون مین غیر زن کا ... مجھے ہے بہنی خواہر کا [illegible]
ادب سے دور کی تقریر تونے ... خطا کی قابل تعزیر تونے
تلون طبع ہوتے ہین شہنشاہ ... سمجھکر بات کرتے ہین اہل آگاہ
غرض نائب نظر سے جب ہوا دور ... گیا راون محل مین تخت رنجور
خیال بد سے خواب آیا نہ زنہار ... مثال سگ رہا شب بھر وہ بیدار
کیا صد گونہ ناز و دلبری سے ... خطا دیکھی ہے کیا مندودری نے
یہ ہے شاہا خیال خام تیرا ... مشابہ حسن مین ہے کون میرا
یہ عارض اور بناگوش اور یہ کاکل ... کہان پائین گل و نسرین و سنبل
مری آنکھون سے شرمندہ ہوا آہو ... مرے [illegible] ہین تیر جادو
مری ابرو ہین از راہ نکوئی ... ہلال آسمان خوبروئی
جو سینہ دیکھے وہ حیران ہو جائے ... جو پستان دیکھے بے ایمان ہو جائے
پری کو چھوڑ کر اے نیک منزل ... ہوا ہے تو زن انسان پہ مایل
زن بیگانہ کی کرنا ہے چاہت ... کنوئین مین جھانکنا کرنا ہے ایسا
یہ سنکر طیش مین آیا وہ مغرور ... کیا مندودری کو پاس سے دور
لگا وہ دیکھنے خواب پریشان

## روز اول میدان وغا مین راون کا آنا اور شکست کھانا

روان ہے خامہ ہو اب با صفائی ... برنگ تیغ کر جوہر نمائی
لڑائی کا ہے باہم سلسلہ آج ... ترا اے خامہ دیکھون حوصلہ آج
حجاب شب ہوا جب بر سے دور ... اٹھا راون شراب غم سے مخمور
عتاب غصہ کافر دل مین لایا ... سپہداران لنکا کو بلایا
کرو اخراج دشمن مین نہ دیری ... دکھا دو آج میدان مین دلیری

خدنگ تیز پر سے ہو روان شیر ... کہ جنگ رام و راون آج ہے پیش
شبک پرواز ہو یہ توسن طبع ... سر میدان دکھاون تا فن طبع
بحال زار آیا انجمن مین ... سجا ساز و سلاح جنگ تن مین
کہا لشکر کرو جلدی سے تیار ... سجے ہر ایک اپنی تن پہ ہتھیار
اٹھا [illegible] لے جنگ کا نام ... پلنگون سے [illegible]

جوانو مورچہ پر تھامنا آج
جوانمردی کا یارو آج ہی کام
نہ دو دم بھر عدو کو فرصت جنگ
کمانداران نامی حلقہ حلقہ
شمار بادپایان عقل سے بیش
شمار فوج راون کیا کرو ان اب
بڑھا جب لشکر جرار دشمن
تفنگ و ناوک و خنجر بہر دست
خروشان بن میں آیا جبکہ دشمن
سو میدان بڑھے شیران جنگی
سگ سند و گند میمونان جرار
چنداول کو اچ اور رکھا بہادر
شہ خرسان نے با تدبیر نیکو
کیا دونوں کو ریچھوں کا سپہدار
کریں ہم کیا بیان آرائش فوج
اٹھے یہ سنکے شادان رام و لچھمن
کیا یاروں سے با صد اضطرابی
غرض آرائی یہ سنکے احکام
سو میدان چلے دونوں برادر
خرامان شاہ میمون پیش لشکر
بڑھے آگے جوانان دلاور
پلنگ آسا چلے دشت وغا میں
ہوئی دونوں میں آویزش بصد زور
تڑپتے تھے دلاور صورت شیر
تنو پر ناوک خنجر سے بیدرد
تنوں پر تیغ تھا نہ ہیبت تیر
[illegible]

مرا اور رام کا ہے سامنا آج
ادھر قبضے میں ہو گر رام ہو رام
عدو پر دست پیکان کرو تنگ
زرہ پوشان جنگی طبقہ طبقہ
ہوئی جنکے سموں سے سب زمین ریش
یہی بہتر ہے خوشتر چپ ہوں اب
ارابہ پہ ہوا اسوار راون
سو میدان چلا دیو زبردست
ہوا آگاہ شاہ شیر افگن
دکھا یکیں قلزم خون میں نہنگی
کیا دونوں کو لشکر کا جرنغار
ملی ہر ایک کو ایک ایک پلٹن
کیا سالار خرسان دھومر کو
دیے اسکو پیادے اسکو اسوار
خدا نے وحشیوں کو بھی دیا درج
مثال شیر بہر جنگ دشمن
وہ رتھ میری سواری کا شتابی
ہوا رتھ لیکے حاضر وہ سبک گام
برنگ شیر و مثل ضیغم
ظفر ہمراز و اقبال رہبر
میانوں سے کیے تلوار باہم
نہنگ آسا چلے بحر بلا میں
کشاکش سے مچی چار طرف شور
نہ تھے خونخوار دشمن دل سے سیر
ہزاروں زخم کھاتے تھے جوانمرد
ہر اک تھا غرق خون مانند شمشیر
[illegible] صف شکن تھا

دلوں کی ہیبت دشمن کرو دور
کرو شیرانہ حملہ جنگ میں آج
غرض دیوان لنکا نے یہ سنکر
قطار زندہ پیلان خیل در خیل
ہزاران نیزہ باز و گرز بردار
نہ آئے جو کہ شود ہم گمان میں
سر رہ برق تھے خود آہن
شگون بد ہوئے لشکر میں [illegible]
شہ میمون نے فرمایا کہ ای یار
شہ میمون نے بار آگرامی
وہ ہند دھرپ سرداران گرامی
نل و نیل و دلاور [illegible]
پیلان غیراج و [illegible]
غرض جب یون سپاہ خرس و میمون
شہ میمون کی غرض ای شہنشاہ
شہ [illegible] نے جب دیکھا
کہ ہوں رہوار جیسے برق رفتار
ہوئے اسوار دونوں بھائی [illegible]
رکاب شاہ میں انگد ہنومان
بسوئے دست شاہ فوج خرسان
پڑا غل اور کیا لشکر نے انبوہ
سپاہ جن ادھر آئی مقابل
زمین پشت پر خونمیں وم جنگ
بندھا تیرو تفنگ باران کی طرح تار
بیان سنگ ٹوٹ ہر جھکے [illegible]
خروشان لشکریاں دو بمیدان
بلا جس صف میں لگی خنجر و تیغ

لڑو طالب یہ میری شاد و مسرور
کرو خیل و حشم دشمن کا تاراج
کیا ہر چار جانب جمع لشکر
خروشان جانب میدان بصد سیل
ہزاران یکہ تاز و چست بیکار
نکیونکہ ہو کوئی عاجز بیان میں
تن سنگین پہ پہنا سخت جوشن
زغن اور زاغ نے کی سر پہ آواز
سلاح فوج ہوں اب جلد تیار
کیا آراستہ لشکر تمامی
ہوئی وہ فوج میمون سے جرنغار
ہوا جرنل کوئی اور کوئی کرنیل
کہ تھے سردار نامی شیر افگن
ہوئی یکجا سپاہ کوہ دہا موں
ہوا تیار لشکر جب دلخواہ
پیادہ رام رتھ پر شاہ لنکا
حضور رام لیجا کے تیار
ہوئی فتح و ظفر پابوس آکر
لیے گرز گران با شوکت و شان
شتابان ہمعنان شاہ دوران
صدائے طبل سے کانپا تن کوہ
خروشان جس طرح ابر سیہ دل
گرو نے بزدلوں کے ناخن جنگ
چمکتی تھی برنگ برق تلوار
دکھاتے تھے برنگ تیغ جوہر
تفنگ و تیغ سی تھا شعلہ افشان
ہوئی وہ پارہ پارہ صورت تیغ

## جنگ کرنا راون کا راجہ رامچندر کے ساتھ میدان لنکا مین



لیے خنجر بکف تا پا لصد میل
بیابان دشت و غا مین کی وہ ابر آتش
نہ ڈرتے تھے جو شمشیر اجل سے
وہ کی ابر کمان سے بارش تیر
ہوئے جن کشتہ جب تیر روان سے
ہوئے پھر خرس و میمون حملہ آور
کیا از بسکہ میدان مین تنگ و ناز
ہوئے عاجز دلاور تشنگی سے
جوان مردان میمون نیک بنیاد
یلان خرس و میمون مثل شیر
ہوا درد جراحت سے سب دور
تمامی خرس و میمون شادمان تر

نشان ان دشت مین صورت پیل
ہوا خورشید مختر جس سے سرکش
ہوئے ترسان وہ دیونکی دغل سے
ہوئی سرد آتش میدان تہ و بر
بنے وہ طعمۂ زاغ کمان سے
مثال پیل زد و شیران دلاور
ہوئے سب تشنہ حلق و بستہ آواز
سوئے لشکر پھرے بیچارگی سے
بسوئے خیمہ آئے با دل شاد
ہوئے آب طعام خوش سے دل سیر
ہوئے پھر تندرست و چاق و مسرور
ہوئے غلطان بروی سبزہ تر
رہے سب شام سے تا صبح بیتاب

لیے راون نے لاکھون کو اور دیو
لائی خرس تاب جنگ دیوان
جو دیکھا شہ نے حال خرس میمون
ہوئے دہشت سے دشمن زیر و بالا
رہے محفوظ جو دست قضا سے
غرض اس طرح سے اس دن برابر
ہوئے سب تشنگی سے زار و مضطر
ہوا معلوم سنج فوج شہ کو
ادھر سردار لنکا با دل زار
لگا لطف شہ سے زخم اندام
ہوئی تیمارداری سے جو فرصت
ادھر لنکا مین آئے اہل کفار
آ با بیقراری انھیں جا

سپاہ رام پر غالب ہوئے دیو
بنزد شاہ سب آئے غزلوان
کہ مین ترسندہ جان سب حد سے افزون
کیا راون نے کس آفت مین ڈالا
ہوئے وہ منہزم دشت و غا سے
گئے دونون بہم تا شام لشکر
نہ تھا پانی وہان جو آب خنجر
گیا لشکر پھرے اب خیمہ گہ کو
سوئے لنکا گیا با خیل کفار
ہوئے مرہم و سوزن سب آرام
خوشی سو خرسے کی تب استراحت
خیال خام مین با خاطر زار

## مقابل ہونا دونون لشکر کا دوسرے روز واسطے جنگ کے حربگاہ مین

ہوا بیدار جب شاہنشہ شرق
ہوی بیدار خواب عیش سے رام
سجے تن پر سلاح جنگ سب نے
سپاہ خرس و میمون شاد و خرم
سگریو و انگد نے فوج شمالی
غرض جب فوج شہ نے بے محابا
پیانے چند جام مے کیے نوش
گران گرز و خنجر لیے لپکے یکبار
کیا میدان مین دیوون نے انبوہ
بیابان دشت و میدان بلا خیز
مثال ژندہ پیلان غضبناک
تس نے دیکھکر یہ شور دیوان
چلے میمون گروان سینہ پر زور
چلے خنجر پہ خنجر تیغ پر تیغ
میدان جنگ وقت خون فشانی
بھین پکڑین چھوڑین شور سے
میدان جنگ پیش شاہ وہ فرق
لگے قدرت ہوئی اسکی ایسی ہی تغر
لگا ایک ایک سو سو کو پکڑ کر
کسی کا کیسری نے پیٹ پھاڑا
غرض اسطرح جب بندر لڑائی
...اڑی

لیے ہاتھو مین ی ہمدم برق
اٹھے سب خرس و میمون نیک انجام
کسے گھوڑو دنگو اپنے تنگ سب نے
ہوے سب مورچو پر اپنے محکم
طریق ہوشیاری سی سنبھالی
کیا چارو نطرف لنکا کے گھیرا
خیال مرگ جس سے ہو فراموش
ادا بہ پیر چڑھا سرمست و سرشار
ہوے قایم زمین پر صورت کوہ
ہوہو مثل قیامت فتنہ انگیز
اڑائی دشت خون آلودہ مین خاک
کیا محشر بپا اکر غریوان
چلے تیرو تبر باہم پڑا شور
ہوئی بارش لہو کی صورت مینغ
ہوی زہر سے ستمگارون کے پانی
جگر پھاڑین اوکھاڑین سینگ
تڑپتا تھا لیے تیغ دم برق
نکالے مور ہل است کا مغز
زمین سے پھینکے اوج فلک پر
کسی کو نیل نے زمین پچھاڑا
پریشانی سپاہ جن مین آئی
کرے بیداست جادو سے راون
الگ ایک ایک میمون سے جو اکر
ان پھینکے آگے جا کر
... کسی کو ...

سواران ثوابت کو کیا گرد
ہوا شور صدا کوس شاہی
بڑھے آگے نشان و نیزہ بردار
لیے شرق انگد اور ہنومان
میندو ستر بکھ اور وچیدا ول
ادھر لنکا مین اون بیخود خواب
ہوا خود مست دیو ونکو کیا مست
عوج نشہ صہبا سے مدہوش
جھپٹے عفریت و شیطان خونخوار
بہت خرسان غرین کا پیا خون
اٹھائی اسقدر خاک آسمان پر
بپا انبوہ اعدا مین دلاور
کسی کا سر گرا دھڑ سے زمین پر
بڑھے میدان پر دل لیکے شمشیر
لڑے دیوون سے میمون سنغ و باک
یہ دیکھو قدرت حق وہ بھبھیکن
دیکھو اسکی قدرت رن کے اندر
سکھین و کیسری انگد و نیل
کسی کو کوہ پر پھینکا گھما کر
کہین انگد نے میدنمین دم جنگ
نشہ عفریت نے دیکھا جو یہ حال
انھون نے باتفنگ و تیر شمشیر
کسی نے نل کو گھیرا رن کے اندر
کسی نے کیسری کو جا کے گھیرا
... سر جا کے دھکایا کسی نے

چھپا سلطان انجم باغ زرد
ہوی بیدار لشکر کے سپاہی
مثال چل سے سو دشت پیکار
سوے غرب نیل و نل تھے دلیران
ہوے فوج جنوبی کے ہراول
یہ غوغا شنکے اُٹھا سمت بیتاب
تھو جنگ کا تا حوصلہ ...
سوے دشت وغا آباز رہ پون
بمانند نہنگ بحر جیحون
ملائے خاک مین گروان میمون
زمین کو رکھ لیا سر پر اٹھا کر
ہوون جسطرح سے منسخم ...
کسی کا دھڑ گرا چرخ بریں ہم
جوانون سے جوان اور پیر سے پیر
پکڑ کر ٹانگ سے ... سر خاک
جسے آتا تھا لیتہ وہ بیش از ...
جن عفریت کو لڑنے تھے بندر
چلے دیوونکے دل مین خوف چھا ...
کسی کو خاک پر ٹپکا او ...
کیا اک گرز سے سو سو کو چکنا ...
تو بھاگ بندو ن سے دیو و دھال
سپاہ رام و لچھمن کو لیا گھیر
کسی نے نیل کو پکڑا کہین پر
تس کا منہ کسی نے دون سے پھیر
تبر لچھمن پے چمکایا کسی نے

تو بد کو جا کے للکارا کسی نے  سگند و گند کو مارا کسی نے
یہ حالت دیکھکر بھاگے سپاہی  پڑی افواج میمونین تباہی
نظر آئے جو لاکھون لت مین لوٹن  گریبان سب ہوے با شور و شیون
کیا اک ناوک جلو و شکن سر  ہوے غائب دنب وجانے دہ ہر
ملائے خاک و خون ہیچ و سارے  وزیر و پہلوان چن چن کے مارے
شال جب تھا سینہ کسی کا  زرہ تھا چار آئینہ کسی کا
سپاہی گرتے تھے تو پونکے گولے  پڑین برسات مین جسطرح اولے
وہ ہو مین ہر طرف نکی تھی جنگ کی سیر  نہ کوئی دیکھتا تھا اپنا اور غیر
اسکے آیا کچھ لے حیلہ و ریو  شال چل چلاتے تھے سب دیو
ادھر پھر بڑھت تو وہ ہگر تھے  بہادر اسطرف سینہ سپر تھے
شہ لنکا نے جب دیکھا یہ احوال  ہوا اسکو خود کل میرا پامال
اسی صورت سے اک پل مین بھگائے  حضور رام وہ لڑنے کو آئے
شہنشہ نے کیا دم مین تبسم  وہین اک تیر سے سب کو کیا گم
بوقت شام میمونان خونریز  ہوئے بارگہ آئے سبک خیز

غرض اسطرح راون نے بہ تزویر  کیے سب افسران فوج تسخیر
ہراسان ایک اور ہین دو سب تھے  زبس خون سے اسکے جان بلب تھے
جو دیکھا رام نے یہ فوج کا طور  ہر اک شیر پہنچے زمین فی الفور
چلے میدان مین پھر گردان ہمیون  مچائی دھوم زمین حکم افزون
وہ کی دیوون کے دل پر بارش تیر  ہوے زخمی جوان دیو کو دکھ پیر
ہوئی جب سر غبار اور چھٹے بادن  ہوا میدان قیامت خیز میدان
کیا دیوون نے رچھو پر گھٹا ٹوپ  جسے مارا دیا اسکو وہین توپ
ادھر بان اور ادھر چلتی تھی بندوق  نے سینہ جوانمردونکے صندوق
پڑی جس جسکے اوپر گرد کی چوٹ  گیا سایہ کی صورت وہ وہین لوٹ
لڑے تا دیر میمون یون لڑائی  شکست فاش پھر دیوون نے پائی
ہوا آمادہ تزویر دشمن  نہار دن انگد و سگریون و لچھمن
ڈری میمون سے زمین خاص و عام  کسی نے کچھ نجانا بھید خبر رام
ہوے دیو و شیاطین دل شکستہ  بصد غیرت لیا لنکا کا رستہ
ہوئے آسودہ خاطر خواب و خور سے  گیا شہ نے توانگر لعل و در سے

## مقابل ہونا دونون لشکر کا تیسرے روز اور شکست کھانا شاہ لنکا کا

شہ خاور کے سر پر رکھ کے جب تاج  کیا فوج فلک کو تاخت و تاراج
قدیم پر بخت نے کی جبہ سائی  شگون نیک نے کی پیشوائی
ازل سے فتح تھی تیر اک مین بند  ظفر تھی بازوون مین سخت پیوند
سو میدان چلے شاہ دون فرجان  بہیات پلنگ و شکل شیران
جو تھا عفریت و شیطان چیل و چگیل  لیے ہمراہ اپنے ذیل و رذیل
کہان ہین رام و لچھمن دونون بھائی  مری اور انکی ہو اسدم لڑائی
پکارا راون نے جب یہ شور و غوغا  گریبان سب ہوے مردان ہیجا
سگند و گند میمونان نامی  چلے دیوون مین با فوج تمامی
سنا انگد نے ابن باد تنہا  ہوئے قلعہ بیابانہ پہونچا
برج قلعہ پہ پہونچا شتابی  ہیر اون پہ ہر پا کی خرابی
بضرب تیغ و تیر و گرز و خنجر  کیے صد پارہ دیوکے سینہ و سر

ہوئی بیدار رام نیک بنیاد  کیا مجرا ظفر نے آکے دل شاد
ہوئے بیدار سرداران لشکر  نکو رو نیک بخت و نیک اختر
برائے جنگ دیوان سیہ بخت  ہوئی تیار سب با سینہ سخت
سنا راون نے آئی رام کی فوج  چلا لنکا سے با صد شوکت و اوج
خروشان زمین آئے صورت پیل  کہا انگد کہان ہے اور نل و نیل
کہان سگریون کس جا ہے ہنومان  کہ تجھ کو ہین مرے عفریت و شیطان
بل نامی ہنومان اور نل و نیل  چلے فوج عدو مین صورت پیل
سکھین اور کیسری [illegible] کے سبقت  جو [illegible] کیے برپا [illegible] قیامت
ہوا بیتاب مثل ضیغم مست  ہوا ہر زخم و سوزن سب آرام
ادھر انگد ادھر [illegible]  خوشی سے غنچہ کی نب استراحت
نہنگ آسا ملا [illegible]  خیال خام مین با خاطر [illegible]

پڑے میدان مین جب بہاگ کے بہاگے
گرے نیزے سے گر گئی کمین ان
لگی آہ سے
لگے تن پر جو پیہم زخم کاری

جوانمردون نے سینے پر سنبہالے
زرہ و خندہ مردون نے کہائے تف
ہوا طوفان خون میدان مین جاری
ہوا غمناک سر دم شاہ لنکا

مچائی دہوم مردون نے دہوم رن مین
جوانمردون کے نیزے تہے بہر کتے
ہوا آشفتہ دیوان بلاکوش
کوئی غمخوار و یار اپنا نہ دیکہا

کرے جس طرح نعرہ شیر بن مین
کہینچے شمشیر دشمن پر تہے دہر
بصد ہیبت ہوے دشمن زدہ

## جانا راون کا واسطے پرستش کے اور مانگنا دعا کا بتخانے مین اور پہونچنا ہنومان جی کا اور اٹھا لانا راون کو بتخانے سے میدان مین جنگ کے اور برہم کرنا سامان پوجا کا

معابد ایک تہا راون کا سجا
گیا راون وہان باخاطر زار
ہمت تیہم جبین گہس کے توڑے
دعا مانگی معابد مین یہ رو کر
بہت کی اُنسے منت گریہ و زار
بہبیکن نے یہانکی عرض اُس پار
اگر زانو کو م اسکے ہو تزلزل
بحکم شہ ہنومان سبک سیر
گیا نکرہ میان فیل دیوان
دلیرانہ وہ بتخانے مین جاکر
غضب سے خسرو دیوان سرکش
ہنومان دلاور صورت باد
پئے ابن صبا بیتاب راون
نہ آیا وہ پئے میمون اگرچہ کے
پیادہ رتہ سے میدان مین اتر کر
حضور شاہ شیر افگن م جنگ
دیکہتے تہے سب تماشا

پرستشگاہ کفاران لنکا
پس راون ہزارون دیو کفار
بہت آگے بتونکی ہاتہ جوڑے
گردن تسخیر مین دونون برادر
نہ رحم آیا بتان سنگدل کو
گیا ہی بتکدے مین دیو گمراہ
اجابت مین دعا کے ہو تخلل
برنگ شیر پہونچا جانب دیر
ہوئے میمون کے در پی سب گریزان
پکڑ لایا شہ لنکا کو باہر
ہوا تا فرق مثل برق آتش
ہوے دیر آیا یاد دل ناشاد
سو میدان آیا ناوک افگن
قضا لائی اُسے گردن پکڑ کے
مقابل جو ہوا بادیو خود سر
کیے اوس نے لاکھون مکر و نیرنگ
لیے آغوش مین گلہائے عنا
ہوا جو دبعد ورد و ہم اندوہ
بہبیکن کا ہوا اقبال یاور
کیا آغاز جشن

وہان کفار بار و شقاوت
کیا اپنے بتون کو سجدہ جاکر
رہا وزرات بتخانے مین حیران
ولیکن بت کوئی منہہ سے نہ بولا
کرے تاثیر کیا رونا بتون پر
مبادا ہو دعا اسکی اجابت
یہ سنکر خوش ہوا شاہ زمانہ
غم راون نہ خوف دیوزادن
قضا سے سب نے کی راہ معرکہ
کیا برہم سب اسباب پرستش
رہا غم سے کبہو وہ درد تا دیر
کیا راون نے حملہ پر نہ پایا
کیا یکبار حملہ بندرون پر
جو دیکہا رام نے غالب ہے راون
کیا یون حملہ دیو بیل تن پر
نہ سبقت لیگیا پردہ دغل سے
شہنشاہ دو عالم نے یکبار
ہوا سر تا قدم صد پارہ صد لخت
بجا لمبل ظفر ہر سوے لشکر
ہوا وہ بدنہاد مردود محتاج

خلاف راہ کرتے تہے عبادت
پرستش کی بہت گردن جہکا کر
ہر اک پتہر کو پوجا بادل و جان
کسی نے عقدۂ مشکل نہ کہولا
کہیں کہلتا ہے پانی سے پتہر
قضا سے پہر نہوا اسکو جواب
گیا ابن صبا کو تب روانہ
گیا بتخانہ راون مین دوان
پڑا اندر کلیسا کے تلاطم
ہوئے روپوش ارباب پرستش
کیا میمون نے حملہ صورت آب
سلامت شادمان لشکر مین آیا
ہزارون تیر ہر جانب کو سر
ہوئے جانبازی آمادہ ہر یک
سپہر جلجلہ دور سے غضنفر
بہلا چلتی ہو بس کسکی اجل سے
تن راون پہ مارا تیر خونخوار
گرا بیجان زمین پر قالب سخت
ہوے سارے ملائک سے لبین خوش
طفیل شہ سے پایا خلد کا راج

| پڑا جسدم زمین پر شاہ لنکا | پڑا شیطان جن مین شور و غوغا | بچشم خونفشان با حالت زار | گریزان سب ہوے میدان سے اک بار |
|---|---|---|---|

## مارا جانا راون کا جنگ سوم مین راجہ رامچندر جی کے ہاتھ سے اور فتحیاب ہونا راجہ رامچندر جی کا



شہ لنکا کی لیکر دوش پر لاش
وہ کی سندور نے آہ و زاری
عزا داری کے جب کپڑے اتارے
بھبھیکن پاپیادہ پیش سکھپال
شہ ہمون نل و نیل و جمبوان
پے تصدیق حسن پارسائی
حلف سیتا نے جسدم یون اٹھائی
بلطف و خو پیش آئے پری سے
بھبھیکن سے کہا اے شاہ والا
کہا شاہ جہان نے اے بھبھیکن
کہ تا چودہ برس اے نیک پیوند
ہوئے شہر لنکا کے دل شاد

سو لنکا گئے عفریت اوباش
ہوے دریا خون لنکا مین جاری
ہوے خویش و برادر جمع سارے
شکر و تازہ جان و شادمان حال
ہوے پالوس سیتا با دل شاد
بحکم رام آتش مین در آئی
جگہ پہلو مین اپنے شہ نے تب دی
بجھائی آتش غم دلبری سے
قدم سے اپنے کر آباد لنکا
کہا تو نے بہت خوب اور احسن
مجھے ہے شہر مین جانے کی سوگند
بھبھیکن کو ولا دلشو دی
کرد مسند وزیری کو شاد و خورسند

غم راون سے لنکا مین پڑا غل
بصد غم قالب عفریت شہزور
کیا سکھپال پر سیتا کو اسوار
ہوے لشکر مین فی الحال رغول
نہ بولے کچھ دانائی سے پر رام
گزند نار کچھ اسکو نہ پہونچا
شہنشاہ دو عالم نے فزون تر
بہت اشفاق سے ہر اک کو پوچھا
رعایا شہر کی ہو شاد و مسرور
اگرچہ سیر لنکا کی ہوس ہے
یہ کہکر پھر کیا لچمن سے ارشاد
کرو اور تلک شاہی پیر افزون
بھبھیکن سے کرو تم عقد پیوند

ہوے ہو بنا حسرت جزو کل
جلایا بر کنار قلزم شور
جلو مین ساکر ون لنکا کے شہر
اتارا بارگاہ شہ مین چنڈول
دل سیتا پہ گذری سخت آلام
نکل آئی بجسم اصل سیتا
کیا لطف و کرم لچمن دو ...
کیے آشاد و سرداران لنکا
وکون عمزدون کے رنج ہو دور
ولے اپنا نہیں کچھ ...
کہ تم اور ...
ہو بدرم و سوزان سب آرام
خوشی سو شہ کی نب استراحت
خیال خام مین با خاطر زار

## جانا لچھمن جی کا شہر لنکا مین واسطے راج تلک بھبھیکن کے بموجب پروانگی راجہ رامچندر کے

بحکم بادشاہ بار اسے روشن
بھبھیکن کا جو چمکا طالع بخت

ہوے لنکا چلے دلشاد لچھمن
بٹھایا اسکو لچھمن نے سر تخت

ہوے لنکا مین داخل جبکہ لچھمن
سر جن پر بصد شان مباہی

ہوے وہ دوارے خوش مرد اور زن
بدست پاک رکھا تاج شاہی

## لنکا کا راج بھبھیکن کو ملنا اور سری لچھمن جی کا راج تلک دینا



ہوئی لنکا کے باشندے کو شادی
تعالی القدر ہے رب یگانہ
وہ ہی عاجز نواز و بندہ پرور
تکبر سے ہوا برباد راون
بھبھیکن نے جو پایا تخت و دیہیم
بھبھیکن کا جو دیکھا اسطرح اوج
جب نظم و نسق شہر لنکا
ہوا تب شاہ ملک سے
حیوان

بھبھیکن کی بھری ہر سو منادی
کرے محتاج کو شاہ یگانہ
کرے بیدست و پا کو صاحب زر
تعذر سے ہوا شاد بھبھیکن
بجالایا بصد جان شہر کی تعظیم
رعیت خوش ہوئی شادان ہوئی فوج
بھبھیکن کے ہوا دلخواہ سارا
کہ برسے آب حیوان بہ فلک سے
بیابان ہر دو لشکر مثل باران
جلائے جسکو چاہے جسکو مارے
نجات انکو ہوئی دنیا سے بیرون
زخت سبھو نکو دلکو افزون

سپہداران لنکا با سر و تن
خداوندی ہے مفلس کو کرے سیر
پسند اسکو نہیں بس بیچارگی ہی
بصد مشکل جو پایا قلعہ و تخت
کیا ارکان لنکا کو بہت شاد
بھبھیکن نے زراہ خاکساری
شہ عالم نے دو تکمے خوش و میمون
کہ پائیں یہ حیات جاودانی
ہوئی زندہ تمامی خرس و میمون
دقیقہ ایسا نہیں ہے اک اور مخفی
رہی اسو جہ وہ ران مین بیابان
بھبھیکن نے منگا کر لاکھوں خلعت

ہوئی فرمان بر شاہ بھبھیکن
کرے پیل و بان کو مور سے زیر
تکبر مایہ آوارگی ہے
بھبھیکن کو دیا سب بخش یا تخت
دیا انعام سکو حد سے ازداد
بہت کی رام کی خدمتگذاری
پڑے ہیں کشتہ زمین سے افزون
کہ کی ہے میری خاطر جانفشانی
رہی عفریت شیطان فی الدرجو
کرون ظاہر کہ تا خوش ہو تو راجی
مشیت سے جیے مقتول شیطان
کیے ہر خرس و میمون کو عنایت

آنا راجہ دسرت کا بہشت سے واسطے دیکھنے راجہ رامچندر اور لچھمن جی کے لشکر کے

پہنچ اور تیار ہونا لشکر کا واسطے قصد داخل ہونے شہر اودھ کے

سیہ جب قلعہ زر رام نے فتح
شتابی مانگ کے رضوان سے رخصت

ہوئی جنت میں جب سرت کو بہت فرح
بشر در آمد آیا شاہ دسرت

ہوا اشتیاق دیدار رخ رام
لگے بیٹے رام و لچھمن کو لگا کر

اور رکھتا تھا یہی حسرت کا کام
لیا بر میں دیا بوسہ جبین پر

آنا راجہ دسرت کا بہشت سے بعد فتح اور حاضر ہونا جملہ دیوتاؤں کا پاس راجہ رامچندر کے



حقیقت سنکے شہر زر کی ساری
وفا کے عہد میں باقی ہیں دو دو روز
سفر ہمت کرو لشکر شتابی

کہا جنت کو پھر با اشکباری
اودھ میں چلئے اب ہو رونق افروز
خلاف عہدہ ہے وجہ خرابی
غرض لشکر کو حکم کوچ ہو بجا

کہا تب رام نے اے شاہ میمون
سبب ہوگی وہاں اب انتظاری
کہا سردار میمون نے سبب خوب
ہوئے تیار سب سردار لنکا

سبب کی سیر دشت کو وہ ہامون
بھرت کے دل میں ہوگی بیقراری
یہی ہے بندگان شہ کو مرغوب

چلنا راجہ رامچندر اور لچھمن جی کا شہر لنکا سے طرف شہر اودھ کے مع لشکر میمون وغیرہ

شہ زرین علم باج کلاہی
شتابی خود بھبھیکن بر سر تخت
سپہ داران لنکا سب [illegible]
شہنشہ نے بھبھیکن کی [illegible] تب
بھبھیکن نے کہا اے شاہ کیہان
شمارم گوہر شکر تو سفتن

ہو جب صبح کو مشرق سے راہی
جہاں میں شاہ کے ہمپایہ تخت
صبا سے کرتے تھے شفقت [illegible]
بسوئے خانہ جا اے شاہ جواب
کیا تو نے جو مجھ پر لطف و احسان
[illegible] گفتن

ہوا اسوار شہ تخت رواں
شہ میمون بعجہ خروش ہنومان
چلا لشکر جو لنکا سے شتاب خیز
خلافت جا کی لنکا میں [illegible] شاد
اگر ہر مو من گردد زبانے
[illegible]

پئے عزم وطن دلشاد و خوش
[illegible]
[illegible]
[illegible] سب آرام
خوشی [illegible]
خیال خام ہیں [illegible]

که جبتک نہ یون اُشاه نامی
وه پہنچی سے جب سمندر پار آئے
سبھا دیا دیودھن اُترین اودھر سے
سمندر سے لیا رستہ وطن کا
بھرت سے عرض کی اودھ نا نام جب

کروں ورنه اوگر یہ تیر سے غلامی
سحابه آم آسا بسر فتار آئے
کرین پھر دشمنی وحشی و بشر سے
کیا قصد عندلیبون نے چمن کا
مبارک ہو ہوئی رونق فزا رام
بھرت کی سُنکے یہ تازہ ہوئی جان

تماشا جب بھبھیکن نے تو خوشتر
شہنشاه دو عالم نے یہ کی غور
دیا پُل توڑ آخر درمیان سے
ہنومان دلاور نیم رہ سے
بزور جنگ کر کے فتح لنکا
رکاب شاه مین آیا ہنومان

چلے شه تخت پر اُسکو بٹھا کر
چڑھا جب توڑنا ہی پُل کا بر طور
ہوئی رونق فزا آگے وہان سے
گیا پیش بھرت ارشاد سے
اودھر سے پاس آئے رام و سیتا

## آغاز کانڈ چلنا بھرت اور سترہن اور ماوران راجه رامچندر کا واسطے ملاقات اور استقبال راجه رامچندر جی کے مع باشندگان شہر اودھ

دو چند کرتا ہی جب دم کوکب بخت
دلا ہوتا ہی جب تابنده اقبال
ہوا دلشاد دینشان اس خبر سے
جو تھا تن خشک مثل نخل بے آب
سُنایا مژدہ جان بخش سب کو
بشست نامور بار و تابان
دعا یا نے تمامی شہر و بازار
در و بام و دکانات و مکان سب
بطرب در قاص گلفام
نہا دو دن ... شکر روان میل
ہوئی بھی برادر بادل شاد
چلے دونون برادر زرین کمر بار
میان ہودج زرین سے رام
تھا کشت سی شوق دیدن خرامان
سترہن دونون مین دلشاد
بنے بھرت کو ... افزون

بلا ہوتی ہی آسان مشکل سخت
فرو ہوتا ہی پل مین رنج صد سال
کھلے جس طرح گل باد سحر سے
ہوا مانند سرو تازہ شاداب
دیا آب بقا ہر جان بلب کو
یہ مژدہ سُنتے ہی آئی شادمان
کیا آراستہ مانند گلزار
سب رنگین ہر رنگ بوستان سب
ہوئے سب جلوه آرا بر لب بام
ہوا انبوه خلقت سیکڑون میل
پیاده سجده کرتے بادل شاد
ہوئین سب مادران ام اسوار
سراپا چشم تھا وزن سے ہر بام
قریب رام پہونچے بادل و جان
ہوئے پابوس پیر نیک بنیاد
بلا گویا صدف کو دُر مکنون
ملی دلشادمان بخت جگر سے
لیا ... آخر غم باد رانه

ترین ہوتے ہین جب روز سعادت
ہوا یاد رجو بخت نیک فرجام
جو تھا رخسار غم سی زعفران رنگ
معا بدلے ہر رنگ سرو آزاد
ہوئی یہ مژده سُنکے خلق شادمان
بھرت اور سترہن با بخت بیدار
ہوئی سب شہر مین آئینہ بندی
گلاب و عطر سے با خوش تماشی
ہوئی جب دم برآمد دونون بھائی
سوار ڈنکی پر ہی تا چار فرسنگ
بشسٹ پیر دانشمند ہمراه
جوان کودک و پیر خوش انجام
وفور انتظاری سے وہان سے
بصد شوق و محبت رام و لچھمن
ملے پر اشک اپنی مادرون سے
بہت کی کیکئی نے شفقت
وفور گریہ شادی سے مادر
ملی سیتا سے با صد شادمانی

بدست آتی ہی جب گم گشته دولت
بھرت نے پایا حال مقدم رام
ہوا گل کی طرح سوار غوان رنگ
لب سوغانہ آیا بادل شاد
پڑا گویا کہ کشت خشک مین آب
ہوئی از مہر استقبال طیار
نگار و نقش سے بام بلند
ہوئی رستے مین ہر سو ابا بستی
اقبال بہبہ پیش ... 
ہوا بازار دکار ستہ بہت تنگ
مثال سیتری پیش خور داد
ہوئے راہی پے نظاره رام
ہر یک چشم تھا مفتوح ہر در
ملے دونون برادر سے ہمہ تن
انھون نے اشک سے دھو یا در دل
لیا آغوش مین با صد محبت
ہوئی کو ... نشانی دو دل ...
سحاب چشم سے کی ...

شبیہ آنا راجہ رامچندر اور لچھمن جی و جانکی جی کا مع لشکر لنکا سے اودھ میں اور ملنا بھرت اور سترہن وغیرہ سے



ہیں جو دیدار سے شادو مسرور
غرض ملکر بہم چاروں برادر
چلو ہیں سب چلے شاہ جہان
گل افشانی سے کو سون صحن بادہ
ہو سب دولت دیدار سے خوش
کہیں مخلوق یارب ہیں کہان کے
کہ جب راون نے سیتا کو اٹھا کر
وہاں پر بال سگریوں تھے برادر
شہ عالم نے مارا بال کو تب
لسکوچپ جو ہی یہ خبر ہی آئی
سمندر پھاند کر لنکا جلا کر
جو قرب شہ پہ میمون ہو نوشتہ
جو ہی یہ جیبی سا جودرت جن
مفصل جب سنی سب نے یہ تقریر

دو لت ہو گئی افتادگی دور
ہوئے اسوار تخت زرفشان پر
رفیق و جان نثار و گرد و باہم
نظر آتا تھا رشک باسمن ار
کہ بلبل گل کے ہو رخسار سی خوش
مقدم جب کیوں ہو شاہ شاہ
کیا مخفی حصار زر میں جا کر
لڑے اک روز آپس میں غرض تب
دیا سگریو نکو تاج تخت و سب
میسر آم روز جنگ یہ تھا
یہی لایا خبر سیتا کی جا کر
یہ ہی بالک جہان فتنہ کا فرزند
بھبھیکن نام ہے یہ نیک باطن
ہوی شادان جو ان کو دیکھ کر

شہنشاہ و خلم اور برادر
شہ میمون شہ خرص ہنومان
رعیت نے نثار گل بہجا سجا
زرافشانی سے شہ کے گلشن
جو دیکھے سب نے جو جیش و میمون
کہا بعضوں نے سمجھے یون شاہی
جدھر کو دیکھا پربت کے نزدیک
دلاور بال تھا قسمت گران
گو راست ہے یہ وہ خلف آئے
جو پیش شہ یہ میمون ہے بصد شان
اٹھا لایا یہی کو دشمانی
قدم جس کا میان شہر لنکا
یہی لنکا میں بعد از قتل راون
غرض سطح با صد فرحت دل

سلے ہر کہ و مہ سے شاد ماں تر
شہ جن اور انگد عنا شان
کیا تخت روان گلشن سراپا
کیے سب کے لبالب جیب دامن
ہو کے حیران ملیں عدم افزون
بیابان میں جو گزرا ماجرا ہے
سنے یہ خرش میمون سنتے ہیں تحصیل
کیا سگریوں کو خارج مکان
اسی کی فوج حرفے کی فتح
اسی کا نام ہے یارو ہنو
سمجھو کہ یہ ...
نزار ہو ہوا مرہم و سوزان سب آرام
خوشی سو خنے کی نب استراحت
خیال خام میں باخاطر زار

| | | | |
|---|---|---|---|
| ے سیفس سے با حسن جاوید | کیا ایوان شاہی رشک خورشید<br>رہی شب بھر بعیش و ناز مشغول | شبستان شہنشاہی میں یکجا<br>غم و رنج بیابان سب گئے بھول | بفرش لالہ و گل رام و سیتا |

## جلوس فرمانا مہاراجہ سری رامچندر جی کا اوپر تخت سلطنت اودھ کے بساعت سعید

| | | | |
|---|---|---|---|
| ہوا جب شاہ پر نورانی روز<br>بحکم پیر باشان مباہی | بر تخت لاجوردی جلوہ افروز<br>سر نازک پہ رکھا تاج شاہی | ہوا امید ارشاہ نیک اختر<br>ہوا اورنگ زر پر جلوہ آرا | اقبال خسروی کی زینت بر<br>بہت داد و دہش کی آشکارا |

## جلوس فرمانا راجہ رامچندر کا تخت شاہنشاہی پر بیت السلطنتہ اودھ بعد معاودت جنگ راون کے













کپتان فلر صاحب بہادر ڈائرکٹر آف
پبلک انسٹرکشن مدارس پنجاب مولوی کریم الدین صاحب ڈپٹی
انسپکٹر مدارس لاہور کی نے تصنیف کیا اور طریقہ تحریر خطوط اور کاغذات
ضروری معاملات
[illegible] صاحب [illegible] ما لا کلام



| | | |
|---|---|---|
| ۲ | والدہ | والدہ صاحبہ معظمہ و مکرمہ دام مجدہا |

بدست جود وبخشے لعل وگوہر
ہوئی بخشش سے شہ کی خلق خوشحال
ہوا عالم شگفتہ مثل گلزار
ہوئی پیر و نکو حاصل نوجوانی
شہ میمون شیم خورشید حشمت
تری قدرت سے ہی سب خلق آگاہ
دعا خوشتر کی ہو مقبول جلدی

کیا سب بینواؤن کو تونگر
گئے سب بھول رنج چاردہ سال
بنا رشک چمن ہر کوی و بازار
ہوئی سب کی بسر نو زندگانی
محلے سب کے رخصت ہوئے اسیران
گدا کو پل مین کرتا ہے شہنشاہ
بکار عمدہ ہو مشغول جلدی

کیا عدل و کرم سے خلق کو شاد
ہوئی ہر کوچہ و برزن مین رونق
ہوئی کلفت دل عالم سے سب دور
فرشتون نے بعیش و کامرانی
پھرے شہر اودھ کو جیسے ایام
ہوا تصنیف سے مین فارغ البال
خدایا رفع کر سب میری حاجات

نوازش فوج پر کی حد سے کر کے
عنبا جسطرح گلشن مین رونق
ہوا ہر چار جانب جلوۂ نور
سر افلاک سحر کی گل فشانی
مرے جی مین بھی پھر اسطرح سے اوہام
تعطل اب نہ حق مین ہیچ جنجال
پذیرا کر شتابی یہ مناجات

# خاتمۃ الطبع

ادائے شکر کے لائق وہ نیکار جوت سروپ ہے کہ جسنے اپنی قدرت کے ظہور کے لیے تمام بسیط زمین کو نور قدوم گت لزوم سے تجلی کا معمور آباد بنایا کہ جنکے فیض قدوم سے کیا کیا فائدے اور لا انتہا جہان کو حاصل ہوئے اور بزرگان نوع انسان نے مسلک مستقیم کی پیروی نے کیسی سیدھی راہ حقیقت کی بتائی اسپر مشیر روز ازل و ابد نے ان بزرگان کا مقدر انکے مسند سے رتبہ بٹھایا ہے کہ گروہ ملایکہ باوصف بلند پایگی کے پست نظر آتا ہے ۔ ہر کدامی کس بدو نور باطنی ہمسر داشتن + خشت را با آئینہ باشد برابر داشتن + سچ ہے خیاط حکمت الٰہی نے پیکر انسانی کو خواہند کس حسن وجمال کی صورت کا لباس پہنایا ہے کہ جس پر ہر شکل ہونیکا پتہ صادق آیا ہے اور سینہ بے کینہ اس نوع کرامت کو اسرار قدرت سے جواہر روشن سے گنجینہ کیا اپنی صورت قدرتی کا مظاہر بنا کیا سن بعد